نقش ملال
جائش حریم
واصبہ فاطمہ

نقش ملال

واحبہ فاطمہ

وہ اپنے نرم گرم بیڈ پر اوندھے منہ بہت سکون سے اور بہت گہری نیند سو رہی تھی جب سلمی بیگم عجلت بھرے انداز میں اس کے کمرے میں آئیں اور اسے یوں گھوڑے گدھے بیچ کر سوتے دیکھ اپنا ماتھا پیٹ لیا۔ وہ دانت کچکچا کر بیڈ۔ تک آئیں تھیں اور اسے پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالا۔ اور جلدی سے الماری سے مصروف سے انداز میں اس کی چیزیں باہر نکالنے لگیں۔۔

ارے نالائق،، سست اور کام چور اولاد بھی اللہ تعالٰی کسی کو ناں دے،، حریم کسی چیز کی حد ہوتی ہے،،، آج بھائی کی بارات ہے اور تم یوں گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی ہو،، معلوم ہے ناں اسما کے گھر والوں نے بار بار تاکید کی تھی کہ وقت پر ہال میں پہنچنا،، اور ابھی تم نے پالر بھی جانا ہے،، آخر ہم بارات لے کر کب نکلیں گے،،،

وہ اسے آنکھیں ملتے اور منہ کے زاویے بگاڑتے دیکھ تلملا کر بے نقط سنائے گئیں تو وہ بری طرح جھنجھلائی۔۔

مما قسم سے بہت ہی ظالم ہیں آپ،،ایک تو رات مہندی کا فنکشن اتنا لیٹ ہو گیا،،اوپر سے پاپا کی فرمائش کہ ان کی پری مہندی ضرور لگوائے،،رات چار بجے فجر ادا کر کے سوئی تھی میں،،اتنی جلدی جگا رہے ہو آپ،،اوپر سے بے عزتی بھی کر رہے ہو،،،؟؟؟

وہ جمائیاں روکتی اب انگڑائیاں لیتی سلمی بیگم کو اتنی کیوٹ لگی کہ بے اختیار وہ ہی اس سے نگاہیں چرا گئیں کہ مبادا ان کی نازک سی اکلوتی گڑیا کو ان کی خود کی نظر نا لگ جائے۔

اب باتیں مت بگھارو حریم اٹھ کر جلدی سے فریش ہو جاؤ تمھیں پالر بھیجوں،،،

سلمیٰ بیگم نے اس کا آج کا ڈریس، جیولری اور سینڈل وغیرہ رکھ کر اس کا بیگ تیار کیا۔

مما تھوڑی دیر اور سونے دیں ناں پلیز اتنا اچھا خواب دیکھ رہی تھی کہ میرے خوابوں کا شہزادہ سفید گھوڑے پر سوار میری جانب چلا آرہا ہے،،،مجھے اس دنیا سے چرا کر اپنے ساتھ لے جانے کے لیے ہائے ے ے،،،،

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر شرمانے کی ایکٹنگ کرتی دہری ہونے کا ناٹک کرنے لگی تو سلمی بیگم نے اپنا رخ الماری کی جانب پھیر کر لبوں پر در آنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔ وہ ایسی ہی تو تھی شوخ چنچل، چلبلی سی لڑکی جو گھر بھر کو اپنی آؤٹ پٹانگ حرکتوں سے محظوظ کیے رکھتی۔

ہونہوں،،،، سلمی بیگم نے لمبا سا ہنکارا بھرا۔

اللہ کرے تمھاری اصل زندگی میں شہزادہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنے کی بجائے ایک جلاد ہٹلر ٹائپ بندہ آئے اور تم جیسی سست، نکمی اور کام چور لڑکی کے تمام بل نکال کر تمھیں تیر کی طرح سیدھا کر دے،،،

سلمیٰ بیگم نے دانت کچکچا کر کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی بیڈ سے نیچے اتر کر ان کی پشت سے ان کی گردن میں جھول گئی۔

حریم کو سیدھا کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا،، بلکہ وہ حریم سے پناہ مانگے،، چچ چچ چچ،،، بیچارا ترس آتا ہے مجھے اس نادیدہ وجود پر،،

وہ پھر قہقہہ لگا کر ہنسی۔اور کچھ یاد آنے پر دانتوں تلے لب دبایا۔

میں پاپا کو جا کر کہتی ہوں کہ مما بول رہی ہیں کہ اصل زندگی میں شہزادہ نہیں آتا،، جلاد ہٹلر آتا ہے،، مطلب آپ ان ڈائریکٹلی پاپا کو جلاد اور ہٹلر بول رہی ہیں،، ہے ناں مما،،

اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو سلمی بیگم اس کی بات پر بھونچکارہ گئیں۔لپک کر اس کی کمر سینکنے کو الماری سے ہینگر اٹھایا۔۔ مگر وہ پہلے ہی قہقہہ لگاتی جائے وقوعہ سے واش روم فرار ہو چکی تھی۔

وہ جب فریش ہو کر باہر آئی تو سلمی یوسف صاحب سے جانے کس بحث میں مصروف تھیں۔

پاپا،، دیکھیں میری مہندی کا رنگ کتنا اچھا آیا،، وہ پر جوش سی اپنی ہتھیلیاں اپنے بابا کے سامنے پھیلا گئی۔یوسف صاحب نے اپنی لاڈلی گڑیا کو مہربان نگاہوں سے دیکھا۔

بہت اعلیٰ،،، میری گڑیا کے ہاتھ تو بہت اچھے لگ رہے ہیں واؤ،،،

انھوں نے اس کی تعریف کی تو وہ ہمیشہ کی طرح بچوں کے جیسے خوش ہو گئی۔ سلمی بیگم نے مسکرا کر یہ منظر دیکھا۔۔

جانتی ہو حریم، بچپن میں جب تم چھوٹی سی تھیں،، عید تہوار کے موقع پر تمھارے بابا تمھاری ہتھیلی پر مہندی کی ٹکی بنا کر تمھارے ہاتھوں پر شاپر باندھ دیا کرتے تھے تاکہ تمھارا چہرہ، کپڑے اور بستر خراب نا ہو،، اور صبح تمھارے ہاتھوں پر یہ رنگ دیکھ کر بہت ہی زیادہ خوش ہوتے تھے،،، سب کو دکھاتے کہ یہ دیکھو میری گڑیا کے ہاتھ کتنے اچھے لگ رہے ہیں،،،

سلمی بیگم نے بتایا تو وہ نم آنکھیں لیے اپنے بابا کے گلے سے جھول گئی۔

مگر اب ہماری بچی کی یہ مہندی بہت جلد ہمیں ہمیشہ کے لیے بہت زیادہ اداس کرنے والی ہے،،،

وہ نم آنکھیں لیے اداسی سے بولے تو حریم بے چین ہو گئی۔

کیوں پاپا،، ایسے کیوں بول رہے ہیں آپ،،،

حریم نے اپنے بابا کا مہرباں چہرہ اپنے ہاتھوں سے تھاما۔

ارے بھئی،، جب میری گڑیا کے ہاتھوں پر شادی کی مہندی رچے گی تو ہمیں اداس چھوڑ کر رخصت ہو کر ہم سے دور چلی جائے گی،،، ہے ناں،،،

یوسف صاحب نے اس کی چھوٹی سے ناک کھینچی۔

میں تو اپنے پاپا کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی،،، بس بات ختم،، ہاں نہیں تو،،،

اس نے بے حد کڑوا سا منہ بنایا تو سلمی اور یوسف دونوں ہنس دیئے۔ تبھی وہاں عماد چلا آیا۔ اور آتے ہی اس کے بال پکڑ کر کھینچ دیئے۔

آج کے دن بھی مجھے تنگ کرنے سے باز مت آنا چڑیل،، تم تو چاہتی ہی یہی ہو،، ہم لیٹ ہوں اور میری بے عزتی ہو ہے ناں،،، عماد نے کہا تو وہ حسب معمول چڑیل کہے جانے پر چڑ گئی۔

پاپا دیکھیں اس چمار کو مجھے چڑیل بول رہا ہے،،،

وہ جھٹپٹا کر بولی تو عماد قہقہہ لگا کر ہنسا۔

ہاں ناچمار کی بہن چمارن،،،

عماد باز آؤ،، ہماری گڑیا کو پریشان مت کرو،،

یوسف صاحب نے اسے گھر کا۔

ارے ایسے ہی،،، خبر دار میرے بیٹے کو عین اس کی شادی کے دن ڈانٹا آپ نے،،، وہ سچ کہہ رہا ہے،، آپ کی اس نکمی، سست گڑیا کی وجہ سے لیٹ نا ہو جائیں ہم لوگ،،،

سلمی بیگم نے بیٹے کی سائیڈ لی تو وہ دانت نکالنے لگا۔

پاپا دیکھیں مما کو،،، وہ پھر تلملائی۔۔

اوکے اوکے سیز فائر،،، آکر لڑ لینا بھئی ابھی وقت نہیں ہے،، عماد بہن کو پار لر چھوڑ کر تم بھی سیلون چلے جاؤ،، واپسی پر اسے ساتھ لیتے آنا،،،

یوسف صاحب نے کہا۔۔

اوکے پاپا،،وہ شرارت سے ہنسا۔ حریم نے اسے گھورتے ہوئے اپنا بیگ اٹھایا۔ سلمیٰ بیگم اور یوسف صاحب نے مسکراتے ہوئے انھیں باہر جاتے دیکھا۔

سادہ سا مڈل کلاس گھرانہ تھا۔یوسف صاحب ایک پرائیویٹ کمپنی میں جاب کرتے تھے۔عماد بھی اب انجیرنگ کے بعد جاب پر لگ گیا تھاعماد کی پسند کی شادی ہورہی تھی۔ سلمی بیگم سادہ سی گھریلو خاتون تھیں۔اور گھر بھر کی لاڈلی حریم بی ایس سی کے تھرڈ ائیر میں تھی۔یوسف صاحب کا زیادہ لمبا چوڑا خاندان نہیں تھا۔۔اسی لئے وہ اپنی فیملی کو لے کر کافی حساس تھے۔

وہ ایک ہاسپٹل کا سرد سا روم تھا جہاں پیشنٹ بیڈ پر ایک نیم جان نیم مردہ سا وجود آنکھوں کی ساکت پتلیوں سمیت بلکل ساکت اور جامد چت لیٹا ہوا تھا۔

بیڈ کے بلکل قریب چیئر پر نم لال انگارا آنکھیں لیے بیٹھے اس اٹھائیس سالہ شخص کے چہرے کے تاثرات اتنے سخت اور پتھریلے تھے کہ لگتا تھا جیسے وہ دنیا جلا کر بھسم کر دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کی ماتھے کی رگیں تنی ہوئیں تھیں۔اور ہاتھوں میں اس نیم مردہ وجود کا سر دہاتھ تھا۔وہ سیاہ ڈنر سوٹ میں شاندار سامر داس وقت اپنے اندر ایک طوفان دبائے بیٹھا تھا۔۔

گڑیا اٹھو،،پلیز،،دیکھنا تمھارے مجرم کا تمھارے سامنے عبرت کا ایسا نشان بنا دوں گا کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے زندہ رہنے پر پچھتائے گا اور موت کے بعد بھی سردار جائش جہانگیر کے نام سے اس کی روح کانپے گی،،،

جائش نے اس کے کان کے قریب جھک کر آہستگی سے کہا تھا۔وہ اور بھی کچھ کہتا جب اس کا خاص ملازم رفیق دروازے پر ہلکی دستک دے کر اجازت ملنے پر اندر داخل ہوا تھا۔سردار جائش جہانگیر اپنی جگہ سے اٹھ کر

کیا خبر لائے ہو رفیق،،اگر تو ناکامی کی خبر لائے ہو تو میں تمھیں آج یہیں زندہ جلا دوں گا،،،

وہ اپنی کمر پر ہاتھ باندھ کر دھیمے لہجے میں غرایا تھا۔

اچھی خبر ہے سردار جی،،ااس کا پتہ مل گیا،،،پورے خاندان کا اتاپتا نکلوایا ہے،،ایک ہی بہن ہے اس کی،، حریم نام ہے بہن کا،،اور اس سے بھی اچھی خبر یہ ہے کہ آج اس کی بہن کی شادی ہے،، پورا خاندان اکھٹا ہوا ہو گا،،پورے خاندان کے سامنے جب وہ زلیل شخص زلت اٹھائے گا تو پھر ہی انابیہ بے بی کو انصاف ملے گا،،،

رفیق نے سر جھکا کر خونخوار لہجے میں کہا تو اس کی گہرے آنکھوں میں حیوانیت سی طاری ہونے لگی۔

ہمم،،اس کی بہن کو اٹھا لاؤ،،،میرے حویلی پہنچنے سے پہلے وہ حویلی میں لا کر پھینک دی جائے سمجھے،،میں چاہتا ہوں کے جس، کرب اذیت اور تکلیف سے میں گزر رہا ہوں وہ بھی وہی کچھ محسوس کرے،،،اسے بھی تو پتہ چلے کہ جب عزت روندی جاتی ہے تو ایک بھائی کی کیسے روح کانپتی ہے،،،

سردار جائش جہانگیر نے سرسراتے لہجے میں کہا۔رفیق اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے باہر نکل گیا۔جائش نے انٹر کام سے ڈاکٹر اور انابیہ کی کئیر ٹیکر کو روم میں آنے کا کہا۔

وہ پارلر کے باہر پہنچے تو عماد نے اس کی جانب شرارت بھرے انداز میں دیکھا۔

ویسے تو آجکل کے میک اپ پر مجھے پورا بھروسہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا جادو پارلرز میں ہوتا ہے مگر پھر بھی بیوٹیشن سے کہنا اچھے سے تیار کرو کہ میں چڑیل نہیں لگوں،،، آخر دلہے کی بہن ہوں،، کچھ تو انسانوں جیسی شکل،،،، آؤچ،،،،

وہ بات کے دوران ہی حریم کے بازو پر ایک زوردار قسم کی چٹکی کاٹے جانے پر بلبلایا تھا۔

تم سے تو زیادہ اچھی لگوں گی چمار کہیں کے،، شکل دیکھو اپنی،، مجھے تو ڈر ہے اسما کے خاندان والے دلہا دیکھ کر یہ نا کہہ دیں یہ دلہا واقعی انسان ہے یا کسی نے ڈڈو سیدھا کیا ہے،،،

حریم نے بیگ اٹھاتے کھلکھلا کر ہنستے اپنا پورا پورا بدلا لیا۔ عماد اسے گھور کر رہ گیا تو وہ اسے چھوٹی سی ناک چڑھانے لگی۔ عماد نے وہی ناک پکڑ کر کھینچ تھی۔

آیہھہ جنگلی،،،،

حریم کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آئے تھے کہ ناک میں موجود گولڈ کی چھوٹی سی نوز پن بری طرح ناک کے اندر چبھ گئی تھی۔ وہ ناک کو پکڑ کر دہری ہوئی۔ اس کے آنسو دیکھ کر عماد تڑپا۔

کیا ہوا حریم،،، میں تو مزاق کر رہا تھا،، ادھر مجھے دکھاؤ،،،

عماد نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹانا چاہا۔

میں ٹھیک ہوں بھیا،،،

اس نے آہستگی سے کہا۔

بھائی کی جان،،، بھائی کی چھوٹی سی گڑیا،،، اللہ تعالیٰ کرے تمھیں زندگی میں کبھی کوئی آنچ تک نا آئے،، آمین،،، بھائی تم پر کبھی آنچ بھی نہیں آنے دے گا،،،، عماد نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

جی جی مجھے معلوم ہے یہ چونچلے اس لیے ہو رہے ہیں تاکہ میں پاپا کو آپ کی شکایت نا لگاؤں،، حریم سنبھلی اور اس کی اداس شکل دیکھ کر اپنی ٹون میں واپس آئی تو وہ مسکرا دیا۔

تم لگا دینا شکایت،، میں مائنڈ نہیں کروں گا،،

اس نے صلح جو لہجہ اختیار کیا تو وہ بیگ لے کر گاڑی سے نیچے اتری۔

جب تیار ہو گئیں تو بیل دے دینا،،، عماد نے کہا۔ تو وہ اسے منہ چڑھاتی اندر بھاگ گئی۔ عماد اس کی حرکت پر ہنس دیا اور گاڑی آگے بڑھالی۔

وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھی بیزار ہو رہی تھی کہ تبھی اٹھی۔

سسٹر میرے پاس وقت نہیں ہے،، میں لیٹ ہو جاؤں گی بارات کے لیے،، جب میری اپوائنٹمنٹ تھی تو آپ لوگ لیٹ کیوں کر رہے ہیں،،

حریم جا کر ریسیپشنٹ کے سر پر سوار ہوئی۔ ابھی وہ جواب دیتی کہ اندر روم میں سے ایک لڑکی نے باہر منہ نکالا۔

حریم،،اندر آجائیں،،،

لڑکی نے کہاتواس نے سکھ کا سانس لیا۔اور جلدی سے اندر داخل ہوئی۔اندر بیوٹیشن نے اس کا مسکراکر ویلکم کیا۔

آپ چینجنگ روم سے جلدی سے ڈریس چینج کر کے باہر آجائیں،،،

اوکے،، حریم کہتی چینجنگ روم میں گئی اور اپنا لباس تبدیل کیا۔اس نے تو اپنا لباس بھی پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ساری تیاری سلمہ بیگم نے ہی کی تھی۔(اس کا مزاج ایسا تھا کہ وہ زیادہ تر گھر سے باہر نکلنا پسند ہی نہیں کرتی تھی اور شاپنگ پر جانا تو بلکل پسند نہیں تھا۔کوئی بہت ہی ضروری کام ہو تو پھر ہی جاتی تھی۔)اس نے حیرت سے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا۔متناسب سانازک سراپا۔گورے رنگ پر ہلکے کامدار لیمن کلر لہنگے میں وہ آسمان سے اتری ہوئی پری ہی لگ رہی تھی۔۔

وہ لباس بدل کر باہر آئی تو بیوٹیشن نے اسے حیرت سے دیکھا۔حریم کنفیوز سی ہو کر اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔

آ یئے حریم،،بیو ٹیشن نے سر جھٹک کر کہاوہ آ کر دیوار گیر آ ئینے کے سامنے چیئر پر بیٹھ گئ۔

کیاہوا آپی،،؟؟آپ ایسے کیوں دیکھ رہی تھیں مجھے،،، عجیب لگ رہی ہوں اس ڈریس میں،،

حریم زیادہ دیر خاموش بیٹھ ہی نہیں سکتی تھی تبھی اب اپنی کنفیوزن دور کرنے کو پوچھ ہی لیا۔

"میں یہ دیکھ رہی تھی کہ برائیڈل کے حساب سے آپ کا ڈریس کافی زیادہ سمپل ہے،،، برائیڈل میک اپ تو اس ڈریس پر سوٹ ہی نہیں کرے گا،،،

بیو ٹیشن کی بات پر حریم اپنی جگہ سے اچھلی۔

واٹ ؟؟آپی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ،، میرا برائیڈل نہیں پارٹی میک اپ ہے،،،

حریم نے جلدی سے اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی۔

لیکن،،،

ایکسکیوزمی مس،،،، برائیڈل میک اوور میرا ہونا ہے،،

ابھی وہ لوگ بات ہی کر رہے تھے کہ پیچھے سے ایک نک چڑھی سی لڑکی سرخ برائیڈل ڈریسز میں آکر تیکھے لہجے میں بولی۔

اوکے بیٹھے آپ بھی،،،

وہ لڑکی حریم کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ بیوٹیشن کا ہاتھ تیزی سے چلنے لگا۔ تقریباً بیس سے پچیس منٹ میں حریم بلکل تیار تھی۔ لیمن کلر لہنگے کے اوپر پارٹی میک اور لمبے گھنے سیاہ بال کمر پر کرل کر کے کھلے چھوڑے گئے تھے۔ وہ خود کو آئینے میں دیکھ کر حیران تھی کہ یہ وہی تھی۔

آپی کافی تیز میک ہے یہ،،،

اس نے جز بز سا ہوتے منہ بنا کر کہا۔

ارے بھئی دلہن کی بہن ہو،،روز روز بھائی کی شادی تھوڑی ہو گی،،اٹس او کے،،پوری قیامت لگ رہی ہو،،،

بیوٹیشن نے مسکرا کر کہتے آنکھ ونک کی۔

وہ بھی ہنس دی تبھی اس نے بیگ سے فون نکال کر عماد کو کال کی تھی جو دوسری بیل پر ریسیو کر لی گئی۔

ہاں میں رستے میں ہوں،،بس پہنچ ہی رہا ہوں حریم،،

پیچھے ٹریفک کے شور میں سے عماد نے بلند آواز کر کے اسے بتایا۔

او کے او کے،،آرام سے آؤ،،

حریم نے کہا اور فون رکھ دیا۔

ادھر عماد نے فون رکھا عین اسی وقت گاڑی ہچکولے سے کھاتی اپنی جگہ پر جام ہو چکی تھی۔

شہہہہہہہہہٹٹٹٹٹ،،، کیا مصیبت ہے،،،اس نے سٹئیر نگ پر ہاتھ مارا۔

ادھر وہ اب ویٹنگ ایریا میں بیٹھی انتظار کر کے بیزار ہو چکی تھی کہ تبھی ایک لڑکی اندر آئی۔

حریم،،،

اس نے پکارا۔

جی،،،وہ جلدی سے اپنا بیگ لے کر کھڑی ہوئی۔

آپ ہی حریم ہو،،،

جی جی،،،

باہر آپ کے گھر والے آپ کو لینے آئے ہیں،،،

اوکے،،،

لڑکی کے اطلاع دینے پر وہ سر ہلاتی پارلر سے باہر نکلی۔ادھر ادھر دیکھا۔عماد کی گاڑی تو کہیں بھی نہیں تھی۔وہ اب پریشانی سے اندر واپسی کے لیے مڑی ہی تھی کہ محظ چند ساعتوں کی دیر تھی۔ ایک وین اس کے پیروں میں چرچرائی اور اسے دائیں بائیں بازوؤں سے دبوچ کر وین میں کھینچ لیا گیا۔

ان لوگوں نے حریم کے منہ سے چیخ نکلنے کا موقع تک نہیں دیا تھا جب ایک موٹا کپڑا رکھ کر اس کی چیخ کا گلا دبادیا گیا۔گلی میں اس وقت کوئی بھی بندہ موجود نہیں تھا۔وین ہوا سے باتیں کرتی اپنے پیچھے دھول اڑاتی دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے اوجھل ہو گئی۔

جاری ہے۔

......

حریم کی ہر مزاحمت دم توڑ رہی تھی۔۔وہ جانے کون لوگ تھے بے تحاشا ظالم اور بے حس۔جو اسے بری طرح دبوچ کر بیٹھے تھے۔اس نے خود کو چھڑانے کو ہاتھ پیر چلائے۔مگر ان لوگوں نے اس کے کمر پر ہاتھ باندھ کر منہ پر ٹیپ لگادی۔اسے سیٹ کے نیچے پھینک کر اوپر کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔حریم کے آنسو اس کے بالوں میں جزب ہوتے رہے۔

لاکھ کوشش کرنے کے باوجود کوئی ایسا قصور یاد ہی نہیں آیا جس کی پاداش میں اسے اتنی بھیانک سزا مل رہی تھی۔یہ آدھے گھنٹے کا سفر بے تحاشا جان لیوا تھا۔۔پل پل اذیت میں ڈوبا۔

اے کاش آج وہ پارلر جانے کے لیے نکلی ہی نا ہوتی۔عام دنوں کی طرح آج بھی وہ بول دیتی کہ اسے گھر ہی تیار ہونا کہیں نہیں جانا۔مگر اب جانے کن کے چنگل میں پھنس گئی تھی۔خوف و دہشت کے مارے حریم کا دل بند ہونے کو تھا۔وہ لوگ خاموش تھے۔آپس میں کوئی بات نہیں کر رہے تھے کہ حریم سمجھ پاتی کہ اسے کیوں اور کس مقصد سے اغوا کیا گیا۔ان لوگوں نے دوبارا اڈے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔نا آپس میں کوئی غلیظ بات کی تھی کہ ان کے مکرہ عزائم معلوم ہو جاتے۔حریم دل ہی دل میں آیت الکرسی کی ورد کیے گئی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے کہیں رکی تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

یااللہ رحم،،، یااللہ مدد فرما۔

لبوں سے بے اختیار ہی ادا ہوا۔ وہ بے تحاشا رو دی۔

رفیق نے گاڑی سے اتر کر گارڈ جو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ سب وہاں سے چلے گئے۔ اب رفیق نے اسے بازو سے گھسیٹ کر گاڑی سے باہر نکالا اور حویلی کے اندر کی طرف بڑھا۔

حریم کے اوپر وہ لوگ سیاہ کپڑا ڈالے اسے کہیں گھیسٹ کر لے جا رہے تھے۔ وہ ایک شخص تھا جو اسے بازو سے گھسیٹ کر کہیں لے جا رہا تھا۔

اممممم،،،،، اممممم،،، اممممم حریم کے ٹیپ لگے منہ سے دبی دبی چیخیں بر آمد ہونے لگی۔ وہ بری طرح مچلتی رہی۔ مگر رفیق رکا نہیں۔ حویلی کے خاموش دہشت زدہ سے لاونج سے گزر کر وہ اسے لے کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل کے چوتھے کمرے تک آیا۔ دروازا کھول کر اسے اندر دھکیلا۔ اور خود دروازا لاک کر کے انہیں پیروں واپسی کے لیے مڑ گیا۔

حریم اس سرد سے کمرے کے دبیز کارپٹ پر گری تھی۔ سیاہ کپڑا سرک کر دور جا گرا۔ وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی۔ کمرا کافی عالیشان تھا اور اس میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔ مگر وہ یہاں کیوں تھی یہ چیز

سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو گئی تھی۔۔اس نے کافی ہاتھ پیر چلائے مگر اپنے بازو اسے مضبوط رسی سے آزاد نا کروا سکی۔۔

کیا بکواس کر رہی ہیں آپ،،،؟؟؟میں جو ابھی ابھی یہاں آیا ہوں تو کیا میرا فرشتہ آیا تھا اسے لینے،،، کہاں ہے میری بہن،، بتائیں مجھے نہیں تو میں پورے پارلر کو آگ لگا دوں گا،،،

عماد پورے پارلر میں اسے دیکھ چکا تھا اور اب اس کا دماغ گھوم چکا تھا تبھی بھوکے شیر کی مانند غرایا تھا۔پارلر والی بھی بے تحاشا پریشان ہو چکی تھی۔

یقین کریں مسٹر عماد،، ہمارے پارلر کا ایک نام ہے ایک مقام ہے،، ہم اپنے کسٹمر کی جان و مال کی حفاظت خود سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں،، باہر یہی کہا گیا تھا کہ حریم کو بلا دیں،، اس کے گھر والے لینے آئے ہیں،،

پارلر والی نے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

عماداب پریشانی کے عالم میں باہر نکلا تھا۔ پاپا کو بھی فون پر تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ وہ بالا ہی بالا اسے آس پاس ہر جگہ ڈھونڈتے پھرے۔ کوئی سراغ بھی تو نہیں مل رہا تھا کہ وہ کون لوگ تھے جو اسے لے کر گئے۔۔ یوسف صاحب اور عماد نے بہت ڈھونڈا مگر وہ کہیں نا ملی۔ سلمی بیگم نے رو رو کر برا حال کر لیا۔ مگر ان میں اتنی تو انسانیت زندہ تھی کہ وہ اپنی بچی کی پریشانی کی وجہ سے کسی دوسرے کی بچی کو دلہن بنا کر یونہی بیٹھا رہنے کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اس سب میں اس معصوم کا کیا قصور تھا۔

عماد نے منع کرنا چاہا مگر یوسف صاحب نے سختی سے حکم دیا کہ وہ لوگ بارات لے کر لازمی جائیں گے تب وہ لوگ بارات لے کر گئے اور سادگی سے اسما کو رخصت کروا لائے۔

بارات گھر واپس آئی۔ پورے گھر پر عجیب سوگواریت سی پھیل گئی۔ یوسف صاحب تو ہال سے ہی حریم کی تلاش میں پھر سے نکل گئے تھے۔ اب گھر میں چند مہمان سلمی بیگم تھیں۔ عماد اسما کے پہلو میں بیٹھا بے تحاشا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ کہ تبھی ایک دھیمی سی نسوانی آواز سنائی دی۔

آپ میری فکر مت کریں،،، کسی کی پرواہ مت کریں،، جائیں چینج کر کے حریم کو ڈھونڈے جا کر،،،

اسمانے اس کے کان میں سحر طاری کیا۔

بہت شکریہ اسما،،، عماد نے نم آنکھوں سے کہااور فوراوہاں سے اٹھا۔ سلمیٰ بیگم کی پریشانی کے باوجود وہ چینج کر کے دوبارا گھر سے باہر نکل گیا۔

سردار جائش جہانگیر سرد وسپاٹ چہرہ لیے اپنی گاڑی سے نیچے اترا تھا۔ سامنے ہی رفیق ہاتھ باندھے اس کے سامنے آیا۔

ہم اس کی بہن کو اٹھالائے سردار جی،، رفیق نے کہا تواس کی آنکھیں لہو چھلکاتے لگیں۔

کدھر ہے،، مختصراًپوچھا۔

آپ کے کمرے میں،،، رفیق نے کہاتو وہ غم وغصے سے پاگل ہو گیا۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی رفیق اسے میرے کمرے میں رکھنے کی،،ابھی کے ابھی اسے نکال کر ہال میں لاؤ،،

وہ کہتا تن فن کرتا آگے بڑھا۔ جبکہ رفیق بھی اس کے پیچھے ہی لپکا تھا۔

حریم اس دبیز قالین پر بیٹھی اپنی قسمت پر آنسو بہا رہی تھی۔ جب کمرے کے دروازے کے باہر بھاری بوٹوں کی دھمک سنائی دینے لگی تو حریم کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔ دروازا کھلا۔ حریم کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔ مگر وہی شخص اطمینان سے اندر آیا جس نے اس کی ایک جھلک گاڑی میں دیکھی تھی یہ وہی تو فرعون تھا جو اسے اٹھا کر لایا تھا۔

سنو لڑکی،، تمھارے لیے اچھا یہی ہے کہ سردار کے سامنے اپنا منہ بند رکھا،،زبان درازی کی تو زبان کاٹ کر پھینک دی جائے گی،،اگر ہاتھ چالاکی کی تو ہاتھ،،آنکھیں نکالی تو آنکھیں نکال لوں گا،، سمجھیں،،،،

وہ کہتا حریم کی جانب بڑھا تو وہ رینگ کر پیچھے ہٹنے لگی۔ مگر رفیق نے پھر آکر اسے بازو سے دبوچا اور اپنی جگہ پر کھڑا کیا۔چپ چاپ اسے گھسیٹ کر باہر لے جانے لگا ایک مرتبہ پھر اس کو نیچے لے جا

کر وہ اب اس ہال نما کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔لاونج میں لا کر رفیق نے اسے ایک صوفے پر دھکیلا۔وہ بری طرح رونے لگی۔

جائش نے بغور اسے دیکھا۔نارمل قد،بے داغ گورا وجود،،نازک سا سراپا اور مچھلی کی طرح جھٹپٹاتی وہ اسے عجیب لگی۔مٹامٹا سا میک اپ،کھلے بال کندھے پر سیٹ کیا گیا دوپٹہ جو آدھا سینے پر آدھا پشت پر ڈھلکا ہوا تھا۔وہ کہیں سے دلہن تو نہیں لگ رہی تھی۔

کھول دو اس کے ہاتھ،،

جائش نے نفرت سے کہا تو رفیق نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔وہ آزاد کیے جانے پر مچل کر پیچھے ہٹی۔

تم جاؤ،،

جائش نے سرد وسپاٹ لہجے میں کہا۔رفیق باہر چلا گیا۔۔اب کی بار اس بھاری گھمبیر مردانہ آواز کے تعاقب میں حریم نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو خوف سے پورے جسم میں ایک سنسی سی دوڑ

گئی۔ وہ اجنبی جو کوئی بھی تھا کسرتی جسم لیے چٹانوں جیسا مضبوط لمبا چوڑا شخص اسے انتہائی نفرت و حقارت سے گھور رہا تھا۔ حریم نے جھٹپٹا کر اپنے لبوں سے وہ ٹیپ بھی کھینچ لی۔۔

کک،،، کون،، کون ہو تم،، مجھے کیوں لائے ہو یہاں،، جواب دو مجھے،،، کون ہو تم،،،

انجان جگہ، انجان لوگ وہ خوفزدہ تھی مگر اپنے خوف کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی تبھی جتنا ہو سکا اپنے کانپتے لہجے پر قابو پا کر چلا کر اس سے پوچھا۔

تمھاری اور تمھارے درندہ صفت شیطان بھائی کی بربادی ہوں،، موت ہوں،، یا تباہی،، بڑا شوق ہے اسے عزتوں سے کھیلنے کا،، دیکھتے ہیں یہی کھیل اگر اس کی خود کی عزت سے کھیلا جائے تو کیسا محسوس کرے گا وہ،،

سامنے والے نے سرسراتے لہجے میں سکون سے کہا۔

تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،، کیا کیا ہے میرے بھائی نے ایسا جو تم ایسے بول رہے ہو،،،

حریم نے تڑخ کر کہا تو سردار جائش جہانگیر نے اپنے سامنے کھڑی اس تل بھر کی لڑکی کو دیکھا جو سامنے کھڑی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کر رہی تھی۔

میری بہن کو محبت کا جھانسا دے کر برباد کیا ہے تمھارے بھائی نے،،،اسے محبت کے جال میں پھانس برباد کیا ہے تمھارے گھٹیا بھائی نے،،اس کی عزت سے کھیل کر اسے رسوا کیا ہے تمھارے بدذات بھائی نے،،اور کچھ سننا ہے یا تھوڑی بہت غیرت ہے تم میں بھی،،،

یہ سب دہراتے سردار جائش جہانگیر کی آنکھوں سے لہو چھلکنے لگا جن میں دیکھ حریم کو اپنے پورے بدن میں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئیں۔

کیا بکواس ہے یہ،،ایسا کچھ نہیں ہے،،دیکھو تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،،تم اچھی طرح چھان بین کرو،،ایسا کچھ نہیں ہو گا،،میرا بھائی ایسا کر ہی نہیں سکتا،،،

شٹ اپ یو،،،،،جائش کے منہ سے گالی نکلنے سے پہلے اس نے اپنا جبڑا بری طرح بھینچا تھا۔

چھوڑ دو مجھے،،میرے پاپا پریشان ہو رہے ہوں گے،،،مما رو رہی ہوں گی،،،سب سوچ رہے ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا،،؟؟دیکھو میری جگہ اگر تمھاری بہن،،،،

شٹ اپ،،،

وہ دھاڑا تھا۔ "میں بھی تو اسے یہی بتانا چاہتا ہوں کہ کسی کی بہن کی جگہ اس کی خود کی بہن بھی تو ہو سکتی ہے،،وہ بھی تو برباد ہو سکتی ہے،، جیسے میری بہن نے رسوا ہو کر خودکشی کرنے کی کوشش کی اور کوما میں چلی گئی ہے،، بلکل ویسے ہی اس کی بہن بھی تو ادھڑی ہوئی حالت میں واپس آ سکتی ہے ناں،،،

اس نے انتہائی سفاکی سے اسے سر تا پیر گھورے ہوئے یہ غلیظ الفاظ کہے تو حریم کی روح تک کانپ گئی۔ان الفاظ پر وہ بکھرے ہوئے حلیے میں اب سامنے فرعون بن کر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے انجان شخص کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی جس نے یہ سب کیا تھا۔وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آنسو خود بخود پلکوں کی باڑ توڑ کر چہرے پر لکیریں بنا رہے تھے میک اپ زدہ صبیح چہرے پر کاجل پھیل چکا تھا۔ جسے دیکھ سامنے بیٹھا شخص حظ اٹھا رہا تھا۔

یو باسٹرڈ،، کون ہو تم،،؟؟؟ میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گی،،، کیوں لائے ہو مجھے یہاں،،،

حریم جارحانہ تیور لیے اس کی جانب لپکی اور اس سے پہلے وہ اس سے دست درازی کرتی۔۔غصے اور اشتعال سے پاگل سردار جائش جہانگیر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔فضا میں اٹھا اس کا نازک ہاتھ کلائی سے مروڑ کر اس کی کمر سے لگا دی۔

آیہہہہہہ،،،،حریم کے منہ سے ایک دردناک چیخ برآمد ہوئی۔

لگتا ہے ڈارلنگ،،، تمھیں اپنے باڈی پارٹس کچھ زیادہ پیارے نہیں،، تبھی ایسی جرات کا مظاہرہ کر رہی ہو جس کی پاداش میں میں انھیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دوں،،،اور جاننے کی اتنی بھی کیا جلدی ہے،،آج رات کو میں تمھیں بہت اچھا موقع دوں گا ناں خود کو جاننے کا،،،جب تم اپنے بھائی کے کیے ایک گھناؤنے فعل کا کیا بھگت کر پل پل کی زلت اٹھاؤ گی،،،

وہ اس کے کان میں بھوکے شیر کی مانند غرایا تھا۔اس نے بھی اپنی پوری طاقت لگا کر اس بھیڑیے سے اپنی کلائی چھڑائی تھی۔اس کے سامنے وہ ڈٹ گئی تھی۔سامنے کھڑے شخص کی گرے شیطانی آنکھوں میں گھورا۔(جو اس پر اٹھ رہی تھیں تو اسے اپنے ہی وجود سے گھن سی محسوس ہو رہی تھی)

اور جو میں کب سے بکواس کر رہی ہوں کہ میرا بھائی ایسا کچھ کر ہی نہیں سکتا،، تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،،، تو عقل کے ساتھ تمھاری قوت سماعت بھی گھاس چرنے گئی ہے جو تمھیں میری بات سمجھ نہیں آرہی،،، چھوڑ دو مجھے،،،

حریم نے اس کا گریبان جھنجھوڑا تھا تب اس نے پہلی مرتبہ گھما کر اس کے چہرے پر ایک تھپڑ جڑ دیا تھا۔ وہ تیورا کر اوندھے منہ اس سرد محل کی دبیز سبز کارپٹ پر گری تھی۔

اپنی اوقات میں رہو لڑکی،،، سردار جائش جہانگیر کے گریبان تک پہنچنے کی ہمت آج تک کسی نے نہیں کی،،، یہ تمھارے بھائی کی ہمت تھی کہ وہ اس کی عزت سے کھیل گیا،، اور دوسری تمھاری جو میرے گریبان تک آگئیں،، اب دیکھنا تمھارے خاندان کا تماشا پوری دنیا دیکھے گی،،،

وہ اسے بازو سے گھسیٹ کر چلنے لگا رخ اپنے بیڈروم کی جانب تھا۔ اور حریم نے بے ساختہ زیر لب اپنی موت کی دعا مانگی۔

چھوڑو مجھے،،، خدا کے لیے چھوڑ دو،، میں نے کچھ نہیں کیا،،، بھائی نے کچھ کیا،،،

وہ فرش پر اس کے ساتھ گھسیٹتی بری طرح رونے لگی۔ وہ زبردستی پھر سے اسے لیے سیڑھیوں کے اوپر چڑھا تھا۔ سنسان حویلی میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ جائش نے اسے لا کر اپنے بیڈروم کے فرش پر پٹخا۔

وہ بری طرح رونے اور جھٹپٹانے لگی۔ اپنی پوری ہمت مجتمع کر کے دروازے کی جانب بھاگی مگر اس نے پھر سے اسے بازو سے دبوچ کر بیڈ پر پھینک دیا۔

جب خود پر آئے تو کیا بچ نکلنا اتنا ہی آسان ہوتا ہے،،،

وہ اپنا کورٹ اتار کر ایک جانب اچھالتا بیڈ کی جانب بڑھا۔

حریم کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ وہ بیڈ پر اب پیچھے کی جانب رینگتی بہت بری طرح رو رہی تھی جب اسے مسلسل بیڈ کی جانب بڑھتے دیکھ اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔ اس زندان سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا۔۔

کوئی ہے،،، بچاؤ مجھے،، سیومی،، خدا کے لیے بچاؤ مجھے،،،

وہ حلق کے بل چلائی تو جائز کے چہرے پر ایک تمسخرانہ سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

مجھے تمھاری یہ چیخیں،، یہ بے بسی یہ سسکیاں کافی سکون دے رہی ہیں ڈارلنگ،،، مگر افسوس میرے پاس وقت نہیں ہے جو زیادہ انجوائے کر سکوں،،،

وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔ حریم تیزی سے بیڈ کی دوسری جانب اتری۔

وہ ایک مرتبہ پھر دروازے کی جانب لپکی۔ تیزی سے دروازا کھولنے کی کوشش کی۔۔

یہ دروازا اب تمھاری بربادی کے بعد اور میری مرضی سے ہی کھلے گا ڈارلنگ،،،

اس نے سکون سے کہا۔ اور اسے بازو سے دبوچ کر پاس بڑے صوفے پر پھینکا۔

دیکھو،، تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،، عماد بھائی کسی کے ساتھ ایسا کر ہی نہیں سکتے تم،،،

کیا نام لیا تم نے اپنے بھائی کا،،،

ایک ٹانگ صوفے پر رکھے اور دوسرے سے اس کا بازو دبوچے وہ ہلکا سے اس کے اوپر جھکا اب لال انگارا آنکھوں سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

عماد یوسف،، عماد یوسف نام ہے میرے بھائی کا،، اسی لئے تو بول رہی ہوں کہ ضرور تمھیں کوئی غلط فہمی،،،،

ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا،،،،،

حریم کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب اس کا حقارت آمیز تمسخرانہ قہقہہ کمرے میں گونجا۔

داد دینی پڑے گی،، اس معصوم چہرے کے پیچھے کتنی مکار لڑکی چھپی ہوئی ہے،، خود کو بچانے کے لئے مکاری بھرا گیم کھیل رہی ہو میرے ساتھ،، اتنی شاطر ہو کہ اپنے بھائی کا غلط نام بتا رہی ہو مجھے،،،

وہ غصے سے پاگل ہو کر کہتے اسے بازوؤں سے سے گھسیٹ پر بیڈ پر پھینک کر اس کے اوپر جھکا تھا۔۔۔

....

اس نے حریم کو دبوچ رکھا تھا اور وہ بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ بہت اچانک ان چیخوں میں کچھ اور جانی پہچانی چیخیں بھی اسے سنائی دینے لگیں۔ جائش کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ ایک وحشت سی تھی جو دل ودماغ پر طاری ہو گئی۔ بدلے کی آگ میں سینے میں ایک جوار بھاٹا سلگا دیا تو جائش نے پوری طاقت سے اس کا گلا دبوچا۔ وہ سرخ چہرہ لئے بری طرح کھانسنے لگی اور ہاتھ پیر چلانے لگی۔ حریم نے اس کا گریبان دبوچ لیا۔

یہ تو سردار جائش جہانگیر جانتا تھا کہ اس کا ایسا کوئی غلیظ ارادہ سرے سے تھا ہی نہیں۔ وہ ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا کہ بدلے اور انتقام کی آگ میں اس قدر پستیوں میں گر جائے کہ ایک لڑکی کی پاکیزگی کو روند ڈالے۔ ہر گز نہیں۔ وہ بس اسے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔ بہت زیادہ خوفزدہ۔ تاکہ وہ آگے جا کر اس کی ہر بات مانے۔

مگر اس کی دلخراش چیخیں سن کر جائش کو لگا کائنات کی ہر چیز زرہ زرہ اس پر لعنت بھیج رہا ہے۔ فوراً سے پہلے گھن کھاتے انتہائی کراہیت محسوس کرتے اس نے اسے بیڈ پر پھینکا تھا۔ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہ اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ فوراً سے پہلے انابیہ کے کمرے میں گیا۔ کمرے کی بالکونی کا دروازا کھول کر وہ باہر نکل آیا اور گہرے گہرے سانس بھر کر اپنے اندر کی اس جلن اور گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ جس نے سینے میں ایک جوار بھاٹا سا سلگا دیا تھا۔

یہ اس کی سرشت نہیں تھی۔ یہ اس کی فطرت نہیں تھی۔ یہ اس کی تربیت بھی نہیں تھی۔

ماضی۔

جائش کا بہت اچھا پڑھا لکھا گھرانہ تھا۔ وہ اور انابیہ اپنے والدین کے لاڈلے چشم وچراغ تھے۔

سردار عالم جہانگیر کا گھرانہ کافی مذہبی اور نفیس تھا۔ وہ خاندانی زمیندار تھے۔ جائش نے اپنی تعلیم پنجاب یونیورسٹی سے ہی حاصل کی تھی۔ اعلی تعلیم کے باجود اس نے اپنے بابا کی خواہش پر زمینداری میں ہی دلچسپی لی۔ سردار عالم جہانگیر نے دوران تعلیم جائش کی منگنی اپنی بھتیجی سے کی۔ پہلے تو یہ رشتہ پوری طرح ارینج تھا مگر پھر اس رشتے کی نزاکت کی وجہ سے جائش کی فضا میں دلچسپی بڑھنے لگی۔ اور وقت کے ساتھ یہ دلچسپی پسندیدگی میں بدل گئی۔ وہ ایم اے ایگریکلچر کے لاسٹ سمسٹر چل رہے تھے جب ایک ناگہانی کار ایکسیڈنٹ میں عالم صاحب اور مسز عالم اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ جائش نے بڑی مشکل سے خود کو اور انابیہ کو سنبھالا تھا۔ انابیہ اس سے آٹھ سال چھوٹی تھی اور ابھی ایٹتھ میں ہی تو تھی۔ تب اس نے انابیہ کو ماں باپ دونوں کا ہی پیار دیا۔

کسی بھی حادثے کو بھلانے کے لیے وقت سب سے بڑا مرحم ہوتا ہے۔

تقریباً دو سال بعد جائش نے انابیہ کی ضد پر چچا کو شادی کا پیغام بھیجا۔

مگر دوسرا دھچکا جائش کو تب لگا جب عین شادی والے دن فضا نے جائش کے ساتھ شادی سے انکار کرتے ہوئے اپنے کورٹ میں کیے نکاح کے پیپر سب کے سامنے پیش کر دیئے۔

اس کے بعد وہ بلکل ٹوٹ گیا تھا۔ مگر اس ٹوٹنے کے بعد جب اس نے خود کو جوڑا تھا تو پتھر کا ہی بنا دیا تھا۔ تاکہ پھر سے اسے کوئی توڑ نا پائے۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔

انابیہ نے ایم ایس سی مکمل کیا۔ اور اس کے بعد اپنی دلچسپی کے مطابق ایک پرائیویٹ سکول میں ایز آ ٹیچر جاب کرنے لگی۔۔ جائش نے جب جب اس سے شادی کی بات کی تب اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ ابھی ان جھنجھٹوں میں نہیں پڑنا چاہتی۔ وہ ایک پڑھی لکھی باشعور، بااعتماد لڑکی تھی۔ جائش کو اس پر پورا پورا بھروسہ اور اعتماد تھا۔ اس نے کبھی ایسا موقع ہی نا دیا کہ جائش کو اس سے کوئی شکایت ہوتی۔ مگر وہ کسی کی مکروہ شاطرانہ سازش کا شکار ہوئی تھی۔

کوئی نہیں جانتا تھا کیسے ؟

مگر ایک دن جب حویلی سے ڈرائیور اسے لینے گیا تو وہ سکول موجود نہیں تھی۔ سب بچے اور سٹاف جا چکے تھے۔ ڈرائیور نے جائش کو اطلاع دی۔ انابیہ نے جائش کو آخری فون کال کی تھی جس میں وہ بے تحاشا رو رہی تھی اور یہ کہا تھا کہ اس کے کولیگ فیضان نے اسے دھوکا دیا ہے اسی دھوکے میں اسے برباد کیا ہے۔ یہ چند الفاظ وہ بول سکی۔ اور فون کٹ گیا۔ تب جائش اس سے پہلے انابیہ کی تلاش میں نکلتا اس کو فون پر اطلاع ملی کے انابیہ کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔ وہ بھاگم بھاگ ہاسپٹل پہنچا تھا۔

حادثے پر موجود لوگوں نے بتایا تھا کہ وہ لڑکی جان بوجھ کر بہت اچانک ٹرک کے سامنے آئی تھی۔ اس کے بعد اس کے میڈیکل کے بعد بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ برباد ہو چکی ہے۔ جائش کی دنیا اندھیرے ہو چکی تھی۔ انابیہ موت کے منہ تک گئی۔ سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ کوما میں چلی گئی۔ جب جائش کو انابیہ کی جانب سے تھوڑی تسلی ہوئی کہ وہ خطرے سے باہر ہے تو اس نے اس کے مجرم کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر وہ تب تک منظر سے غائب ہو چکا تھا۔

جائز نے اس پر کیس نہیں کیا۔ کیونکہ نا کوئی گواہ نا ثبوت۔ وہ آسانی سے بچ نکلتا۔ سکول ریکارڈز میں سے اس کے گھر کا پتا چلا۔ یہ بھی کہ اس کی ایک بہن ہے۔ وہ اس سے ایسا انتقام لینا چاہتا تھا کہ اس درندے کی روح کانپ جائے۔ تبھی وہ اس کی بہن کو اٹھوا چکا تھا۔ اور اب دشمن کی تڑپ کا تماشا دیکھنے کا وقت تھا تو اس کا ضمیر اسے یوں ملامت کرنے لگا تھا۔۔ مگر اس نے سوچ لیا تھا وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اس کی بہن سے نکاح کر کے اسے ایک دو دن اپنے پاس رکھ کر طلاق دے کر واپس بھیج دے گا۔ یہی اس کا لپکیں تھا یہی مقصد۔

اب وہ اپنے ارادے پر ڈٹ گیا تھا تبھی بالوں میں ہاتھ پھیرتا نیچے لاونج میں آیا۔

رفیق،،،

اس کی گرجدار آواز پر رفیق کسی کونے کھدرے سے نکل کر تیزی سے سامنے آیا۔

جی سردار جی،،،

جو حکم دیا تھا وہ بندوبست کرو فورآ،،،

اس نے سرد سے لہجے میں کہا۔

جو حکم سرکار،،،

رفیق کہتا باہر نکل گیا۔ جائش لاونج کے صوفے پر ڈھے گیا اور اپنی جلتی کنپٹیاں سہلانے لگا۔

شام سے رات ہونے کو تھی حریم کا کوئی اتا پتہ نا ملا۔ یوسف صاحب جھکے کندھے لئے یونہی ناکام واپس لوٹ آئے۔ عماد بھی ناکام واپس لوٹا تھا۔ سلمیٰ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔

کوئی چھوٹا سا کلو بھی تو نہیں ملا تھا کہ آخر اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔

یوسف صاحب اب کیا ہو گا،،، میری بچی جانے کس حال میں ہو گی،،، کیا ہوا ہو گا اس کے ساتھ،،، وہ تو گھر سے بھی نکلتے ہوئے ڈرتی تھی،، اب جانے کہاں ہو گی،،، یہ رات کیسے گزارے گی میری بچی گھر سے باہر،،

سلمیٰ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

امی،،،پلیز چپ کریں،،کچھ نہیں ہو گا اسے،،،ہماری دعائیں اس کے ساتھ ہیں،،،اس کی حفاظت کی دعا مانگیں،،،دیکھنا آپ کی دعائیں اس کی حفاظت کریں گی،،،

عماد نے انھیں سینے سے لگایا۔

امی صبر کریں،،حوصلے سے کام لیں،،انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا،،دعا مانگیں،،ماں کی دعاؤں میں تو بہت طاقت ہوتی ہے ناں،،،دعا مانگیں،،اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے،،،

اسمانے انھیں تسلی دی۔

اس گھر پر اور گھر والوں پر یہ رات بہت بو جھل تھی۔۔بہت خوفناک اور گھناونی۔ عجیب عجیب سے وہم اور وسوسے ستا رہے تھے۔ یہ ساری رات دعائیں مانگتے گزری کہ اللہ تعالیٰ اس نازک سی جان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

وہ بیڈ سے اتر کراب دبیز کارپٹ پر سہمی ہوئی سی بیٹھی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا سہم کر دروازے کی جانب دیکھتی کہ کوئی آتو نہیں رہا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے اندیشے سچ ثابت ہونے لگے۔ جب کلک کی آواز پر دروازا کھلا۔ حریم نے بے تحاشا سہم کر دروازے کی جانب دیکھا۔ گہری ہوتی رات، اتنی بڑی حویلی میں ان دہشت ناک مردوں کے بیچ وہ تن تنہا۔ خوفزدہ نا ہوتی تو اور کیا کرتی۔ مگراب تک اس نے اپنی ہمت و حوصلہ قائم رکھا تھا۔ اسے اپنے بابا،، مما کے پاس سہی سلامت جانا تھا۔ اسے اپنی ہمت باندھے رکھنی تھی۔

دروازے سے ایک درمیانے عمر کی عورت جو شکل سے کافی اچھی اور نرم مزاج کی لگ رہی تھی اب دھیمے قدموں سے چلتا حریم کی جانب بڑھی تو وہ سہم کر بے ساختہ پیچھے کی جانب سرکنے لگی۔

بی بی جی ڈرو نہیں،،، امتیاز جلدی سے حریم کے پاس آئی جسے جائش نے اس کے پاس بھیجا تھا۔ وہ حریم کے پاس دوزانو بیٹھی۔۔ اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ کاش شکلوں کے ساتھ ساتھ بیٹیوں کے نصیب بھی اتنے ہی خوبصورت ہوا کرتے۔ امتیاز سوچ کر رہ گئی۔

بی بی یہ چادر اوڑھ لو،، اور میرے ساتھ باہر چلو،،، آپ کا نکاح ہے ہمارے سردار جی کے ساتھ،،

اس عورت نے حریم کے سر پر بم پھوڑا۔وہ پھٹی پھٹی نگاہیں لیے اس عورت کی جانب دیکھے گئی جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ بول کیا رہی ہے۔

وقت نہیں ہے بی بی جی،، چلو جلدی چلو،،،

امتیاز نے اس کے سر پر چادر اوڑھا دی۔وہ اب ہوش میں آ کر زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔ تبھی اس کی جان پھر حلق میں اٹکی تھی جب کمرے کے دروازے سے ایک دھاڑ اسے سنائی دی۔

اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے امتیاز،،، وقت نہیں ہے میرے پاس،،،

وہ کہتا اندر داخل ہوا تھا۔ حریم اسے دیکھ چادر کو زور سے مٹھیوں میں جکڑتی اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی۔

باہر جاؤ،، اس نے آتے ہی امتیاز سے کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ حریم کی پھر جان پر بن آئی۔

گھر جانا چاہتی ہو،،،

سردار نے ایک کارڈ کھیلا۔اب کی بار لہجہ نرم تھا۔ مگر یہ نرمی بھی کسی کی بربادی تھی۔ حریم نے سہمی نگاہوں سے بے یقینی سے اسے دیکھا۔اور پھر بچوں کی طرح زور سے اثبات میں سر ہلادیا۔

بھیج دوں گا،،،پرسوں صبح رفیق تمھیں گھر چھوڑ آئے گا،، مگر ابھی جو بول رہاہوں وہ اپنی پوری رضامندی سے کرو تو سوچوں گا بھی،،، نہیں تو یہیں سڑتی رہنا،، تمھیں بیسمنٹ میں پھینک کر لاک لگا کر بھول جاؤں گا،، بھوک پیاس اور کیڑے مکوڑوں میں تڑپ تڑپ کر مرنا،، کسی کے باپ کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ حریم بے بی سردار حویلی کے بیسمنٹ میں بھوک پیاس سے کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے اور اس کا جسم میں گھسنے سے مر گئی ہے،،،

اس نے سفاکی کی انتہا کی تھی۔سادہ لہجہ میں اگلا گیا یہ زہر حریم کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئے تھے۔ حریم کو لگا وہ ان زہر میں بجھے تیر نما الفاظ سے بے جان ہو جائے گی۔

تو بولو پھر کیا کرنا ہے،،،وہ بیزاری سے بولا۔ مگر نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹانا ضروری نہیں سمجھا۔

مم،،مجھے گھر جانا ہے،،

وہ کہتی پھر سے رو دی۔ سردار نے ناگواری سے اس کے آنسو دیکھے۔

چلو پھر،، مگر اس دوران تمھاری آنکھ سے ایک آنسو بھی گرا تو یہ آفر خود ہی ملتوی کر دوں گا سمجھیں،،، جائش نے دوٹوک الفاظ میں کہتے جان بوجھ کر اس کے آگے ہتھیلی پھیلائی۔ حریم نے ایک نظر اس کی سرد بے تاثر آنکھیں دیکھیں۔ ڈرتے جھجھکتے اپنا حنائی ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ جو دھیرے دھیرے اس نے آگے بڑھایا۔

یہاں کوئی سلو مو ویڈیو نہیں بن رہی حریم بی بی،،،

ہ دانت پیس کر آگے بڑھا اس کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب چل پڑا۔

وہ اب چپ چاپ اپنا بنایا جانے والا تماشہ دیکھے گئی۔ جائش نے اسے نیچے لاونج میں لا کر صوفے پر بٹھایا۔ اور خود اس کے پہلو میں شان سے بیٹھ گیا۔ باہر نکلنے سے پہلے اس نے اس کا چہرے پر پلو گرا دیا تھا۔ اور اب وہ گھونگھٹ کے نیچے تھی۔

قاری صاحب شروع کریں،،

جائش کے کہنے پر قاری صاحب نے نکاح کے کلمات کا آغاز کیا۔وہ چپ تھی جیسے کوئی بے جان گڑیا ہو۔ جسے جب چاہا اپنی مرضی سے توڑ موڑ دیا جائے۔کب قاری صاحب نے اس سے اس کی مرضی پوچھی۔کب اس نے سائن کیے۔کتنا حق مہر لکھوایا گیا۔اسے کچھ خبر نا تھی۔وہ تو بس اپنی گود میں دھری ہتھیلیوں کو بغور دیکھے جا رہی تھی جن کی لکیروں میں اور جانے کتنی ذلت، کتنی رسوائی کتنی بربادی لکھی تھی۔نکاح خوش اسلوبی سے ہو گیا تھا۔اس نے بنا انکار کیے اپنی پوری رضامندی سے یہ نکاح قبول کیا تھا۔گواہان اور قاری صاحب گئے تو جائش نے اپنی رسٹ واچ میں ٹائم دیکھا۔

امتیاز بی بی کو کمرے میں لے جاؤ،،،میں ہاسپٹل جا رہا ہوں،،

وہ کہتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ایک نظر گھونگھٹ میں موجود اس ساکت وجود پر ڈالی۔امتیاز آگے بڑھی اور حریم کا گھونگھٹ پلٹ دیا۔جائش نے اس کا بے تاثر چہرہ دیکھا۔مگر سر جھٹک کر دوری جانب متوجہ ہوا۔امتیاز حریم کو تھام کر کمرے میں لے گئی۔وہ بھی اس کے جاتے ہی ہاسپٹل کے لیے نکلا۔۔

جانتی ہوانابیہ،، تمھارا مجرم (اپنی بہن کی بربادی دیکھ کر) پل پل اپنی موت کی دعامانگے گا مگر اسے موت نہیں آئے گی،،،وہ اتنی اذیت اٹھائے گا اتنی کہ ہم نے اٹھائی،، میں اسے عبرتناک سزا دوں گا،،

وہ انابیہ کا ہاتھ تھامے بیٹھا سرخ نم آنکھیں لیے اس کی ساکت پتلیاں دیکھے گیا۔ کہ تبھی ڈاکٹر روم میں آئیں۔

ڈاکٹر کیا پرا گرس ہے،،، جائش نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

کوئی خاطر خواہ امپر وومنٹ نہیں ہے مسٹر جائش،، وہی مسئلہ کے ایک گہرے غیر متوقع صدمے نے ان کے دل و دماغ میں گھر کر لیا ہے،، یہ اس میس سے باہر نہیں نکل پا رہیں ہیں،، بہت تکلیف میں ہیں آپ کی بہن،،

ڈاکٹر کے کہنے کی دیر تھی وہ جو اس کا ضمیر اسے لعن طعن کر رہا تھا اب اس نے انتہائی بے حسی نمسے اپنے کان لپیٹ لیے تھے۔ کافی دیر انابیہ کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد وہ سب کچھ برباد کر دینے کی نیت سے ہاسپٹل سے نکلا تھا۔

امتیاز اسے کمرے میں چھوڑ کر جا چکی تھی۔

مگر کچھ ہی دیر بعد وہ اس کے لیے کھانے کی ٹرے لے کر آئی۔ صبح سے بھوکی پیاسی وہ جب اس کے سامنے کھانا آیا تو نخرہ دکھانے کی بجائے (کہ وہ جس سچویشن میں پھنسی تھی کون تھا جو اس کے یہاں نخرے اٹھاتا) اس نے چپ چاپ کھانا کھا لیا۔ کھانا کھا کر کچھ سکون ملا تھا نہیں تو بھوک اور پیاس نے الگ سے جان نکالی ہوئی تھی۔

حریم کھانا کھا چکی تو امتیاز اسے آرام کرنے کا کہہ کر ٹرے لے کر چلی گئی۔

وہ کافی دیر تک صوفے پر بیٹھی رہی۔ بیٹھ بیٹھ کر کمر اکڑ گئی تھی۔۔اس سے آگے اس کے ساتھ کیا ہو گا یہ سوچ کر اس کی آدھی جان تو یوں ہی نکل گئی تھی۔ اسی لہنگے میں وہ کافی بے چین تھی۔ میک اپ تو سارا صاف ہو ہی گیا تھا۔ اس نے جیولری اتار کر بھی صوفے کے پاس پڑی ٹیبل پر رکھ دی۔

حریم نے ادھر ادھر دیکھا۔اسے کوئی حل کوئی راستہ نکالنا ہو گا۔یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھ کر کچھ نہیں ہونے والا تھا۔اس جن سے خوف بھی تو بے تحاشا محسوس ہو رہا تھا۔ تبھی اس نے اٹھ کر کمرے کا دروازا چیک کیا۔ مگر وہ باہر سے لاک تھا۔کھڑکیوں میں گرِل تھی۔ایک بالکونی کا دروازا تھا جو دکھائی دے رہا تھا۔وہ جلدی سے اسے کھول کر باہر بالکونی میں نکل آئی تھی۔

زرا سی کوشش کے بعد بالکونی کا دروازا کھول وہ بالکونی میں نکل آئی تھی۔اندھیرے اور رات کی گہرائی سے اسے خوف محسوس ہوا۔ مگر پھر بھی ہمت باندھ کر حریم نے تیزی سے ریلنگ کے ساتھ ساتھ چل کر اس عقوبت خانے سے باہر نکلنے کی جگہ تلاش کرنی چاہی۔دائیں جانب بالکونی سے حویلی کے مردان خانی کے قدرے پانچ سے چھ فٹ نیچے چھت تھی۔اسے ریلنگ پار کر کے اس چھت پر اترنے کی کوشش کرنی چاہیے۔کہ یہ حویلی کی بیک سائیڈ جا کھلا ایر یا تھا۔

وہ اپنی آخری سانس تک اس مصیبت سے خود کو نکالنے کی جدوجہد کرنا چاہتی تھی تبھی دھیمے سے بالکونی کی ریلنگ کے باہر والی سائیڈ پر پاؤں رکھا۔اتنی اونچائی دیکھ خوف سے وہ سفید پڑ گئی تھی مگر

یہ خوف اس درندے کے خوف کے سامنے کچھ نہیں تھا جس نے محض آدھے دن میں ہی اس کے دل کا تمام لہو جیسے نچوڑ لیا تھا۔وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔لہنگے میں اٹکی اور اس سے پہلے اس قدر اونچائی سے گر کر اس کا قیمہ بن جاتا ایک آہنی سلاخ جیسا بازو اس کی کمر کے گرد لپٹا تھا۔

جائش حویلی میں داخل ہوا تو گاڑی طویل ترین ڈرائیو وے پر ہی کھڑی کر کے فوراً گاڑی سے نیچے اترا تھا۔جانے کیسی کشش تھی کہ وہ تیز قدموں سے چلتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔اس کے ذہن میں بس اس وقت یہ تھا کہ وہ اسے اپنی آنکھوں کے سنے دیکھنا چاہتا تھا۔کمرے میں آیا تو اس کا دماغ پوری طرح گھوم گیا تھا۔کہ کمرہ خالی منہ چڑھا رہا تھا۔جائش نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا۔بالکونی کے کھلے دروازے سے اسے جو منظر دیکھا دیا اس سے اس کا دماغ پوری طرح کھول چکا تھا۔اس سے پہلے وہ بے وقوف لڑکی اتنی اونچائی سے گر کر اپنی ہڈیوں کا سرمہ بنوا کر سردار کے سر ہو کر مرتی جائش نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے قابو کیا تھا۔

آہہہہ،،،اس کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی اور رات کے اندھیرے میں دور تک گونجی۔

جائش نے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی مگر اسے نیچے کی جانب دھکیلنے کی کوشش کی۔وہ مسلسل چلائے گئی۔

کیا بات ہے ڈارلنگ،،، سردار جائش جہانگیر کا اتنا خوف،، کہ مجھ جیسے شوہر سے بچنے کے لیے موت کو گلے لگانا منظور ہے تمھیں ہاں،، چلو ٹھیک ہے مرو،، تو میری بھی جان چھوٹے،،، وہ اس کے کان میں دھاڑا۔اور اس نیچے کی جانب دھکیلنے کی ایکٹنگ کی۔

وہ موت اور اس جن کے خوف سے کچھ بول نہیں پا رہی تھی مسلسل آنسو بہاتی اس کا بازو زور سے دبوچ کر اور آنکھیں زور سے میچ کر رکھیں۔جائش نے اسے بالکونی کے اندر کھینچا۔اس کا نازک وجود یوں کپکپانے لگا جیسے زلزلوں کی زد میں ہو۔وہ جائش کے مضبوط بازوؤں کے سہارے پر تھی وہ اسے چھوڑ دیتا تو وہ بھر بھری مٹی کی طرح اس کی بانہوں سے پھسل کر زمین بوس ہو جاتی۔

جائش نے اس کے لرزتے وجود کو بازوؤں میں بھر ا روم کے اندر لا کر پاؤں سے بالکونی کا ڈور لاک کر دیا۔لا کر اسے بیڈ پر لٹایا۔وہ ہنوز خوف سے آنکھیں سختی سے بند کیے تھر تھر کانپ رہی تھی۔جائش کی نگاہیں اس کے کانپتے نازک وجود میں الجھ گئ۔

عجیب سی الجھن تھی وہ کہیں سے بھی تو نہیں لگتی تھی کہ کسی درندے سے اس کا دور دور تک کا تعلق ہے۔وہ جتنے غم و غصے میں ہاسپٹل سے آیا تھا اب اتنا ہی پر سکون تھا۔اور فرصت میں بیڈ کے

کنارے پر بیٹھا اسے دیکھے گیا۔ ماتھے کے بلوں کا جال بھی کہیں غائب ہو گیا۔ بالکونی میں داخل ہوتے ہی جیسے تمام احساسات بدل گئے تھے۔ جنھیں وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔ اس کے دل میں اچانک اس وجود کے لیے نرم سا احساس جاگا تھا۔ کیونکہ وہ جتنی خوفزدہ تھی جائش کا مزید اسے ٹارچر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ہاں اس وقت جو نرم گرم جزبات اس کے دل میں انگڑائی لے کر بیدار ہو رہے تھے وہ ان سے نگاہیں چرانے کی کوشش میں تھا مگر بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔ کہ اب

حریم نے شیٹ زور سے مٹھیوں میں دبوچ لی۔ جائش نے اس کی لرزتی گھنی پلکوں کے رقص کو دیکھا۔ اس کی اٹک اٹک کر چلتی سانسوں کا زیر و بم کافی ہوش ربا تھا۔ گداز دلکش وجود، من موہنا اور معصومیت بھرا چہرہ جس پر خوف کے سائے اسے بے تحاشا دلکش اور پر کشش بنا گئے۔ جائش بے اختیار اس پر کسی گہرے بادل کی طرح چھا گیا تھا۔ اپنی شہادت کی انگلی سے اس کی لرزتی پلکوں کو چھوا۔ پھر اس کی نگاہ بھٹکی اور اس کے کپکپاتے گلابی لبوں پر آن ٹھہری۔ جائش نے چاہا ہاتھ بڑھا کر ان کی نرماہٹ محسوس کرے۔ دل میں آیا تو فوراً کر بھی گزرا۔ ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کا گداز لب سہلائے۔ اپنے اوپر پڑے اتنے وزن سے حریم کا دم گھٹنے لگا۔ کچھ چہرے کے بے تحاشا قریب ان گرم سانسوں کی تپش سے اس کا چہرہ جیسے جھلسنے لگا۔ اور اپنے چہرے پر رینگنے اس زہریلے لمس سے مزید خوفزدہ ہو کر اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ نگاہوں سے نگاہیں ٹکرائیں۔ حریم کی جسم سے جیسے کسی نے روح کھینچ لی۔ یا اسے موت کا فرشتہ نظر آیا تھا۔

جائش ان بڑی بڑی جھیل سی آنکھوں میں ڈوب کر ابھرا۔ وہ بن پیئے بہکنے لگا تھا۔ ایسی مدہوشی جو کبھی جسم و جان پر طاری نہیں ہوئی۔ ایسی بے خودی جو اس کی جان کا آزاد بن گئی تھی۔ خواہشیں پوری طرح بیدار ہو گئیں۔۔ حریم کو اندازہ ہوتے ہی کہ وہ کس قدر خطرناک صورتحال میں پھنس چکی ہے اس کی روح کانپ گئی تھی۔

دد،،،،دور،،،،پپ پیچھے ہٹو،،،، چھوڑو،،،،مجھے،،،

وہ اس کی گرفت میں ماہی بے آب کی طرح پھڑ پھڑاتی خود کو آزاد کرنے کی تگ و دو کرنے لگی۔ ایک مرتبہ پھر جائش کے ماتھے پر بلوں کا جال بچھ گیا۔ مگر وہ پر سکون سا اس کا بے مقصد کا احتجاج دیکھے گیا۔ تب جائش نے اسے بازوؤں سے دبوچا تھا۔

"تمھیں لگتا ہے تمھاری یہ فضول سی کوششیں تمھیں میری گرفت سے آزاد کر سکتی ہیں،،،

چھوڑ دو مجھے،،، میں نے کچھ نہیں کیا،،، خدا کے لیے چھوڑ دو مجھے،،،

وہ اب منت سماجت پر اتر آئی تھی۔۔ حریم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو عجیب نگاہوں سے دیکھے گیا مگر اسے اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔ اس کی گرفت میں نرمی آئی تو حریم نے بہت اچانک اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے دور کیا اور تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ جائش بھی جارحانہ تیور لیے اس کی جانب بڑھا کیونکہ وہ بھاگ کر اس زندان کا دروازا کھول دینا چاہتی تھی۔

جائش نے اسے بازو سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچا تھا دوسرے ہاتھ سے اس ک جبڑا ہاتھ میں دبوچا۔

میری جان اگر تمھیں یہ لگتا ہے کہ آج تم سردار جائش جہانگیر کی گرفت سے آزاد ہو سکتی ہو تو یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دو،،

کہتے جائش نے اسے واپس بیڈ پر پھینکا تھا۔

دد،، دیکھو،،، میں کہہ رہی ہوں ناں،، تمھیں کک،،، کوئی غلط فہمی،،، ہوئی ہے،،، خدا کے ایسے مت کرو،،، تم،،،

آپ،،،،،آپ بولو،،،،

وہ بول ہی رہی تھی کے جائش نے اس کے اوپر جھکتے پھر سے اس پر قابو پایا تھا اس کا جبڑا دبوچ کر وہ اس کے کان میں غرایا۔

آپ،،، بولو جانِ من،،، عزت دو مجھے،،، تو عزت اور نرمی سے پیش آؤں گا،،، نہیں تو موت کی دعامانگو کی صبح،،،

اس قربت میں جانے کیوں، مگر سکون تھا راحت تھی۔ایک سرور تھا جو رگوں میں گردش کرنے لگا تھا۔وہ پوری طرح اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا۔اس وقت اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا وہ اس تک کیسے پہنچی تھی۔اس کی دسترس میں کیسے آئی۔بدلا انتقام کچھ بھی یاد نہیں تھا۔یا وہ خود ہی سب کچھ بھول جانا چاہتا تھا۔

اسے دن میں یہاں لا کر ایک کسک تھی دل میں ایک گلٹ سا فیل ہو رہا تھا۔ تبھی اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر پایا۔وہ جانتا تھا اس سب میں اس معصوم کا کوئی قصور نہیں تھا۔وہ بس اتنا چاہتا تھا کہ وہ حریم کو اپنے دشمن سے بس چھین لے۔ تبھی وہ سب کچھ بھول گیا۔انجام کی پرواہ کسے رہی تھی۔وہ اس وقت اس رشتے میں کھو گیا تھا۔

یاد تھا تو بس اتنا کہ وہ اس کی بیوی تھی اس کی ملکیت۔ یہ رشتہ جائز تھا یہ تعلق حلال اور پاکیزگی بھرا تھا۔ اتنے برسوں بعد سردار جائش جہانگیر کے ساتھ ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ وہ بہت بری طرح کسی عورت کی جانب مائل بہ کرم ہوا تھا۔ دنیا بھلا کر اسے اپنا لیا تھا۔۔ اس کے ساتھ اس رشتے اور وجود کی کشش نے اسے پوری طرح بے بس کیا تھا۔ تبھی وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی ہر حد پار کرتا اسے حاصل کر گیا تھا۔ یہ طلب بہت عجیب تھی جو پوری ہو کر بھی پوری نہیں ہو پا رہی تھی۔

وہ آنکھیں موندے اب پر سکون سا بیڈ پر نیم دراز تھا۔ آنکھوں سے بازو ہٹا کر جائش نے اپنی بانہوں میں موجود اس ٹوٹے بکھرے وجود کو بری طرح سسکیاں بھرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ جو ہوا وہ انتہائی غیر متوقع اور بہت برا تھا۔ وہ زلت کے احساس سے بری طرح اذیت سے تڑپ رہی تھی۔ جائش نے اس کے مسلسل بہتے آنسوؤں کو ملال بھری نگاہوں سے دیکھا۔

وہ جو کچھ اس کے ساتھ کر چکا تھا اس وقت بے دردی سے اس کے بہتے آنسوؤں سے جائش کو خود پر ملال سا ہوا۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

خاموش ہو جاؤ،، ایسی بھی کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑی ہے،،، جو ہوا ہے شادی کے بعد یہی ہوتا ہے،، کیا بھول گئیں کہ آج دن میں تمھاری شادی ہوئی ہے مجھ سے،،،

جائش کا لہجہ سادہ تھا۔ یا شاید اپنی دانست میں وہ اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اس کے رونے میں اضافہ ہی ہوا۔

تب اسے چپ کروانے کے آخری حربے کے طور پر اس نے حریم کا چہرہ تھام کر اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔

میں سونا چاہتا ہوں،، مگر تمھاری یہ سسکیاں مجھے پھر سے اپنی جانب متوجہ کر رہی ہیں،، کیا چاہتی ہو پھر،،؟؟؟

جائش کے لہجہ بے لچک تھا۔ حریم نے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے اپنے دائیں ہاتھ کی پشت سے بہت تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔ جیسے کہنا چاہتی ہو کہ اب نہیں روؤں گی۔

دیٹس لائک آ گڈ گرل،،، جائش نے اس کا گال تھپتھپایا۔ اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔ حریم نے اس کی جانب سے اپنی کروٹ بدلی اور اپنے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ جما لیا۔

وہ کافی دیر آنکھیں موندے یونہی لیٹا رہا۔وہ جانتا تھا وہ اب بھی رو رہی ہے۔سسکیاں سنائی دینا بند ہو گئیں تھیں مگر وہ یہ بھی جانتا تھا وہ اب بھی اپنی قسمت پر آنسو بہا رہی ہے کہ اس کا وجود ابھی بھی جیسے زلزلوں کی زد میں تھا۔کافی دیر کے بعد جائش نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اس کی پشت کو دیکھا۔وہ تھک ہار کر جیسے اب آخر کار سو ہی گئی تھی۔

جائش نے ایک سرد طویل سی سانس اپنے سینے میں کھینچی۔خود پر حیرت در حیرت تھی۔وہ اتنا کمزور تو ہر گز نہیں تھا کہ کسی کمزور لمحے کی زد میں آکر کچھ کر گزرتا۔وہ چٹانوں جیسے ارادوں کا مالک ایک مضبوط ترین مرد تھا۔مگر آج کیا ہوا تھا کہ اس نے خود کو روکنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی؟؟؟

بدلہ یا انتقام تو کم از کم بلکل نہیں تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر آج دن میں ہی وہ اپنے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا۔

تو پھر اسے کیا ہوا تھا۔جائش نے ایک بھرپور نظر پھر اس نازک سے وجود پر ڈالی۔بس ثابت ہوا کہ اس وجود کی کشش نے اسے دنیا بھلادی تھی۔اس نے جائش کو بری طرح اپنی جانب مائل کیا تھا۔اس کی رغبت نے جائش کو ہر حد پار کرنے پر اکسایا تھا۔۔یہ سوچ سوچتے ہی رگوں میں سرور

اور سکون دوڑنے لگا تھا۔آنکھیں موندتے گہری نیند میں جانے سے پہلے اس کے دل ودماغ میں بس ایک سوال گردش کررہا تھا

کہ کیا واقعی وہ اسے کل یا پرسوں واپس بھیج پائے گا۔گہری نیند میں جانے سے پہلے دل نے دماغ کے کان میں دھیمی سی سرگوشی کی تھی۔

"نہیں"

صبح جائش کی آنکھ جلد کھل گئی۔کیونکہ زمینوں پر جانے کی وجہ سے اسے صبح خیزی کی عادت تھی۔وہ اٹھا۔اور بے اختیار نگاہ اپنے پہلو میں کمفرٹر میں گھڑی سے بنے اس وجود پر اٹھی۔اس کی نگاہوں میں اب انتقام یا بدلے کی لپک کے بجائے ایک نرمی تھی۔وہ جو رات رو رو کر سوئی تھی جائش نہیں چاہتا تھا اس کی آرام میں خلل پیدا ہو تبھی بغیر آواز کیے اٹھا اور ڈریسنگ سے اپنا ڈریس لے کر واش روم چلا گیا۔وہ فریش ہو کر گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر آیا تو وہ ہنوز منہ سر لپیٹے سو رہی تھی۔دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ باہر نکلنے سے پہلے اسے ایک نظر دیکھ لے۔وہ تیار ہوا۔ڈ

سردار جائش جہانگیر تمھیں ہو کیا رہا ہے،،واٹس رونگ ودیو،،،

اس نے سر جھٹکا۔ مکمل تیار ہوا۔ڈریسنگ مرر سے بار بار نگاہ بیڈ کی جانب اٹھ رہی تھی۔ مگر وہ بے حس و حرکت ہنوز بغیر ہلے جامد سی لیٹی ہوئی تھی۔

ایسے مرُدوں کے جیسے بغیر ہلے جلے بھلا کون سوتا ہے،،،وہ جھنجلایا۔ شو ریکنگ سے اپنے شوز نکال کر پہنے اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

وہ نو سے دس بجے کے قریب حویلی واپس لوٹا تھا۔ قدم تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے جب لاونج سے گزرتے رفیق نے اسے پکارا۔

سردار جی،،،

وہ رکا۔ ہمم،،،اس نے ہنکارا ابھرا۔

مجھے آپ سے،،،،،،،ایک ضروری،،،،،،،،،ضروری بات کرنی ہے،،،

رفیق اٹک اٹک کر بولا تو جائش نے اچنبھے سے مڑ کر اسے دیکھا۔ جو کل نکاح کے بعد پوری رات جانے کہاں غائب رہا تھا۔ جائزاب کمرے میں جاتے جاتے کچھ سوچ کر لاونج صوفے پر بیٹھ گیا۔

سردار جی ناشتے میں کیا بناؤں،،،امتیاز نے آ کر پوچھا۔

کمرے میں جاؤبی بی سے پوچھو وہ کیا کھائیں گی،،اس کی پسند سے بناو بریک فاسٹ،،

جائز نے کہا تو امتیاز کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ مگر وہ اس کے ماتھے کی تیوری دیکھ فورا وہاں سے کھسک لی تھی۔

ہاں بولو کیا کہنا ہے،،،وہ رفیق کی جانب متوجہ ہوا۔

رفیق اس کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ جبکہ وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے گہری نگاہوں سے رفیق کو آبزرو کیے گیا۔

تم نے کچھ کہنا تھا رفیق،،اب جلدی بولو،،ٹائم کیوں ویسٹ کرر ہے ہو،،میں نے ہاسپٹل بھی جانا ہے،،،

سردار جائش جہانگیر نے دانت پیس کر کہتے اپنی کلائی پر بندھی قیمتی گھڑی میں ٹائم دیکھا تھا۔۔

"سس،،، سردار جی،،، مجھے معاف کر دیں،،، رفیق نے اس کے سامنے اپنے ہاتھ باندھے۔ جائش نے اچنبھے سے اسے دیکھا اور کڑے تیور لیے آ ئبرو اچکائی۔۔(اگر رفیق اس سے اس طرح معافی مانگ رہا تھا تو ظاہر سی بات تھی کہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہو گی) سردار جی مم،، مجھ سے غلطی ہو گئی،، میں غلط لڑکی اٹھا لایا،، یہ حریم، انابیہ بے بی کے مجرم فیضان ندیم کی بہن نہیں ہے،،، یہ تت،، تو کوئی اور لڑکی تھی،، اور بب،، بے قصور،،،،،

واٹ دا ہیل رفیق،،، جائش نے سیکنڈز میں لپک کر اس کا گریبان دبوچا تھا۔ غم وغصے اور صدمے سے پاگل ہوتے اس نے رفیق کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔"تم ہوش میں تو،، جانتے بھی ہو کیا بکواس کرر ہے ہو،، وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

آسمان سر پر ٹوٹنا اور پیروں تلے سے زمین سرکنا کیا ہوتا ہے سردار جائش جہانگیر کو ابھی پتہ چلا۔

بدقسمتی سے یہ سس،،، سچ ہے،، سردار جی،،،،

وہ روتے ہوئے بولا تھا۔ جائش نے اسے خود سے دور پھینکا۔ دھماکے کی آواز سے رفیق شیشے کی ٹیبل پر گرا اور ٹیبل الٹ کر چکنا چور ہو گیا۔

اس سے پہلے میں تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے کتوں کو کھلا دوں دفع ہو جاؤ یہاں سے،،، وہ پھر اپنی پوری طاقت لگا کر چلایا تو رفیق تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔ جائش اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتا زمین پر دو زانوں بیٹھتا چلا گیا۔ اس کا انتقام اور اس کا بدلہ اس کے منہ پر مارا گیا تھا۔ اگر اس کی بہن برباد ہوئی تھی تو آج وہ خود ایک گھناؤنے عمل کا مرتکب ہوتے سفاکی اور ظلم و بربریت کی انتہا پر کھڑا تھا جس کے بدلے نے ایک معصوم کی ہنستی بستی زندگی برباد کر دی تھی۔

وہ کافی دیر وہیں زمین پر بیٹھا کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے گیا۔ دماغ سے جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو چکی تھی۔ کہ وہ جب سے یہاں آئی تھی وہ اس سے اندھوں کی طرح بدسلو کی

کیسے گیا۔ایک مرتبہ تصدیق کرنے کی بھی کوشش نہیں کی کہ اس معصوم جان سے اس کی کوئی دشمنی نکلتی بھی ہے کہ نہیں۔ حتی کے جائش نے اس پر ہاتھ بھی اٹھادیا۔وہ تو اس انسان کو مرد ہی نہیں سمجھتا تھا جو کسی کمزور نازک وجود پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔

وہ اب خود اس فعل کا مرتکب ہو چکا تھا۔۔اس نے تو اپنے بھائی کا نام بھی بتایا تھا مگر جائش نے سنا ہی نہیں۔اس نے سچائی بتانے کی کوشش کی مگر جائز نے اپنے غصے میں پاگل ہو کر اس کی باتوں پر کان ہی نہیں دھرے۔اسی لئے تو غصہ حرام ہے۔جو سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو سلب کر دیتا ہے اس نے بھی کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔

وہ دھیمے شکستہ قدموں سے اٹھا اور جاکر سٹڈی روم میں گھس گیا۔۔راکنگ چیئر پر بیٹھتے پچھتاووں کے ناگ وجود کو ڈستے رگ رگ کو نیلا کر رہے تھے۔اس کے غصے نے اس سے بہت بڑا ظلم کروادیا تھا۔

افففففف،،،،،یہ کیا کر دیا سردار جائش جہانگیر،،،اس نے اپنا سر تھام لیا تھا۔پورا ایک دن ایک معصوم بے قصور وجود کو ناحق تختہ مشق بنائے رکھا۔اسے خود سے نکاح پر مجبور کیا۔اور سب سے بڑی بات گزشتہ رات کو اس کی مرضی کے خلاف وہ سب کرنا۔جائش اپنی جگہ سے اٹھا اور غم وغصے سے بے حال سٹڈی ٹیبل کی چیزیں تہس نہس کر کے زمین پر پھینک دیں۔اپنے بال

مٹھیوں میں جکڑے۔ سینے میں وحشتوں کے ابال اٹھنے لگے۔۔ خود سے بھی گھن محسوس ہونے لگی۔ وہ فرشتہ نہیں تھا، مانا کے غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں مگر وہ تو ایک بے گناہ کو روند کر گناہ کا مرتکب ہوا تھا۔

رفیق،،،،،،،، وہ دھاڑا۔

رفیق،،،،،،، کدھر مر گئے ہو اب،،،،، وہ پھر حلق کے بل چلایا۔ تب رفیق ہانپتا کانپتا ہوا اسٹڈی میں داخل ہوا۔۔ مالک کے غصے کا دہشت و خوف اس کے چہرے سے عیاں تھا۔ وہ جانتا تھا اس کا مالک ہر گزا ایسا نہیں ہے جو یوں کسی کی زندگی برباد کر دے یوں کسی معصوم کو روند ڈالے۔ وہ تو اپنی زمینوں پر حویلی میں بھی بے زبان جانوروں تک سے حسن سلوک قائم کرنے کا قائل تھا یہاں تو ایک جیتی جاگتی زندگی کی معصومیت، خوشیاں، نیک نامی نگل لی گئ تھی۔

جج،،جی سردار جی،،، رفیق نے کانپتے ہوئے اسے اپنی جانب متوجہ کیا جو ٹوٹی بکھری حالت میں ٹیبل پر دونوں ہاتھ جمائے لال انگارا آنکھیں بند کیے گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس کے متوجہ کرنے پر جائش نے لپک کر پھر اس کا گریبان دبوچا۔

کیوں کیا ایسے،،،؟؟؟رفیق،، تمھاری وجہ سے جانتے ہو میں نے کیا کیا،،،؟؟؟اس گلٹ کے ساتھ میں کیسے زندہ رہ پاؤں گا،،،اپنے کیے کا کیسے ازالہ کر پاؤں گا،،،،بتاؤ مجھے،،

وہ چلایا۔

معاف کر دیں سردار جی،،،،وہ پھر سے ہاتھ جوڑ کر رونے لگا۔ مگر جائش کا دل کیا اسے مار مار کر اس کی ہڈیوں کا سرما بنا دے۔ مگر اب غصے میں غلطی پر غلطی تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ تبھی اسے ایک جانب جھٹک کر وہ پھر سے راکنگ چیئر پر آبیٹھا۔اپنے ہاتھوں سے اپنی کنپٹیاں دبانے لگا۔

یہ سب کیسے پتا چلا،،؟؟؟مجھے تفصیل بتاؤ،،،

سردار جی،، میں نے اس کی موجودگی کا پتہ چلانے کے لیے،،،،اس کے گھر کے آس پاس اپنے بندے چھوڑے ہوئے تھے،،،،،،پھر پتہ چلا پالر سے دلہن بھی گھر پہنچی ہے اور،،،،،، خیر وعافیت سے شادی بھی ہو گئی ہے،،،،،،مجھے عجیب لگا تو خود پتا کرنے گیا،،تب پتہ چلا کے پارلر میں دو حریم کی بکنگ تھی،،ایک فیضان کی بہن کی،،دوسری بی بی جی کی،،،ہم غلطی سے بی بی کو لے آئے،،فیضان کے گھر جا کر پتا کیا تو تصدیق ہو گئی کہ اس کی بہن کی رخصتی ہو گئی ہے،،،

رفیق نے اٹک اٹک کر بتاتے اپنا سر جھکا لیا۔ جائش نے اپنا سر تھام لیا۔

سر دارنی کے گھر والوں کا اتا پتا کیا پھر،،،؟؟ جائش کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

جی سر دار جی،،،بی بی جی کے بھائی کی شادی تھی،،، کافی نیک اور شریف گھرانہ ہے،،،بی بی جی کے بھائی کا نام عماد ہے،،،، باپ کا نام یوسف ہی ہے جو نکاح نامے میں ولدیت کے خانے میں لکھوایا گیا،،رفیق کی آنکھیں زمین میں گڑھ گئیں تھیں۔

شٹ،،،،اس کے آئی ڈی کارڈ پر والد کا نام یوسف تھا،،، لیکن مجھے لگا کہ وہ اپنے بھائی کا نام جان بوجھ کر غلط بتا رہی ہے،،،

جائش نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔(اے کاش وہ اس کے کہنے پر ایک مرتبہ ہی سہی تصدیق تو کروا لیتا۔۔۔ کاش) مگر غصے کا غبار چھٹ جانے کے بعد جب مناظر واضح نظر آئیں تو انسان جو کچھ بھی بگاڑ چکا ہوتا ہے وہ اپنے کیے کا مداوا نہیں کر پاتا۔ یہی سر دار جائش جہانگیر کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ابھی کچھ اور کہتا سنتا جب امتیاز ہانپتی کانپتی سٹڈی میں ہوائیاں اڑا چہرہ لیے داخل ہوئی تھی۔

سس،،، سر دار جی،،،

کیا ہوا ہے،،،؟؟؟ کیا بات ہے،،،؟؟ جائش کسی انہونی کے ہونے کے خیال سے بے چین ہو کر اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔

وہ سردار جی،، بی بی جو کو کچھ ہو گیا ہے،، میں نے بہت آوازیں دیں،، مگر وہ اٹھ نہیں رہی ہیں،، وہ ہوش میں نہیں آ رہیں،،،

واااااااااٹ،،،،،،،، وہ دھاڑا تھا۔ جائش کا چہرہ پل میں سفید پڑ گیا تھا۔ وہ امتیاز کے پہلو سے گزرتا بہت تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ رفیق اور امتیاز بھی گھبرا کر اس کے پیچھے ہی لپکے تھے۔

وہ ساری رات اذیت سے تڑپی تھی۔ صبح تقریباً آٹھ بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی۔ آنکھ کھلتے ہی رات کے دلخراش مناظر پھر نگاہوں کے سامنے لہرائے تو ایک مرتبہ پھر وہ اپنی ناقدری پر، اپنی ذات کے اس طرح روندے جانے پر بلک بلک کر رو دی تھی۔۔ پورا جسم بخار سے پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔ وہ یہ اذیت الفاظ میں بیان کر ہی نہیں سکتی تھی جو اس پر بیت گئی تھی۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ہلا تک نا گیا۔ وہ یونہی روتے ہوئے بخار کی شدت سے پھر سے غنودگی میں چلی گئی۔

وہ آندھی طوفان بنا اپنے کمرے داخل ہوا۔ لمبے ڈنگ بھرتا وہ بیڈ تک پہنچا تھا۔ اس کے چہرے سے کمفرٹر ہٹا کر وہ ایک گھٹنا بیڈ پر ٹکا کر اس کے اوپر جھکا تھا۔ انگ انگ سے بیقراری اور بے چینی چھلک رہی تھی۔

حریم،،،، بیقراری سے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ ماتھا کوئلے کی طرح دہک رہا تھا۔ معصوم چہرہ لال بھبھوکا تھا۔ کمفرٹر سے انگاروں سی تپش باہر تک محسوس ہو رہی تھی۔

حریم،،،، پلیز ویک اپ،،، آنکھیں کھولو،،،

جائش نے اس کی میدے جیسی نرم و ملائم ہاتھ کی ہتھیلیاں رب کیں۔ امتیاز نے پیروں کے تلوے رب کیے۔

"اسے تو بہت تیز بخار ہے،،،

جائش نے گھبرا کر کہا۔

امتیاز تم جاؤ انابیہ بے بی کے کمرے سے اس کا کوئی سا بھی ڈریس لے کر آؤ،،،اور تم جاؤ ڈاکٹر کو لے کر آؤ،،،

جائش نے انھیں کہا اور خود اس کے ہاتھ رب کیے گیا۔وہ لوگ کمرے سے نکلے تو جائش نے اس پر سے کمفرٹر ہٹایا۔۔کچھ ہی دیر میں امتیاز انابیہ کا ڈریس لے آئی۔

باہر جاؤ،،،کمرہ لاک کر دو،،

جائش نے اسے کہا تو وہ فوراواپس چلی گئی۔اور کمرے کا ڈور لاک کر دیا۔

جائش نے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں میں بھرا۔ جیسے وہ بخار میں پھنک رہی تھی جائش اسے بانہوں میں اٹھائے واش روم گیا۔ شاور کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے شاور آن کر دیا۔ وہ جانتا تھا اس کا ٹمپریچر ایسے گر سکتا ہے۔ وہ بہت شدید بخار کی لپیٹ میں تھی۔

پانی حریم پر گرتے ہی وہ ہڑبڑائی تھی اور غنودگی میں چیخنے چلانے لگی۔

چچ،، چھوڑو مجھے،،،،،، جانے دو،،،،، قریب مت آؤ،،

وہ چلائے گئی اور بند آنکھوں سے ہی بری طرح ہاتھ پیر چلانے لگی۔ مگر جائش نے اسے قابو کیے رکھا۔ وہ کافی دیر تک ہنگامہ مچاتی رہی۔ جائش کی ماتھے کی رگیں پھول گئیں۔ اس نے بے بسی کے احساس سے اپنے لب بری طرح دانتوں تلے کچلے۔ وہ کچھ ہی دیر میں بخار میں چیخ چلا کر پھر سے غنودگی میں چلی گئی تھی۔ جائش نے وہ دلکش مگر سوگوار مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا۔

"میں نے بے قصور ہوتے ہوئے بھی تم سے تمھاری ذات کا غرور چھین لیا،، جس کے لیے میں مرتے دم تک خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا" ائم سوری پلیز ویک اپ،،،،

جائش نے اس کے کان میں سرگوشی نما گزارش کی۔

جائش نے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا اور اس پر پھر سے کمفرٹر دے دیا۔دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو اس نے آگے بڑھ کر دروازا کھولا۔۔

"سردار جی،،ڈاکٹر صاحبہ آگئیں،،،رفیق نے جائش کو اطلاع دی۔اس نے سر ہلا کر اجازت دی تو رفیق نیچے لاونج سے ڈاکٹر کو لے کر اس کے کمرے میں آیا۔

اسلام وعلیکم مسٹر جائش جہانگیر،،۔کیا ہوا ہے،،

وعلیکم السلام،،ڈاکٹر میری وائف کا چیک اپ کر لیں،،وہ ہوش میں نہیں آرہی ہے،،

اس نے فکر مندی سے کہا۔

آپ باہر جائیں میں چیک کرتی ہوں،،

اوکے،،

کہتے جائش کمرے سے باہر نکل گیا۔ڈاکٹر نے اس کا تفصیلی چیک اپ کیا۔

جب ڈاکٹر باہر آئیں تو جائش ان کی جانب بڑھا۔

بہت تیز بخار اور لو بی پی کی وجہ سے ان پر بیہوشی طاری ہوئی،، میں نے انجیکشن لگادیا ہے باقی میڈیسن کلینک سے بھیج دوں گی،، ویکنیس بھی بہت ہے،، آپ ان کا بہت زیادہ خیال رکھیں،، کچھ دیر میں ہوش آئے گا تو ان کو کچھ کھلا پلا کر میڈیسن دیجیے گا،، ہو سکے تو کوشش کریں کہ ان کہ لئے مٹن کی یخنی بنوالیں،،،،

ڈاکٹر نے کہا تو جائش نے سکھ کا سانس لیتے اثبات میں سر ہلایا۔جائش کے اشارہ کرنے پر رفیق ڈاکٹر صاحبہ کو چھوڑنے اور میڈیسن لینے گیا۔۔

جائش پھر سے کمرے میں آیا اور اس کا بخار سے سرخ ہوا چہرہ دیکھے گیا۔آگے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چھو کر دیکھا۔ٹمپریچر قدرے نارمل ہو رہا تھا۔۔

جائش بیڈ پر ٹک کر اس کے سرہانے ہی بیٹھ گیا۔ وہ اب بغور اس کی جانب دیکھے گیا۔ وہ اب پھر نیند میں چلی گئی۔ تو جائش نے اسے آرام کرنے کے خیال سے لیٹے رہنے دیا۔ اور خود انابیہ کے پاس ہاسپٹل چلا گیا۔

ایک ہولناک رات گزر گئی تھی۔ صبح سے دو پہر اور دو پہر سے عصر ڈھل گئی تھی۔ عماد اور یوسف صاحب تھکے ہارے جھکے کندھے لئے اپنے گھر میں داخل ہوئے تھے۔ تب سلمی بیگم لپک کر یوسف صاحب کے پاس پہنچیں تھیں۔۔ جنھوں نے رو رو کر کل سے اپنی حالت بگاڑ لی تھی۔ ایک مرتبہ تو بی پی شوٹ کر ہی گیا تھا۔ وہ اب بھی روتے ہوئے ان کے قریب آئیں تھیں۔

یوسف،، میری بچی کا کچھ پتہ چلا،، کل آپ نے کہا تھا کہ صبح میں اسے اپنے ساتھ لے کر آؤں گا،، کہاں ہے وہ،،، ؟؟؟

سلمیٰ بیگم کے کہنے کی دیر تھی جب یوسف صاحب بھی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے تھے۔

بابا یہ کیا،،؟؟؟ پلیز خدا کے لیے،،، آپ ہی تو ہمارا حوصلہ ہیں،، آپ ہی تو ہمارا سہارا ہیں،، آپ یوں ٹوٹ کر بکھریں گے تو مجھے اور امی کو کون سنبھالے گا،،،

عماد نے بے بسی سے اپنے بابا کو سہارا دے کر صحن کی مسہری پر بٹھایا۔ اسما بھاگ کر ان کے لیے پانی کا گلاس لے آئی۔ جو کہ عماد نے اسما سے تھام کر یوسف صاحب کے لبوں سے لگایا۔

سلمیٰ بیگم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ابھی وہ اپنے بابا کو پانی پلا ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

عماد نے ہی اٹھ کر دروازا کھولا۔ دروازے کے باہر ساتھ والوں کا چار سالہ بچہ ہاتھ میں ایک پمفلٹ لیے کھڑا تھا۔

بیٹا کیا ہوا،،؟؟ کوئی کام ہے،، عماد نے نرمی سے پوچھا۔

انکل،، ادھر ایک انکل آئے تھے انھوں نے کہا میں یہ تھیلی آپ کو دے دوں،،

بچے نے کہاتو عماد نے حیرت سے اس کے ہاتھ سے وہ لفافہ لیا۔اور اسے تھام لیا۔بچہ وہاں سے بھاگ گیا۔وہ پیکٹ لے کر اندر آیا۔

عماد کون تھا،،، کیا بول رہاتھا،،،

آخر اسمانے ہی پوچھا۔عماد نے تیزی سے پیکٹ کھول کر دیکھا۔

بابا،،، عماد کے منہ سے ایک چیخ سی بر آمد ہوئی جیسے ہفت اقلیم اس پر ٹوٹ پڑا ہو۔

کیا بات ہے عماد،،،یوسف صاحب جواب تک سنبھل گئے تھے اس سے پوچھا۔
ابو یہ دیکھیں،،، عماد نے ایک کاغذان کے سامنے لہرایا۔یوسف صاحب نے جلدی سے اسے تھام کر اس پر لکھی تحریر پڑھنے لگے۔

اسلام و علیکم،،
حریم میرے پاس ہے،،اور بلکل سہی سلامت ہے،،،، آپ لوگ پریشان ناہوں،، میں اسے زبردستی اپنے پاس لایا،، مگر ہمارا نکاح ہوا ہے،، میں اس کا شوہر ہوں،،، آج ہفتہ ہے،،، وعدہ رہا

اگلے ہفتے اسے لے کر آپ لوگوں کے پاس "میں نے ایسا کیوں کیا؟ یہ سبب بھی بتانے کے لیے حاضر ہو جاؤں گا،، وہ بلکل ٹھیک اور محفوظ ہے،،

اللہ نگہبان۔

چٹ پر اتنی سی تحریر درج تھی۔ ساتھ نکاح نامے کی کچھ تصاویر جس پر حریم کے سائن تھے۔ اور اسی پمفلٹ میں سے حریم کی گلے کی چین اور پینڈنٹ ثبوت کے طور پر بھیجا گیا تھا جس سے پتہ چلا واقعی حریم اسی کے پاس ہے جس نے یہ لفافہ بھیجا۔۔

یوسف صاحب یہ کیا،،؟؟؟ سلمی ششدر تھیں۔۔

عباد اور یوسف صاحب اب بلکل خاموش تھے۔ یہ سب کیا تھا سب سمجھ سے بالا تر تھا۔ مگر حیرت انگیز طور پر اب انھیں زرا سا سکون ملا تھا۔ اس کی اطلاع پاتے ہی کہ وہ سہی سلامت اور کم از کم محفوظ ہے تسلی ہو گئی تھی۔۔ جیسے صبر آیا تھا۔ مگر پمفلٹ بھیجنے والے نے اپنی پوری کوشش کی تھی کہ اس ساری کاروائی کے دوران اس کی خود کا کوئی سرا کسی کے ہاتھ نا آئے۔

حریم نے دکھتے سر کے ساتھ دھیمے سے آنکھیں کھولیں۔ تقریبا ظہر کے بعد کا وقت تھا۔۔ وہ کافی دیر تو یونہی لیتٹی ہوئی غائب دماغی کے عالم میں خوبصورت سیلنگ زدہ چھت کو دیکھے گئی۔ مگر پھر یاداشت واپس لوٹتے ہی اس نے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔۔

جائش جو اس کے قریب بیٹھا تھا بغور اس کے تاثرات دیکھے گیا۔

حریم کی نگاہیں پھر اس کے اوپر اٹھیں تو حریم کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔اس نے بہت بری طرح کمفرٹر اپنی مٹھی میں دبوچ لیا۔۔۔ وہ پھر سے بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔اور اس کے چہرے پر خوف کہ یہ اس قدر شدید تاثرات پر جائش کا دل کیا ڈوب مرے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

یس کم ان،،، جائش نے سنجیدگی سے کہا تو امتیاز سوپ کا باؤل لے کر اندر داخل ہوئی۔

سردار جی یہ سوپ،،

یہاں مجھے پکڑا دو اور تم جاؤ،،،،

جی،،

کہتے امتیاز نے سوپ کی چھوٹی ٹرے جائش کے ہاتھوں میں تھمائی اور خود کمرے سے باہر نکل گئ
اور اب وہ پھر سے پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔

حریم،،، اٹھو،،، تمھیں یہ سوپ پی کر میڈیسن لینی ہے،،، جائش نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر نرمی سے کہا۔۔ حریم اپنی جگہ پر دم سادھ گئی۔۔ وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا۔

,,,,,Hareem,,, Sit up

جائش کے سنجیدہ لہجے میں نرمی تھی اور آنکھوں میں عجیب سی لو دیتی چمک کے ساتھ عجیب سی وحشت ہلکورے لے رہی تھی۔ حریم نے غم وغصے سے اس کی جانب سے اپنا رخ پھیر لیا۔ اس سے نگاہیں ملانا مشکل تھا۔ حریم کے پندار کو بہت بری ٹھیس پہنچی تھی۔۔ وہ رات اس کے احساسات، جزبات اس کی روح کو بری طرح روند چکا تھا۔ سب کچھ چھین کر، اتنی سفاکی اور

بربریت کے بعد اب اس نرمی اور لہجے کی حلاوت کا حریم نے اچار نہیں ڈالنا تھا تبھی پھر سے آنکھیں بھیگنے لگیں۔

جائش نے اپنے سینے میں ایک سرد سی سانس کھینچی۔ باؤل کی ٹرے سائیڈ ڈرار پر رکھی اور پھر اس کی جانب مڑا۔اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اسے ایک ہی بار میں مگر نرمی سے اٹھا کر بٹھایا۔اس کے چھونے سے حریم کی پھر سے گلے میں سانس اٹک گئی۔ وہ اپنی جگہ سے بدکی۔ مگر اس کے مچلنے کے باجود جائش نے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں قید کیے رکھا۔جائش اس کے بلکل قریب ہو کر بیٹھا۔وہ بے چین ہوئی۔ جائش کی نگاہیں اس کے صبیح چہرے سے ہٹتی نہیں تھیں۔اور وہ اتنا ہی تلملاتی اپنی دانست میں بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔ مگر جائش پر خاطر خواہ اثر نہیں پڑ رہا تھا تبھی اسے بٹھا کر جائش نے سوپ کا باؤل اٹھایا اور اس میں سے ایک چمچ بھر کر اس کے کپکپاتے لبوں کے قریب لے گیا۔جائش کی نگاہیں مسلسل بھٹک رہی تھیں اب وہ ان مخملیں نرم و گداز لبوں کو دیکھے گیا(جنھوں نے کل اسے تشنہ لبی جیسے احساس سے روشناس کروا کر میٹھے دریا کا راستہ دکھایا تھا)

جائش کی تنبیہی نگاہوں سے خائف اسے زرا سا منہ کھول کر سوپ پینا پڑا۔جائش نے اسے سوپ کا آدھا باؤل پلا دیا۔اس کے بعد وہ کیوٹ کیوٹ سے مگر گندے گندے منہ بنانے لگی۔

بس،،، مم،،مجھے وومٹ آجائے گی،،،وہ بے چین ہوئی۔ جائش نے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔ وہ بدک کر سر کتی ہوئی اس سے دو فٹ کے فاصلے پر جا بیٹھی۔

(جانے کیوں مگر اب اس کے اور اپنے بیچ قائم یہ فاصلے جائش کی طبیعت پر انتہائی ناگوار گزر رہے تھے۔ وہ چاہتا تھا وہ اب اس کی سانسوں جتنا اس کے قریب رہے۔ وہ بہت کم وقت میں اس کے وجود میں سرایت کر گئی تھی جیسے۔)

ادھر اس نے اب جب خود پر غور و غوض کیا تو آنکھیں حیرت و استعجاب سے پھٹنے والی ہو گئیں۔۔ وہ صدمے سے اپنے وجود پر موجود وہ کپڑے دیکھے گئی جو اس کے تو ہر گز نہیں تھے۔ جائش نے اس کی آنکھوں میں اب خوف کے ساتھ ساتھ حیرت و صدمے کے تاثرات ملاحظہ کیے۔

امتیاز،،، جائش نے بلند آواز میں اسے آواز دی تو وہ بوتل کے جن کی طرح اس کے سامنے حاضر ہوئی۔۔

جی سردار جی،،،

رفیق میڈیسن لایا،،،؟؟؟

جی سردار جی،، یہ لیں،،امتیاز نے اس کی جانب تھیلی بڑھائی۔

یہ باؤل لے جاؤ،،اور رفیق سے کہو مس ثمن کی بوتیک میں خود جائے،،اور اسے بولے کہ سردار جی کی بیوی کے لیے ان کی ضرورت کی ہر چیز وہ خود دو گھنٹے تک حویلی لے کر آئیں،،،

جائش نے کہا۔حریم اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تھی۔اس شخص کے آخر کتنے روپ تھے؟؟؟کونسا والا سچا تھا؟؟؟رات والا؟ظالم،بے رحم،سفاک یا اب یہ دن والا انتہائی نرمی لئے ہوئے،سوفٹ نیچر،کیئر نگ۔۔اب یہ کیا تھا؟؟اسے اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی تھی؟؟وہ اب گھٹنوں کے گرد اپنے بازو فولڈ کیے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی یہی سوچ جا رہی تھی۔

جبکہ امتیاز اس کا آرڈر سن کر اسے میڈیسن پکڑا کر کمرے سے باہر جا چکی تھی۔اب وہ پھر اس کی جانب متوجہ ہوا۔جو انتہائی غیر متوقع طور پر اس کی زندگی میں شامل ہو کر اس کا یہ برسوں کا بے رونق کمرا اپنے نازک وجود کی دلفریب منظر سے سجا گئی تھی۔یہ اضافہ جائش کے لیے انتہائی خوبصورت تھا۔دلکش اور دلفریب تھا۔ایک عجیب سا سکون تھا جو اسے یہاں دیکھ کر رگ و جاں میں دوڑ رہا تھا۔۔زاویہ نگاہ پوری طرح بدل چکا تھا۔اب وہ بس کسی انتقامی کارروائی کا حصہ ہرگز

نہیں تھی۔۔ جائش کے لیے اس کی ملکیت تھی۔اس کی عزت،اس کا سب کچھ۔اور شاید محبت بھی۔

جائش نے میڈیسن اپنی ہتھیلی پر نکالی اور پانی کا گلاس اس کی سمت بڑھایا۔

حریم،،، میڈیسن لے لو،،

ویسا ہی نرم، جزبات کی تپش سے لو دیتا لہجہ حریم کو پھر سے اذیت سے دوچار کر گیا۔ تبھی حریم نے اذیت سے دوچار ہو کر زور سے آنکھیں بھینچ لیں۔اے کاش وہ آنکھیں کھولے تو یہ منظر کچھ اور ہو۔وہ شخص اور یہ حویلی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔تمام اذیت بھرے لمحات واپس چلے جائیں۔۔وہ یونہی اپنے باپ کے گھر کی چہچہاتی چڑیا ہو جو یہاں سے وہاں اپنی مرضی سے اڑتی پھرے۔

حریم،،،

ایک بھاری گھمبیرتا سے بھرپور بوجھل سی آواز کی پکار نے اسے پھر سے خیالات سے حقیقت کی دنیا میں واپس لا پٹخا۔

میڈیسن لے لو،،، وہ اس کے بہت قریب بولا۔۔ حریم نے اس درندے سے اپنی گلو خلاصی کے لیے جلدی سے میڈیسن پھانک کر پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔ وہ میڈیسن لے کر پھر سے رخ موڑ گئی۔

حریم لیٹ جاؤ،، آرام،،،،

جائش کی بات بیچ میں ہی ادھوری رہ گئی تھی جب وہ اس سے تنگ آ کر پھٹ پڑی۔ مگر لہجہ اور انداز اب بھی خوف کھایا ہوا ہی تھا۔

"آخر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ،،،؟؟؟اپنے خود ساختہ بدلے کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں آپ مجھے تو اب ان جھوٹی ہمدردیوں کی کوئی ضرورت نہیں مجھے،،، میں جیوں یا مروں آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے،، مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں،، اور اپنے کام سے کام رکھیں،،،

وہ خاموش ہوئی۔ اتنی جرات کا مظاہرہ کر کے وہ اب اپنی انگلیاں آپس میں چٹخا رہی تھی۔ جائش نے ایک نظر اسے دیکھا۔ اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تقریباً عصر کے کافی دیر بعد حریم کی آنکھ دوبارا کھلی تھی۔ منہ کا ذائقہ بے تحاشا کڑوا تھا۔ وہ کسلمندی سے لیٹی رہی۔ مگر کب تک؟ بخار اتر چکا تھا۔ مگر کمر اکڑ کر تختہ بن گئی تھی۔ اسی لئے اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی تھا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری۔

حیرت انگیز طور پر واش روم کے باہر ڈریسنگ کے پاس پڑے صوفے پر وہ شاید اسی کا لباس تھا جو ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔ وہ سرخ رنگ کی فراک تھی جس پر ہلکا ایپلک ورک تھا۔ نیچے ریڈ ٹراؤزر اور ایپلک ورک کا انتہائی خوبصورت آنچل۔ اب جب اس زندان میں قید تھی تو جینے کی کوئی تو سبیل کرنی ہی تھی۔ تبھی وہ سر جھٹکتی ڈریس لے کر واش روم میں گھس گئی۔ شاور کے نیچے کھڑے ہو کر وہ بلک بلک کر روئی تھی۔۔ کاش اس شخص کا ان چاہا احساس اس کے وجود سے مٹ سکتا۔

کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آئی۔ یونہی سرخ آنکھیں لیے ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اور خود کو آئینے میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ اپنے بابا کی وہ شوخ و چنچل پرنسز نہیں رہی تھی۔ یہ آئینے میں دکھنے والی سوگوار سی حریم تو کوئی اور ہی تھی۔ جب وہ یہاں لائی گئی تھی اس کے وجود پر جو نفیس سی جیولری تھی اب وہ موجود نہیں تھی خاص کر وہ گولڈ پینڈنٹ جو عماد نے بڑی محنت سے اپنی

سیونگ سے اسے بنوا کر دیا تھا۔وہ بھی اس کے گلے میں نہیں تھا۔شاید وہ جیولری اس کی بیہوشی میں اس سے الگ کی گئی تھی۔میر اپینڈنٹ۔وہ اپنے ہر نقصان،اپنے ہر ضیاع پر پھر جی بھر کر رونے لگی۔پھر آخر تھک ہار کر وہ اپنے گھنے سیاہ بالوں کو اب برش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔مگر کچھ ہی دیر میں ہلکان ہو گئی کہ یہ فریضہ بھی سلمی بیگم بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کرتی تھیں۔پلکوں کے کونے پھر سے نم ہونے لگے۔

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔مگر دروازے پر ایستادہ امتیاز کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

وہ اندر اس تک آئی تھی۔

ماشاءاللہ بی بی جی بہت اچھی لگ رہی ہیں آپ،،

امتیاز کے لہجے میں سادگی تھی تبھی وہ خاموش ہی رہی۔امتیاز نے آگے بڑھ کر ڈریسنگ کے کیبنٹ سے دو ڈبے نکال کر اس کے سامنے رکھے۔

سردارنی جی یہ آپ کا ان کپڑوں کے ساتھ کا زیور ہے،، آپ پہن لیں،، کھانا تیار ہے آپ کے لیے وہ کھالیں،، اور اگر پھر دل چاہ رہا ہے تو چلیں میں آپ کو حویلی گھمادیتی ہوں،، اس کا پچھلا لان بہت خوبصورت ہے جہاں انابیہ بی بی کی پسند سے بہت سارے پرندے رکھے ہوئے ہیں،،

امتیاز بولنے کے ساتھ ساتھ اسے اس کی مرضی جانے بغیر ڈبے کھول کر اس میں سے جیولری پہنانے لگی۔ یقیناً اسے یہ سب کرنے کا سختی سے حکم ہوگا۔۔ حریم کے لبوں پر پل بھر کو ایک تلخیہ سی ہنسی جگمگائی۔ سرخ جوڑے کے اوپر وہ شاید وائیٹ گولڈ کی نفیس سی جگمگاتی جیولری تھی جو اس کے سوگوار حسن کو آنکھیں خیرہ کردینے والی دلکشی عطا کر گئی تھی۔ امتیاز نے اس کی ایک کلائی میں سرخ کانچ کی چوڑیاں بھی پہنائیں تھیں۔ یہ سب کرکے وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اس کمرے سے باہر لے کر نکل پڑی۔

شام کے تقریباً سات بجے اس کی گاڑی حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ زمینوں سے وہ ہاسپٹل گیا تھا اور اب واپس حویلی لوٹا تھا۔ رفیق نے لپک کر گاڑی کا دروازا کھولا۔۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ وہ چل کر تھکے سے انداز میں ڈرائیو وے کے قریب خوبصورت لان میں رکھی چیئر پر ڈھے سا گیا۔

رفیق کام ہوا،،؟؟؟

جی سردار جی،،وہ لفافہ سردارنی جی کے گھر پہنچادیاہے،،ان کے بھائی نے رسیو کیا تھا،،وہ پڑھ کر انھیں تسلی ہوئی ہے،،اور انھوں نے بی بی جی کی تلاش بھی بند کر دی ہے،،

گڈ،،،

سردار جی،،مجھے معاف کر دیں،،اس سب میں سارا قصور میرا ہے،،،اگر میں ہی سردارنی جی کو فیضان کی بہن سمجھ کر یہاں نالاتا تو یہ سب نہیں ہوا ہوتا،،،یہ سب میری وجہ سے ہوا،،بہت برا ہوا ان کے گھر والوں کے ساتھ،،،مجھے معاف کر دیں،،،

رفیق جو اس دن سے کانٹوں پر لوٹ رہا تھا اب پھر جائش کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

معاف کیا،،،جانے دو رفیق،،،شاید میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ تمھاری سردارنی مجھ تک ایسے پہنچے،،،وہ میرے نصیب میں شاید ایسے ہی لکھی تھی،،

وہ ایک جانب نگاہیں مرکوز کیے بولا تو رفیق چونک گیا۔وہ تو صبح سے ہی سردار کے رنگ ڈھنگ پوری طرح بدلے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اور سردار جی وہ فیضان،،،،

بھاڑ میں جائے وہ،،، پہرہ ہٹادو اس پر سے،،، مجھے اب کسی سے کو بدلا یا انتقام نہیں لینا،، ایک مرتبہ بدلا لینے کی کوشش کر چکا ہوں،، کیا ہوا؟؟؟؟ خود اپنی نگاہوں میں ہی گر گیا ہوں،،، میں نے اپنا معاملہ پوری طرح اپنے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا،،، کائنات کی کسی بھی چیز سے بہتر انصاف کرنے والا ہے وہ،،، وہ بہتر انصاف کرے گا میرے ساتھ،،، بس اللہ تعالیٰ میرے وہ گناہ معاف فرمائے جو مجھ سے انجانے میں ہوئے،،، ان کی تلافی ہو جائے تو بڑی بات ہے،،

سردار جائش جہانگیر نے کہا تو رفیق کی نگاہوں میں اس کا مقام مزید بلند ہو گیا۔

ادھر جائش کی نگاہیں سامنے والے لان سے پچھلے لان کی طرف اٹھیں اور ایک سرخ آنچل میں الجھ گئیں۔وہ ایک ٹرانس کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھا اور قدم خود بخود حویلی کے دائیں جانب سے پچھلے لان کی جانب اٹھنے لگے۔رفیق خاموشی سے گیٹ کی جانب چلا گیا۔

وہ پچھلے لان میں نکل آیا۔ وہ جو کیاری کی روکے درمیان بنے بڑے سے پنجرے میں موجود پرندوں کی جانب متوجہ تھی ایک ان چاہی آہٹ پر اپنی جگہ پر ٹھٹھک گئی۔

امتیاز نے اسے اسرار کر کے کھانا کھلایا اور پوری اندرونی حویلی میں گھمایا۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ مگر کافی دیر بور ہونے کے بعد پھر کمرے سے باہر نکل آئی۔ امتیاز کچن میں ہی کام کر رہی تھی۔

سردارنی جی کوئی کام تھا،، تو مجھے بلا لیتیں،،،

وہ اپنا ہر کام چھوڑ چھاڑ مٹھاس بھرا لہجہ لیے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

میں بور ہو رہی تھی،، تم نے کہا تھا کہ پچھلے لان میں چلیں گے تو چلو چلتے ہیں،،،

حریم نے کہا تو اس نے کچن میں موجود ایک اور میڈ کو ضروری ہدایات دیں۔اور خود حریم کے ساتھ باہر نکل آئی۔وہ کافی دیر اسے لے کر باہر گھومتی رہی۔ حریم نے ایک مرتبہ بھی واپس اندر جانے کو نہیں بولا تو امتیاز بھی اس کے ساتھ وہی۔ موجود رہی۔

وہ اب پرندوں کے پنجرے کی جانب متوجہ تھی جب امتیاز نے سردار جائش جہانگیر کو اس طرف آتے دیکھا۔وہ جس کے چہرے پر کب سے نارمل سے تاثرات تھے اب اس کی آہٹ پا کر چہرے پر پھر سے ہوائیاں اڑنے لگیں تھیں۔وہ قریب آیا۔ حریم اپنی جگہ پر دم سادھ گئی۔

سلام سردار جی،،،

امتیاز نے سلام کیا۔ جائش نے سر ہلا کر جواب دیا۔

امتیاز،، سردارنی کا سامان آیا ہے اندر،، جا کر سمیٹ دو،،اور دیکھو کسی چیز کی کمی بیشی تو نہیں،،اگر ہے تو وہ سامان بھی فورا منگوالو،،

جائش کی سنجیدہ سے حکم پر امتیاز فوراوہاں سے کھسک گئی۔۔

جائش اس کی جانب متوجہ ہوا جو ہوش ربا حسن لیے ایک انوکھے اور اچھوتے روپ میں اس کے سامنے آکر اس کے ہوش پوری طرح اڑا چکی تھی۔ سرخ لباس میں اس کا گورا بدن چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔ سرخ چوڑیاں کلائیوں کو حسین تر بنا گئیں۔ وہ مبہوت سا ایک ٹرانس کے عالم میں اسے دیکھے گیا۔ حریم کو اپنی پشت اس کی نگاہوں کی تپش سے جھلستی محسوس ہوئی تو اس کا دل کیا خود کو ہی زندہ جلا لے۔

وہ دھیمے قدم اٹھاتا اسے کے دائیں طرف آیا تھا۔

اب کیسی طبعیت ہے تمھاری،،، ٹمپریچر تو ٹھیک لگ رہا ہے،،،

جائش نے کہتے بہت بے اختیار ہو کر ہاتھ کی درمیانی دو انگلیوں سے اس کا ماتھا چھوا تو حریم بدک کر دو فٹ پیچھے ہوئی۔ جائش کے ماتھے پر بہت بے اختیار بلوں کا جال بچھ گیا تھا۔ جائش کو اس کے تاثرات سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگنے کو پر تول رہی ہے۔ وہ تو جائش ہی اس کے سامنے پھیل کر کھڑا تھا کہ وہ ابھی تک بھاگ نہیں پائی تھی۔۔

حریم،،ریلکیس،،،کچھ نہیں کہہ رہا،،

جائش نے اسے تسلی دینا چاہی۔ مگر وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے واس کے پہلو سے آخر نکلنے لگی۔ جب اتنی ہی تیزی سے جائش نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔

اگر یہاں رکنا چاہتی ہو تو رک جاؤ،، میں اندر چلا جاتا ہوں،،،

جائش نے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا۔

نہیں،،، مجھے یہاں نہیں رکنا ہے،،،

وہ درشتگی سے کہتی اسے بالا ہی بالا بہت کچھ باور کرواتی وہاں سے جا چکی تھی۔ جائش کے چہرے پر ایک سایہ سالہرایا تھا۔ وہ کافی دیر وہ سرخ لہراتا آنچل نگاہوں سے اوجھل ہونے تک دیکھے گیا۔

حریم بھاگ کر تیزی سے اندر آئی تھی۔ اور اگلا سانس وہیں پر آکر سہی طرح بھرا، وہ کمرا جو فی الحال اسے اس دیو سے بچنے کے لیے اپنے لیے جائے پناہ لگا۔۔ دروازے پر کھڑے ہو لمبے لمبے

سانس بھر کر وہ کمرے میں داخل ہوئی تو حیرت و استعجاب اور صدمے سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ اندر داخل ہوئی تو ایک اور امتحان اس کا منتظر تھا۔

بیڈ پر اس کے لیے کپڑوں کے پیکٹس کا ڈھیر پڑا تھا۔ جیولری کے ڈبے، آٹھ دس جوتوں کے ڈبے، میک اپ کا سامان، کچھ اور ضروری سامان۔ اور اس سب سارے سامان کو امتیاز بری احتیاط سے ان پیک کر کے ڈریسنگ میں انتہائی نفاست اور ترتیب سے رکھ رہی تھی۔ وہ یہ سب ڈرامے بازی دیکھ کر تنگ آگئی تھی۔ اکتا گئی تھی پوری طرح بیزار ہو چکی تھی۔ جانے اس نے اس بے اعتبار آدمی میں اعتبار کر کے اسے اپنا آپ سونپ دیا تھا جس نے کہا تھا کہ دو دن کے بعد وہ اسے اس کے گھر پہنچا دے گا۔ مگر اب دھوکے دہی کے یہ مناظر دیکھ کر وہ غم و غصے سے پوری طرح اپنے آپے سے باہر ہوئی امتیاز کی جانب لپکی تھی۔

اتنی دیر میں جائش بھی کچی ڈور سے بندھا اس کے پیچھے ہی کمرے کے دروازے تک چلا آیا تھا۔

یہ سب کیا تماشہ ہے آخر،؟؟ یہ سب کیا ہے،،؟؟؟ حریم لپک کر امتیاز کے سر پر پہنچی تھی اور ہینگر میں ہینگ کیا سوٹ اس کے ہاتھ سے چھین کر زمین پر پٹخا۔ وہ سمجھی اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

کیا ہوا بی بی جی،، مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی،،، معاف کر دیں،،، آپ پریشان مت ہوں آپ جیسے کہیں گی میں ویسے ہی آپ کا سامان رکھ دوں گی،،،

وہ گھبرائے ہوئے انداز میں بولی۔ مگر اپنے الفاظ سے حریم کو پھر سے سر تا پا جلھسا گئی۔

کس نے کہا یہ میرا سامان ہے،،،، ؟؟؟ حریم نے کہتے بیڈ پر پڑے پیکٹ جھٹکے سے زمین بوس کیے "یہاں کا کچھ بھی میرا نہیں ہے،،، کہتے اس نے جوتوں کے ڈبوں کو ٹھوکر ماری۔۔ "نہیں ہے یہ میرا سامان سنا تم نے،،، میں کل کو جا رہی ہوں یہاں سے ہمیشہ کے لیے،،، نہیں ہے یہ میرا سامان،،، وہ ہزیانی ہو کر چلائی۔ اتنی دیر میں جائش کمرے میں داخل ہو گیا اور کمر پر ہاتھ باندھ کر سنجیدگی اور دکھ سے اسے دیکھے گیا۔ وہ اب جیولری کو باکس کو زمین پر بے دردی سے پھینک رہی تھی۔ امتیاز کے سامنے اس تماشے کی وجہ سے جائش سنجیدگی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔ اسے بازو سے کھینچ کر سامان سے پیچھے ہٹایا۔ وہ سسک سسک کر رو دی۔

حریم،،، بیہیو یور سیلف،،،، جائش نے سنجیدگی سے اسے ٹوکا۔

چھوڑیں مجھے،،، میں اس پورے سامان کو آگ لگا دوں گی،،، وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی تبھی اس کی گرفت میں بن آب مچھلی کی طرح پھڑ پھڑائی۔ اپنا آپ چھڑا کر میک اپ کا سامان

زمین بوس کرڈالا۔اب کی بار جائش کی بھی برداشت جواب دے چکی تھی تبھی وہ اس کی جانب لپکا۔اس کے دونوں بازو تھام کر جائش نے اسے اپنے جانب کھینچا۔وہ کٹ ڈال کی طرح اس کے کشادہ سینے سے آلگی۔جائش نے اس کی کمر کے گرد بازوؤں کا سخت بھرا گھیرا تنگ ترین کیا۔

تمھیں شاید میری بات سمجھ نہیں آرہی سردارنی کہ میں کیا کہہ رہاہوں تم سے،،،،

جائش کے لب ولہجے میں واضح تنبیہہ تھی سرخ سنجیدہ نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ حریم امتیاز کے سامنے کی گئی اس پاگل آدمی کی اس درجہ بے باکی کے شاندار مظاہرے پر حواسوں میں لوٹی تھی اس لیے دم سادھ گئی۔

چھ،،، چھوڑیں مجھے،،، کمزور سالہجہ تھاوہ جیسے شرم وحیاء سے زمین میں گڑھ گئی اس کے بازوؤں میں کسمسائی۔

امتیاز جاؤ یہاں سے،،،اور جاتے وقت دروازالاک کر جانا،،،

جائش کے اسی سرد لب ولہجے میں کہنے کی دیر تھی حریم کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔امتیاز جو سر جھکائے کھڑی تھی فورا حکم کی تکمیل کرتی کمرے کو لاک لگا کر کمرے سے باہر جاچکی تھی۔

چھوڑیں مجھے،،، حریم اب بھی طیش واشتعال میں اس کی گرفت میں مچلی۔

واٹس رونگ ودیو حریم،،، یہ کچھ سامان ہی تو ہے جو تمھاری ضرورت کا ہے،،، اس میں اتنا احتجاج کرنے کی کیا ضرورت تھی آخر،، جائش نے اب بھی بے تاثر لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے آپ سے،، یہ سامان بھی نہیں،، کچھ بھی نہیں،، آپ نے مجھے کہا تھا کہ کل آپ مجھے میرے گھر جانے دیں گے،، اور،،،

"تمھارا گھر ؟؟؟ جائش نے اس کی بات بیچ میں اچک لی۔ وہ اس کی بانہوں میں جتنا مچل رہی تھی وہ اتنا ہی پر سکون ہو کر کھڑا اس کے من موہنے سراپے میں خود کو الجھتا محسوس کر رہا تھا۔" شادی کے بعد لڑکی کا کونسا گھر ہوتا ہے حریم جائش جہانگیر،،، اب تمھارا گھر کونسا ہے،،، ؟؟ تم کس کی ہو،،، ؟؟

گھمبیر لہجے میں کہتے اس نے حریم کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔ حریم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ مگر اس سے متضاد ادھر جائش اس کی حالت سے بلکل بے خبر اس کی آنکھوں میں ڈوب جانا چاہتا تھا۔

کونسی شادی،،،؟؟؟ کیسی شادی،،،؟؟؟ حریم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے ایک قدم دور دھکیلا۔

"نہیں مانتی میں اس دھوکے کی شادی کو،،،اس کاغذ کے ٹکڑے کی اوقات میری نظر میں ایک ردی کے کاغذ کے ٹکڑے جتنی بھی نہیں ہے سمجھے آپ،،،

وہ چیخ کر بولی تھی۔ مگر جائش کو اپنے الفاظ سے سر تا پیر تک جھلسا گئی تھی۔اس کے دل و دماغ کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔سینے میں پاگل ہوتے دل کو جیسے کسی نے اپنے پیر تلے کچلا تھا۔وہ اچانک اس کے قریب آیا تھا۔اسے اپنی شدت بھری گرفت میں لے کر کمر کے گرد پھر سے بازو حمائل کیے۔ حریم نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں کہ ایک مرتبہ پھر وہ اس کی وحشت اور شدت بھری گرفت میں بری طرح پھنس چکی تھی۔ جائش کی سانسوں کی حدت بھری تپش نے جیسے حریم کا چہرہ جھلسایا۔ جائش نے اس کی لرزتی پلکوں اور کپکپاتے لبوں کو غور سے دیکھا۔

"مسز سردار جائش جہانگیر،، جانتی ہو میرے نزدیک اس رشتے کی کیا اہمیّت ہے تو سنو،، مجھے لگتا ہے تم صرف میرے لیے بنائی گئی ہو،، صرف میری ہو،،، یہ نصیب کے کھیل تھے جب تم خود بخود مجھ تک پہنچا دی گئیں،،، میرے نصیب میں لکھ دی گئیں،، اب میری عزت ہو تم،، میرے

وجود کا حصہ،، جسے خود سے کاٹ کر دور نہیں پھینک سکتا،، چاہ کر بھی نہیں،، کہ اب ان سانسوں کو مطلوب ہو تم،،، اس روح کی ضرورت بن گئی ہو،، ان آنکھوں کو دیدار کے لیے ہر وقت اپنے پاس چاہیے ہو،،،

جائش کی دھیمے سروں میں کی گئی گھمبیر تا سے بھرپور سرگوشیوں سے اس کا پورا وجود لرزنے لگا تھا۔۔ مگر وہ پھر بھی بولے گیا۔ مگر ساتھ ساتھ اب منہ زور جزبوں سے چور ہو کر اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے تشنہ لبوں سے چھونے لگا۔

حریم،،، تم سمجھ رہی ہو ناں،، میں کیا کہنا چاہتا ہوں تم سے،،،

جائش نے اپنے ہونٹوں سے اس کی گداز گال کو چھو کر پوچھا۔ حریم کو لگا اس کے جسم سے جان نکل جائے گی۔

"آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ دو دن کہ بعد مجھے جانے دیں گے،،،

وہ بول کر سسک پڑی۔ جائش نے بے خودی کے عالم میں وہ آنسو اپنے لبوں سے چنے۔ حریم اپنی جگہ پر اپنا سانس تک روک گئی۔ کہ اس کی جسارتوں بڑھنے لگیں تھیں۔

دور ہٹیں،،، سینے میں پسلیوں سے سر ٹکراتے پاگل ہوتے دل سے تنگ آکر وہ بول گئی۔ مگر وہ تو جیسے اس کے نرم و نازک ملائم وجود کو بانہوں میں بھر کر دنیا بھلا بیٹھا تھا۔

"حریم،، جائش نے بھاری بوجھل لہجے میں اسے پکارا تو حریم کی روح کانپ گئی تھی۔۔ وہ اب اس کی جسارتوں کی تاب نا لاتی اپنی پوری طاقت لگا کر اسے دور کرتی بہت تیزی سے ڈریسنگ روم میں داخل ہو کر بند ہوئی تھی۔ جائش نے دھواں دھواں چہرہ لیے اپنے لب بری طرح کچلے۔ کاش یہ سب اتنا ہی آسان ہوتا جتنا اس نے فرض کر لیا تھا۔

دوسری جانب وہ ڈریسنگ کے دروازے سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی حالت سدھارنے کی کوششوں میں ہلکان ہوتی رہی۔ وہ کبھی اس شخص کی قربت خود سے سہنے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اب بھی وہ اپنا چہرہ اور گردن انگارے کی طرح دہکتے ہوئے اس لمس کی خوشبو کی صورت اپنے بدن میں سرایت کرتی بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ اسے اس زندان سے نکلنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آ رہی تھی کہ وہ تو اپنے قول سے ہی مکر چکا تھا تبھی بے بسی اور غم سے نڈھال ہو کر وہ پھر بلک بلک کر رو دی۔

وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا اپنی پلیٹ پر جھکا غائب دماغی کے عالم میں بریانی سے جیسے ہاکی کھیل رہا تھا۔ ابھی ابھی ہاسپٹل سے واپس آیا تھا۔ ضروری کام نمٹاتے رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ گھر آ کر پتا چلا وہ اب تک ڈریسنگ میں خود کو بند کیے ہوئے ہے۔ اس نے بارہا امتیاز کو حریم کو ڈنر کے لیے بلانے بھیجا تھا۔ مگر وہ ڈریسنگ روم سے باہر نکلنے کو تیار نہیں ہوئی اور امتیاز کو بری طرح جھڑک کر واپس بھیج دیا۔

"امتیاز ایک مرتبہ پھر کوشش کرو،،،

سرد و سپاٹ لہجے میں دیئے گئے حکم پر امتیاز خاموشی سے اسے بلانے گئی۔ اس نے کمرے میں آ کر اسے بارہا آوازیں دیں مگر اب کی بار اس نے جواب دینے کی بھی توفیق نہیں کی تھی۔ وہ منہ لٹکا کر واپس آ گئی۔ اور جائش کے سامنے آ کر نفی میں سر ہلا دیا۔ جائش نے بھی چند نوالے زہر مار کر کے اپنا ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا تھا۔

سردارنی کا کھانا ایک پلیٹ میں نکال دو،،، جائش کے کہنے پر امتیاز نے ایک ٹرے تیار کر کے اسے تھمائی۔ جائش کھانے کی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوا۔ ٹرے ٹیبل پر رکھی اور کمرے کا دروازا لاک کیا۔ وہ سنجیدگی سے ڈریسنگ کے دروازے تک آیا تھا۔

حریم،،،اس نے پکارا۔

میں جانتا ہوں تم سن رہی ہو حریم فوراً سے پہلے باہر آ کر کھانا کھاؤ،، میڈیسن لو اور خاموشی سے لیٹ جاؤ تو تنگ نہیں کروں گا،،،

جائش نے بول کر اس کے جواب کا انتظار کیا مگر وہی خاموشی ہی رہی۔

"اوکے رائٹ،،، میں اپنے ڈرار سے اس کی ڈوبلیکیٹ چابی لا رہا ہوں،، حریم اگر یہ دروازا آج میں نے کھولا تو یاد رکھنا آج کی ساری رات تمھیں اپنی اس چھوٹی سی غلطی پر پچھتانا پڑے گا،،،

جائش نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا وہ خاموش ہوا اور اس سے اگلے ہی پل کلک کی آواز پر دروازا کھلتا چلا گیا۔ جائش کی نگاہیں پھر سے اس کے سوگوار سرخ روئے ہوئے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

باہر آ کر کھانا کھاؤ،،،

مجھے بھوک نہیں ہے،،،وہ چیخ کر بولی۔

پھر بھی کچھ نا کچھ کھانا پڑے گا،، میڈیسن لینی ہے،،،

مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے،،،وہ بھوکی شیرنی بنی غرائی۔

دراصل تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو حریم اور میری سختی تمھاری یہ چھوٹی سی جان برداشت نہیں کر پائے گی،،،،

جائش کے ماتھے کے بلوں اور لہجے کے سرد پن نے حریم کو پھر بے جان کیا۔وہ چپ چاپ صوفے کی جانب بڑھ گئی۔جائش بیڈ پر بیٹھ کر بظاہر موبائل میں مصروف ہو گیا۔حریم چند نوالے ہی حلق سے نیچے اتار پائی تھی۔کھانا کھا کر اس نے اٹھ کر میڈیسن لی۔وہ نا دیکھ کر بھی اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔میڈیسن لے کر اس نے بیڈ سے ہی اے سی کمبل اٹھایا اور جا کر تھری سیٹر صوفے پر لیٹ کر سر تا پیر اس سنگل کمبل میں لپیٹ گئی۔جائش کے سینے میں ایک الاؤ سے بھڑک گیا جیسے۔مگر وہ پھر بھی بیڈ پر لیٹ کر اپنی آنکھوں پر اپنا بازو رکھ گیا۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا۔ جب جائش سینے میں جلتے بھانبھڑ سے بے زار ہو کر بیڈ سے اٹھا بیٹھا۔ جزبوں کا ایک شورش دل میں طوفان مچانے لگا۔ وہ اپنی کیفیت سے پوری طرح بے بسی محسوس کرنے لگا۔۔ ایک نظر صوفے کی جانب دیکھا۔ وہ بیڈ سے اٹھا اور بغیر آواز پیدا کیے بغیر آہٹ کے وہ حریم تک پہنچا اور اسے نرمی سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ اسی نرمی سے اسے بیڈ پر لٹا کر اپنے اور اس کے اوپر کمفرٹر درست کیا۔ کچھ غیر معمولی سا احساس ہونے پر حریم کی آنکھ کھلی تو پتہ چلا وہ اس پر پوری طرح سے قابض ہے۔ حریم خوف و دہشت کے مارے کچھ بول تک نا پائی۔ اور اس کے ہر ستم پر اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔ حریم کی بند آنکھوں سے آنسو ٹپک کر تکیے میں جذب ہونے لگے۔ جائش اس کے کان کے قریب آہستگی سے جھکا تھا۔

وہ اس کے اتنا قریب چلا آیا تھا کہ اس کی نازک دھڑکنیں اسے اپنے سینے میں دھڑکتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اب جبکہ پوری طرح اس سردار کی ہو ہی چکی ہو تو یہ گریز کس لئے جانم" جائش کا مخمور لہجہ نے اس کی سانس مزید اس پر تنگ کی تھی۔

حریم،،،آئی لو یو سو مچ،،،بہت محبت کرنے لگا ہوں تم سے،،، تمھارے بغیر ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتا میں،،،

وہ اس کے کان کے قریب جھک کر اس کے کانوں سر گوشی کرتا ہوا گویا ہوا۔ حریم کے جسم سے اس کی روح نکلنے لگی۔ وہ جانتی یہ شخص انتہائی بے باک اور بے رحم ہے اور اس کی گرفت سے بچ پانا مشکل ترین امر۔۔ جائش نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ وہ جو اس کے لیے محسوس کرتا تھا اسے اظہار کرتے وقت اپنے الفاظ ناکافی محسوس ہوئے۔

حریم،،، تم میری ہو،،،

جائش نے اس کے کان میں رس گھولا۔ وہ اس کی جانب سے اپنا رخ دوسری جانب موڑ گئی۔ تو جائش کے دل کو کچھ ہوا۔ اس نے شہادت کی انگلی سے اس کی چن تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

ایسے مت کرو حریم،،، میرے ادھورے وجود کو مکمل کیا ہے تم نے،،، تم ہو تو اب سردار جائش جہانگیر کا وجود ہے،، پلیز مجھے چھوڑ کر کہیں مت جانا،،

اس کی گال کو چومتے جائش نے اس کے کان میں ایک گزارش کی۔ حریم کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔ جو وہ اپنے لبوں سے چنتے گیا۔

جائش نے پر سکون ہو کر اپنی آنکھیں موند لیں۔اس کی قربت بھی جیسے ایک نشے کی مانند تھی جو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ جائش اس کے وجود میں گم ہوتا چلا گیا۔

وہ اس کے پہلو میں بیڈ پر بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اب بری طرح سسک رہی تھی۔ جائش بھی اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھا تو وہ اپنے آپ میں سمٹنے لگی۔

حریم،، میں تمھیں تمھارے پیرینٹس سے ملا دوں گا،، مگر اس شرط پر کہ تم ان کے ساتھ جانے کی ضد نہیں کرو گی،،، تمھیں اب یہیں رہنا ہے میرے پاس،،، یہ تمھارا گھر ہے،، اگر منظور ہے تو بتاؤ،،

وہ بول کر خاموش ہو گیا۔ مگر وہ اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اپنا بکھرا وجود کو سمیٹتی اٹھ کر ڈریسنگ روم میں غائب ہو گئی۔

وہ ہاسپٹل سے سیدھا زمینوں پر گیا تھا اور اب شام کے وقت زمینوں سے واپس حویلی لوٹا تھا۔وہ تھک چکا تھا تبھی آکر لاؤنج میں صوفے پر آ بیٹھا۔

امتیاز،،،،،جائش نے اسے پکارا۔

جی سردار جی،،،وہ اپنے دوپٹے سے گیلے ہاتھ پونچھتی لاونج میں داخل ہوئی۔

حریم نے کھانا کھایا،،،؟؟؟

نہیں سردار جی،،،

کمرے سے باہر نکلی،،،؟؟؟

جی نہیں،،

کچھ کہا تم سے،،،؟؟؟؟

نہیں سردار جی،،،،آج صبح سے بی بی جی کمرے سے باہر نکلی ہی نہیں،، گم صم سی ہیں،،،دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا،،،اور مجھ سے بھی بات نہیں کر رہی ہیں،،

امتیاز نے کہا تو اسے مزید پریشانی ہوئی۔

اچھا تم جاؤ،،،۔ جائش نے کہتے اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔ آج صبح جب وہ سو کر اٹھا تھا تو وہ تب بھی اس کے پہلو میں موجود نہیں تھی۔ وہ صوفے پر نیم دراز تھی۔ جائش جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے مگر اس نے اسے چھیڑ نا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ وہ صبح سے یونہی گم صم سی تھی۔ جائش منتظر ہی رہا کہ وہ وہ بتائے کہ اس نے کیا فیصلہ کیا۔ مگر حریم اس سے ہمکلام پی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اسے مخاطب کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر اس نے ڈھنگ سے جواب نہیں دیا۔ اور اب اسے اس کی اس حالت اور اس کے بیہیو سے شدید قسم کی تشویش لاحق ہو چکی تھی۔

سردار جی،،،، وہ اپنا دکھتا ہوا ماتھا سہلا رہا تھا جب رفیق نے اسے پکارا۔

ہمممم،،،،

آپ پریشان لگ رہے ہیں صبح سے،،،اتنا پریشان آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا،،

رفیق نے اپنے مالک کی سرخ آنکھیں دیکھیں۔

کیا کروں رفیق مجھے کسی بھی صورت سکون نہیں مل رہا،،، میں جانتا ہوں میں اس کے ساتھ ٹھیک نہیں کر رہا،،، بتاؤ، مجھ میں اور میری بہن کے مجرم اس درندے میں کیا فرق ہے،،؟؟؟ اس نے بھی ایک زندگی برباد کی اور میں نے بھی کر دی ہے،، یہ میری کم ظرفی اور خود غرضی ہے کہ میں اسے سچائی نہیں بتا رہا،،، وہ مجھے خود سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی ہے،، اسی لئے اسے آزادی کا پروانہ نہیں دینا چاہتا،، یہ گلٹ مجھے بے چین رکھتا ہے کہ میں نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا،، میری وجہ سے وہ ٹوٹ کر بکھر چکی ہے،،، اس کی شخصیت اس کا تشخص بری طرح مجروح ہوا ہے،، اگر اسے سچائی بتا دی تو اس کے رد عمل سے ڈرتا ہوں،، اگر اسے اس کے ماں باپ کے پاس جانے دوں تو کیا وہ لوٹ کر میرے پاس آئے گی،،؟؟؟ جانتا ہوں کبھی نہیں،، اسی لئے اسے اب کھونے سے ڈرتا ہوں،، میں اپنے کیے کا مداوا کرنا چاہتا ہوں مگر اس کے دور جانے کے خیال سے ہی سینے میں سانس الجھنے لگتی ہے،،، اسے زبردستی قریب رکھ نہیں سکتا اور واپس بھیج کر کھونا بھی نہیں چاہتا،، بتاؤ رفیق کروں تو کیا کروں آخر،،،؟؟؟

جائش کا لہجہ مایوس کن حد تک دکھی تھا۔ وہ اب جس سے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگا تھا اسے اندر ہی اندر یوں گھلتا دیکھ کر خود بھی انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔

بی بی جی کو اور ان کے ماں باپ کو تمام سچائی بتا کر ان کے ان کے ماں باپ سے ملا دیں سردار جی،،،

رفیق نے کہا تو جائش نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا۔اس کے منہ سے اپنے من پسند الفاظ جو نہیں سن پایا تھا۔

"ہم نے انھیں ایک خط بھیجا کہ شاید انھیں تسلی ہو جائے سردار جی،،، مگر یہ ہماری خام خیالی ہے،، میجھے میرے آدمیوں سے پتہ چلا بی بی جی کی والدہ بی پی کی مریضہ ہیں،،ان کے سامنے ان کے باپ اور بھائی نے یہ ظاہر کیا کہ انھیں تسلی ہو گئی ہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اب بھی پاگلوں کی طرح بی بی جی کو ڈھونڈ رہے ہیں،،روز پولیس اسٹیشن کے کئی کئی چکر لگاتے ہیں،،جہاں سے انھیں بی بی جی کے متعلق انتہائی گندے جملے سننے کو ملتے ہیں،،،ان کی والدہ بھی دن با دن اور زیادہ بیمار ہوتی جا رہی ہیں،،اس سے پہلے کہ آپ کی وجہ سے مزید کچھ برا ہو جائے،،آپ انھیں ان کے گھر والوں سے ملا دیں،،،

رفیق نے جائش پر مزید زمین تنگ کی۔

رفیق میں اسے کھونے سے ڈرتا ہوں،،،وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتا اپنی بے بسی بیان کر گیا۔

جیسی بی بی جی کی حالت ہے انھیں کچھ ہونا جائے سردار جی،،،انھیں ان کے ماں باپ کے پاس جانے دیں،، پھر ان کے ماں باپ کو اور انھیں منانے کی اور راضی کرنے کی کوشش کیجئے گا،،،وہ اپنے ماں باپ کی رضامندی سے آپ کے پاس آئیں گی تب ہی خوش رہ پائیں گی،،،

رفیق نے سادگی سے اسے اس کے تمام مسائل کے حل بتائے۔جائز نے پر سوچ انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔اور ایک سرد سی سانس کھینچ کر آنکھیں موند کر صوفے کی پشت سے سر ٹکالیا۔

وہ شکست خوردہ سا سرخ آنکھیں لیے حویلی میں داخل ہوا تھا۔آج اپنی قیمتی متاع جو کھونے کے خوف نے اسے بیقرار اور بے جان سا کر دیا تھا۔دھیمے قدموں سے چلتا اپنے کمرے کی جانب آیا۔

آج پورا ہفتہ گزر چکا تھا جائش کے حریم کا بے تحاشا خیال رکھنے کے باجود حریم کو یونہی پتھر کا بت بنے۔وہ یونہی گم صم سی رہتی تھی۔نا کسی بات پر احتجاج کرتی،نا چیختی نا چلاتی نا کوئی بات کرتی۔ کھانا بھی برائے نام کھاتی۔بس وہ جو چند نوالے جو جائش اس کے منہ میں ڈال دیا کرتا تھا۔وہ دن بدن کسی پھول کی مانند مرجھا رہی تھی۔اندر اندر ٹوٹ کر کھوکھلی ہو رہی تھی۔ساری ساری

رات جاگ کر گزار دیتی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے پڑنے لگے۔اس کی صحت تیزی سے گر رہی تھی۔اور جائش کو سب کچھ منظور تھا اب سوائے اس کے کہ وہ اسے یوں گھل کر ختم ہوتے ہوئے دیکھتا تبھی آج سردار جائش جہانگیر نے اپنے دل کو پیروں تلے کچل کر ایک فیصلہ لیا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا کمرے میں داخل ہوا۔ وہ حسبِ توقع بیڈ پر گھٹنوں کے گرد بازو فولڈ کیے بیٹھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ پہلی دو مرتبہ کے بعد تو جائش نے اسے اس کی مرضی کے خلاف چھونے کی گستاخی بھی نہیں کی تھی وہ پھر بھی سنبھل نہیں پا رہی تھی۔ وہ یونہی دھواں دھواں چہرہ لیے دھیمے قدم اٹھاتا ڈریسنگ تک گیا اور ایک سرخ رنگ کا شوخ لباس اس کے لیے نکالا۔ سرخ رنگ پر ہلکا گولڈن کام۔ نفیس سی پیروں تلک فراک تھی۔ میچنگ جیولری اور میچنگ سینڈل بھی نکال کر ساری چیزیں بیڈ پر رکھیں۔ وہ اب اس کی جانب متوجہ ہو کر اس کے قریب آیا تھا۔ جو جائش کے کمرے مٹانے سے لے کر اس ساری کاروائی کے سرانجام دینے تک اس کی جانب متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ جائش نے اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

حریم،،،، جائش کی پکار میں آج تڑپ تھی۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے اسے غائب دماغی سے دیکھا۔

"اٹھو اور یہ جو میں نے تمھارے لیے ڈریس نکالا ہے اسے فریش ہو کر چینج کر کے آؤ،،،،

جائش نے کہا وہ کسی روبوٹ کی مانند چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھی۔اور ڈریس لے کر واش روم چلی گئی۔شدت ضبط کی انتہا سے جائش نے اپنے لب بری طرح کچلے اور اپنی مٹھیاں زور سے بند کیں۔زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا وہ دس منٹ میں فریش ہو کر وہ سرخ لباس زیب تن کیے واش روم سے باہر نکل آئی۔گیلے بالوں کو ٹاول لپیٹ کر سر پر جوڑا سا بنایا ہوا تھا۔وہ واش روم سے باہر نکل کر ڈریسنگ کے پاس ہاتھ باندھ کر خاموشی سے کھڑی ہو گئی جیسے اس کے اگلے حکم کی منتظر ہو۔جائش کا دل کیا اس پتھر کی مورت کو آج جھنجھوڑ کر رکھ دے مگر وہ ضبط کرتا اس تک آیا۔اور اسے بازوؤں سے تھام کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑا کر دیا۔وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔جائش نے آگے بڑھ کر جیولری کا باکس اٹھایا اور گولڈ کی خوبصورت نفیس سی جیولری مخملی باکس میں سے نکال لی۔باکس سے نفیس سا نیکلس نکال کر وہ اب اس کے ٹھیک پیچھے بے حد قریب آ کر کھڑا ہوا کہ جائش کی سانسوں کی تپش حریم کو اپنی پچھلی گردن پر محسوس ہوئی۔مگر وہ اب بھی بے تاثر چہرہ لیے نگاہیں جھکا کر کھڑی رہی۔جائش نے اس کی شفاف گردن میں نرمی سی نیکلس پہنایا۔نیکلس کی ہک بند کرتے جائش نے اپنے سلگتے لب اس کی گردن پر رکھے۔مگر مجال ہے جو اس پتھر کی مورت میں کوئی ہلچل ہوئی ہو۔۔اب جائش نے جان بوجھ کر اس باکس سے چھوٹے چھوٹے جھمکے نکال کر اس کے کانوں میں پہنائے۔۔اسے اپنی بانہوں کے حصار میں بھر کر اب اپنے سلگتے لبوں سے اس کی دونوں کان کی لو کو چوما۔اس سلگتے لمس کے احساس نے حریم کی

سانس سینے میں اٹکا دی۔ چہرہ خوف سے سفید پڑنے لگا۔ مگر وہ ہنوز ڈھیٹ بنی خاموشی سے کھڑی رہی۔ جائز نے اس کے بالوں سے نرمی سے ٹاول الگ کیا۔ لمبے سیاہ گھنے شیمپو کی بھینی خوشبو سے معطر بالوں کی آبشار کمر پر بکھر گئی تو جائش مزید بے چین ہوا۔ جائش نے اسے بانہوں میں بھرا۔ اور اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا۔ وہ اب سختی سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔ جائش اس کے چہرے پر نرم گرم سلگتے لمس چھوڑنے لگا۔ اس نے اب بھی کوئی رد عمل ظاہر نا کیا۔

اب تو تنگ آ کر جائش نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا۔ اسے بیڈ پر لٹا کر اس پر کسی سائے کی طرح چھا گیا۔ حریم نے اب بھی اپنے منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ جائش نے اس کی شہہ رگ پر اپنے لب رکھے۔ اس کے بعد اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں بڑھنے لگیں۔ شدت اختیار کرنے لگیں۔ مگر وہ کسی بے جان چیز کی طرح بیڈ پر اس مردہ وجود کی طرح لیٹی رہی نا جس کے جزبات ہوتے ہیں نا احساسات۔ جائش نے اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا جو بے تاثر اور سرد تھیں۔ اور جائش کی برداشت بھی بس اتنی ہی تھی۔ وہ اس کے اوپر سے اٹھا تھا اور ایک زوردار جھٹکے سے اسے بازو سے کھینچ کر بیڈ سے اٹھا کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔

اوکم آن حریم،،، ایسے مت شو کرو جیسے تم کوئی پپیٹ ہو کوئی پتھر کی مورت یا کوئی بے جان گڑیا،، میرا کھلونہ نہیں ہو تم،،، ایسے مت بیہو کرو خدارا،،،

وہ اسے جھنجھوڑ کر دھاڑا تھا۔ حریم نے خوف کے مارے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں اور مٹھیاں بھی زور سے بھینچ لیں تھیں۔

ایسے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ سامنے سے ٹل نہیں جائے گا،،، مجھے معلوم ہے یہاں آنے سے پہلے تم بہت بریو تھیں،، تو پھر کیوں چپ چاپ میرا کہا مان رہی ہو،، احتجاج کرو،، چیخو چلاؤ،، مجھے کوسو،، بددعائیں دو،، مگر ایسے خاموش مت رہو،،

جائش نے اسے پھر جھنجھوڑا مگر اس نے پھر بھی کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔

آنکھیں کھولو اور مجھے دیکھو،،، جائش اس کے کان کے قریب غرایا۔ وہ یونہی اس کے بازوؤں میں ہلکے سے کپکپا ہے گئی۔

میں نے کہا آنکھیں کھولو،،، جائز نے پھر اسے جھنجھوڑا۔ حریم نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس کے چہرے پر اب بھی خوف کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔ جائش نے اسے بازوؤں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔ خود دوزانوں اس کے پیروں میں بیٹھا۔ جائش نے اس کے دونوں سرد ہاتھ اپنے حدت بھرے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام لیے۔ جائش نے اس کی سہمی ہوئی آنکھوں میں جھانکا۔

سنو حریم جاننا چاہو گی میں تمھیں یہاں کیوں لایا،، تم اس زندان میں کیسے پہنچیں،،، صرف اور صرف ایک غلط فہمی کی بھینٹ چڑھی ہو تم،، آج میں تمھیں سچائی بتادیتا ہوں تاکہ میرے دل میں کوئی نقش ملال نا رہے اگر سننے کی ہمت تو سنو،،، میری بہن انابیہ کو کسی درندے نے دھوکے سے برباد کردیا،، میں اس کی بہن کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا،، اس دن پارلر میں دو حریم تھیں،، ایک اس کی بہن ایک تم،،، اور میرے آدمی غلطی سے تمھیں میرے پاس لے آئے،،،

وہ بولے گیا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے اپنے ہر جرم کا اعتراف کرتے سنے گئی۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ کوئی اتنا خود غرض کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنا ظالم اتنا سفاک کہ محض اپنی غرض کی خاطر یوں اس پر اس کی زندگی تنگ کر دیتا۔ جائش بولے گیا جب اچانک حریم نے اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ یوں چھڑائے جیسے وہ کوئی عفریت ہو۔

حریم،،،؟؟ جائش نے بے بسی سے اسے پکارا۔

خبردار اپنی گندی زبان سے آپ نے میرا نام لیا،،،؟؟ وہ چلائی۔

حریم پلیز،،، جائش نے اس کے بازو تھامنے چاہے۔

خبر دار اپنے غلیظ ہاتھوں سے مجھے چھوا،،، وہ بھوکی شیرنی بنی غرائی تھی۔ آج ایک ہفتے کے بعد اس کی چپ ٹوٹی تھی تو وہ آندھی طوفان بن کر اب سب کچھ تباہی برباد کر دینے کے درپے تھی۔

حریم،، میری بات سنو،،،،

نہیں،،، کچھ نہیں سنوں گی میں،، نفرت ہے مجھے آپ سے،، آپ کے وجود سے،،، آپ کی شکل سے،، آپ کے ہر لمس سے،، اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اپنے اس وجود کو کب کا زندہ جلا دیتی جسے آپ نے تختہ مشق بنائے رکھا،، جس پر مجھے آپ کا لمس محسوس ہو کر مجھے کراہیت سے دوچار کرتا ہے،،، مجھے گھن آتی ہے خود سے،،،

وہ اب پھر پورے کمرے کا حشر بگاڑتی بلک بلک کر رو رہی تھی۔ جائش چاہتا تھا وہ اپنا دل کا غبار نکال باہر کرے تبھی خاموشی سے کھڑا اپنے لب کچلے گیا۔ وہ اب صوفے پر ڈھے سی گئی تھی اور چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تبھی دروازے پر ہلکی دستک ہوئی تھی۔

یس کم ان،،، جائش نے اجازت دی تب رفیق نے دھیمے سے دروازا کھولا۔

"سردار جی بی بی جی کے گھر والے آئے ہیں،،ڈرائینگ روم میں بٹھایا ہے،،،رفیق کے کہنے کی دیر تھی جب وہ کانپتی ٹانگوں سے بے یقینی سے رفیق کو دیکھتے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

حریم،،،جائش کی آواز میں التجا تھی۔ مگر اس نے سنا نہیں۔وہ ہر بندھن توڑ کر رفیق کو پیچھے کی جانب دھکا دے کر باہر بھاگی تھی۔

حریم سنبھل کر،،،وہ اس کے پیچھے بھاگتا اسے اندھادھند سیڑھیاں اترتے دیکھ تڑپ کر بولا تھا۔

مما،،،بابا،،،،وہ حلق کے بل چلائی۔

سلمیٰ بیگم،یوسف اور عماد اس بڑی سے حویلی میں بے چینی سے داخل ہوئے تھے۔آج صبح ہی وہ ایک جواں سالہ شاندار سا شخص ان کے گھر آیا تھا۔ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے سردار جائش جہانگیر نے انھیں تمام حقیقت بتادی تھی۔تب عماد اس سے دست درازی کرنے لگا مگر یوسف صاحب نے اسے روک دیا۔وہ انھیں تمام سچائی بتا کر اپنی حویلی کا پتا دے کر آیا تھا اور اب وہ لوگ حویلی میں تھے۔رفیق نے انھیں انتہائی احترام سے ڈرائنگ روم میں بٹھایا تھا۔ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی انھیں بیٹھے ہوئے جب اپنی نازک سی گڑیا کی بیقرار آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

حریم،،، سلمی بیگم بیقرار ہوئیں۔تب وہ پورے ایک ہفتے بعد ان کے سینے میں آکر سمائی تھی۔ یوسف صاحب، سلمیٰ بیگم اور عماد اس کی حالت دیکھ کر صدمے سے دوچار ہوئے تھے۔ یہ ان کی وہ نازک سی گڑیا تو نہیں تھی۔ یہ تو مرجھائی ہوئی سوگوار سی لڑکی کوئی اور ہی تھی۔ حریم سلمیٰ بیگم اور یوسف صاحب کے سینے سے لگی بلک بلک کر رو دی تھی۔

حویلی کے درودیوار پر عجیب وحشت طاری تھی۔ ہر چیز جیسے سوگوار سی تھی۔ حریم اور سلمی بیگم کی سسکیاں پوری حویلی میں گونج رہی تھیں۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ عماد بھی نم آنکھیں لیے حریم کو دیکھے گیا۔

بس کرو میری گڑیا،،اور کتنا روؤ گی،،، یوسف صاحب نے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا۔

جائش سر جھکائے اپنی کمر پر ہاتھ باندھے سنجیدگی سے یہ منظر دیکھے گیا۔ رفیق ٹھیک اس کے سامنے کھڑا تھا۔تب عماد لپک کر اس تک آیا تھا اور جائش کا گریبان اپنے ہاتھوں میں دبوچا۔ یوسف اور رفیق نے انھیں روکنے کی کوشش کی جبکہ سلمی بیگم اور حریم کے لبوں سے چیخیں برآمد ہوئیں۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ ایسا کرنے کی بیغرت، بزدل انسان،، یہ ایسی تو نہیں تھی دیکھو تم نے کیا حالت بنادی ہے اس کی،،، عماد اپنے آپے سے باہر ہونے لگا۔ جائش شرمندہ سا بغیر کسی رد عمل اور مزاحمت کیے یونہی کھڑا رہا۔ جانتا تھا عماد کی جگہ وہ ہوتا تو جانے کیا کر گزرتا۔ بڑی مشکل سے یوسف صاحب نے عماد کو واپس کھینچ کر اسے اس پر ہاتھ اٹھانے سے روکا۔ کہ وہ اب کسی ہنگامہ آرائی کہ یا پھر کسی نقصان کے ہونے کے متحمل ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ یوسف صاحب عماد کو دبوچ کر حریم کے پاس لائے تھے وہ سلمی بیگم کی بازوؤں سے نکل کر عماد کے سینے سے لگی اور ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔

میری گڑیا،، عماد بھی اب بے آواز آنسو بہانے لگا تھا۔

"پلیز،،، خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں آپ لوگ،، میں جانتا ہوں مجھ سے سنگین قسم کی غلطی ہو گئی ہے،،، بلکہ گناہ ہوا ہے مجھ سے،، مگر غلطی بھی تو انسانوں سے ہی ہوتی ہے،، میری بھول سمجھ کر معاف کر دیں مجھے،،،

جائش نے یوسف صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

غلطی،،،مائی فٹ،،، بابا اس غلیظ پاگل آدمی کو کہیں ابھی کے ابھی حریم کو آزاد کرے،،، نہیں تو میں اپنے ہاتھ اس کے گندے خون سے رنگ ڈالوں گا،،،،

عماد دھاڑا تھا۔ سلمیٰ بیگم نے نفرت سے اس آدمی کو دیکھا جس نے ان کی بیٹی کو پوری طرح برباد کر دیا تھا۔

"عماد تحمل سے کام لو،،،، یوسف صاحب نے ٹوکا۔" حریم ادھر آؤ بابا کے پاس،،، یوسف صاحب نے کہتے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

"بابا مجھے لے جائیں یہاں سے،، میں یہاں ایک سیکنڈ بھی رکنا نہیں چاہتی،،، میں مر جاؤں گی بابا،، مجھے گھر جانا ہے،،، حریم نے ہچکیوں کے دوران یوسف صاحب سے کہا۔

"میری بچی کا فیصلہ اچھی طرح سے سن لیا ہو گا تم نے،، تو بہتر یہی ہے کہ تم اسے ابھی کہ ابھی ہمارے سامنے طلاق دے کر آزاد کر دو،، وہ یہاں بلکل نہیں رہنا چاہتی،،، جو بھی تھا تمھاری غلطی تھی یا گناہ،، میری بچی کو آزاد کر کے اس کا ازالہ کرو،،، یوسف صاحب کے سرد و سپاٹ لہجے میں کہے گئے الفاظ نے جائش کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے سر،، حریم اب میری عزت ہے،،، میری بیوی،، اس حویلی کی بہو،، سردار خاندان میں طلاقیں نہیں ہوا کرتیں،،، رشتے نبھائے جاتے ہیں،، میں جانتا ہوں اسے حاصل کرنے کا میرا طریقہ انتہائی گھٹیا اور سفاکیت بھرا تھا،، مگر اب جو بھی یہ میری ملکیت ہے،،، اسے آزاد ہر گز نہیں کروں گا میں،،، یہ میری عزت ہے،، اور مرتے دم تک میرے نام سے منسوب رہے گی،، حریم میری ہے اور میری ہی رہے گی،،،

جائش نے جھکی نگاہوں کے ساتھ مگر بے حد پختہ اور اٹل لہجے میں کہا تو وہاں کھڑے ہر شخص نے دم سادھ لیا۔ حریم پھر سے بے جان ہونے لگی۔

تمھاری ہمت ہے اب بھی یہ سب بکواس کرنے کی،،،

عماد دانت پیس کر اس کی جانب لپکا۔ مگر سلمیٰ بیگم نے اس کا بازو دبوچ لیا۔ وہ دیکھ سکتے تھے اسلحے سے لبریز گارڈز کی فوج،، اس شخص کی شان و شوکت، اس کا رتبہ، اس کی طاقت اسی لئے اس سے الجھنا نہیں چاہتے تھے۔۔

برخوردار شاید تم نے سہی طرح سے سنا نہیں جو ہم نے کہا،، میری بچی یہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں رہنا چاہتی،، تم نے خود کہا کہ تم اپنے کیے کا ازالہ کرنا چاہتے ہو تو ازالہ کرو پھر،، میری بچی کو اچھی کے ابھی آزادی دے کر،،،

یوسف صاحب نے بھی اب انتہائی سرد اور بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔ جائش نے پہلو بدلا۔

"آپ لوگ اس وقت جزباتی ہو رہے ہیں سر،،، سوچ سمجھ کر فیصلہ کیجئے،،،، میں اپنے کیے کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں مگر آپ کی بچی کو ایک ہفتے کی اپنی بیوی بنا کر چھوڑ کر برباد کر کے نہیں،، بلکہ اس کا گھر بسا کر اسے زمانے بھر کی خوشیاں دے کر،، ہوپ سو آپ سمجھ رہے ہوں گے میری بات کو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں آپ سے،،،

جائش نے سنجیدگی سے کہا۔ یوسف صاحب کو چپ لگ گئی۔ مگر حریم کی سسکیاں انھیں نیزے کی انی کی طرح چبھ رہی تھیں۔

امتیاز،،، جائش نے بلند آواز میں اسے آواز دی وہ فوراً سے پہلے وہاں حاضر ہوئی۔

"بی بی جی کو ان کے کمرے ملے جاؤ،،،اتنا روئیں گی تو طبیعت ناخراب ہو جائے،،، جائز نے بے تاثر لہجے میں کہا جبکہ وہاں موجود عماد کو اس کی ڈھٹائی پر غم و غصے سے پاگل ہو گیا۔ تبھی عماد نے لپک کر اس کا گریبان دبو چا تھا۔ سلمی بیگم اور یوسف صاحب نے عماد کو پکڑا مگر وہ کسی شیر کی طرح بپھر چکا تھا۔

"میری بہن اب صرف اور صرف اپنے گھر جائے گی.بیغیرت بزدل انسان،،،اور تم ابھی کہ ابھی اسے آزاد کرو گے،،، عماد چلایا۔

"یہ نہیں ہو سکتا،،، حریم اب میری ملکیت ہے،،،اور یہ مرتے دم تک اس رشتے سے آزاد نہیں ہو سکتی،،،

جائز کا لہجہ اب کی بار سخت تھا۔ مگر وہ ابھی تک تحمل کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ عماد کی دست درازی کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ یوسف صاحب نے ایک جھٹکے سے عماد کے ہاتھوں سے اس کا گریبان چھڑایا۔

"میں کورٹ جاؤں گا،،،اور اپنی بہن کو تم جیسے درندے سے آزادی دلا کر رہوں گا،،،

عماد بھو کے شعر کی مانند پھنکارا۔ مگر اس کی ایک ہی تکرار سے اب جائش کا دماغ بھی غم وغصے سے گھوم چکا تھا۔

"کوشش کر کے دیکھ لو،، ویسے اس شہر کی کورٹ کچہری اپنی جیب میں لے کر پھرتا ہوں،،، ایڑھیاں رگڑنے کے بعد بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا،، میں محبت کرتا ہوں حریم سے اُسے میری ضدمت بناؤ سالے صاحب،،، اور بہتر یہی ہے کہ یوں جذباتی ہونے کی بجائے اپنے بڑوں کو فیصلہ کرنے دو،،،

جائز کا لہجہ اب کی بار قدرے بلند اور رعب دار تھا۔ حریم کی جان حلق میں اٹک گئی۔ آخر یوسف صاحب نے ہی عماد کو سختی سے اشارہ کر کے چپ کروایا۔

"ہم فی الحال اپنی بچی کو لے کر جا رہے ہیں،، سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں گے،، اور ہمیں فی الحال کچھ نہیں کہنا،، ہمیں جانے دو یہاں سے،،،

یوسف صاحب نے دو ٹوک لہجہ اختیار کیا۔

"لیکن سر"

"ارے خدا کا خوف کرو،، فرعون مت بنو،، بے قصور ہوتے ہوئے میری بچی پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے دیئے،،، دیکھو کیا حال بنا دیا ہے میری بچی کا،،، ابھی بھی اسے قید میں رکھنا چاہتے ہو،، خوف کرو خدا کا،، بہن والے ہو تو ڈرو اس کے قہر سے،، بخش دو میری بچی کی جان،، جانے دو ہمیں،،،

سلمی بیگم نے بلک بلک کر روتے اسے کوسا تو جائش کو چپ لگ گئی۔ یوسف صاحب آگے بڑھے اور وہ جو ماں کے آنچل میں دبکی ہوئی تھی حریم کو خود میں چھپا کر باہر کی جانب بڑھے۔

جائش کے جبڑے شدت ضبط سے آپس میں بھینچ گئے مگر اب کی بار وہ کچھ بول نہیں پایا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسے خود سے دور جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

وہ گھر واپس آکر نئے سرے سے بکھر گئی تھی۔ رو رو کر اپنی حالت خراب کر لی۔ بڑی مشکل سے سلمیٰ بیگم نے اسے سنبھالا۔ اور اب وہ بلکل نڈھال یونہی ہچکیاں بھرتے بھرتے سلمی بیگم کی گود

میں گہری نیند سو گئی تھی۔ سب اس کے ارد گرد بیٹھے تھے جب اسما حریم کے لیے جوس کا گلاس لے کر اس کے کمرے میں آئی۔

عماد نے اسے خاموش رہنے کا اشارا کیا تو اس نے جوس کا گلاس چپکے سے ٹیبل پر رکھ دیا۔ عماد یوسف اور اسما کمرے سے باہر نکل گئے۔۔ کافی دیر بعد سلمیٰ بیگم اسے پر کمفرٹر درست کر کے باہر آئیں۔

یوسف صاحب عماد کو دھیمی سرگوشیوں میں کچھ سمجھا رہے تھے۔ سلمی بیگم یوسف کے پاس اکر بیٹھیں۔

"اب کیا کرنا ہے یوسف صاحب،،،؟؟؟اس مصیبت سے کیسے جان چھڑائیں اپنی بچی کی،،،

سلمیٰ بیگم کا لہجہ اب بھی نم تھا۔

"آپ فکر مت کریں بیگم،،،اب جیسا ہماری بچی چاہے گی بلکل ویسا ہی ہو گا،،وہ سب ہونا اور یہ حادثہ اس کے نصیب میں لکھا تھا جس میں میری معصوم بچی کو کوئی قصور نہیں تھا،،، مگر اب

زندگی کے ہر قدم پر ہر مصیبت پر اس کا باپ اس کے ساتھ ہے تو اب آپ کو فکر کی کوئی ضرورت نہیں بیگم،،،

یوسف صاحب نے انھیں دلاسہ دیا۔

کیونکہ عماد کو وہ اس سچویشن کی نزاکت اور ہر اونچ نیچ سمجھا چکے تھے تبھی اب وہ پر سکون اور خاموش تھا۔

آج کی رات سردار جائش جہانگیر کے لیے بے تحاشا بوجھل اور بھاری تھی۔ رات کے بارہ بج چکے تھے مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ اب اپنے سینے میں عجیب سی حبس اور گھٹن کو محسوس کرتے لان میں چلا آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اسے مزید احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے لیے کیا تھی۔

اب کین کی کرسی پر بیٹھا اب وہ فضا میں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہا تھا۔ رفیق بھی اپنے کوارٹر سے نکل کر آج خواہ مخواہ کبھی گیٹ تک جاتا تو کبھی واپس آ جاتا۔ اب جبکہ اپنے مالک کو یوں ٹوٹی بکھری حالت میں لان میں بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس چلا آیا۔

سردار جی،،، رفیق نے پکارا۔

"یہ جدائی بہت دردناک ہے رفیق،،، ایک وہی تو ملی تھی جس سے اب لگتا تھا کہ میں بھی ایک زندہ اور جیتا جاگتا انسان ہوں،، میرے سینے میں بھی احساسات اور جزبوں سے گندھا ایک دل موجود ہے،،، اب وہ نہیں ہے تو دل بے جان ہوا جا رہا ہے،،، مجھے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا ہے،،،

جائش نے بے بسی سے اپنے لب کچلتے اسے اپنا دل کا حال بتایا۔

صبر اور حوصلے سے کام لیں سردار جی،، انشاللہ مالکن جلد اس حویلی میں واپس آ جائیں گی،،،

رفیق نے اسے تسلی دینا چاہی۔ تبھی جائش کا فون رنگ ہوا۔ اس نے پاکٹ سے فون نکال کر ریس کر کے کان کو لگایا۔

رفیق گاڑی نکالو،،،

وہ فون سنتے ہی اپنی جگہ سے تیزی سے اٹھا تھا۔

سلمی بیگم نے اسے رات کے کھانے کے چند نوالے زبردستی کھلا کر اور میڈیسن دے کر سلا دیا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ آرام کرے۔ اور اب وہ اپنے بیڈ پر قدرے پر سکون ہو کر نیم دراز تھی اور گہری نیند میں تھی۔ جب ایک ہیولہ کھڑکی کے زریعے بہت چپکے سے اندر داخل ہوا۔

وہ سایہ بیڈ کے قریب آیا تھا اور اس کی آہٹ پا کر حریم کی آنکھ کھل گئی تھی۔ اپنے بلکل سامنے ایک مرتبہ پھر اسے دیکھ کر حریم کے اوسان خطا ہو گئے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہی تھی۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ تک آیا اور اس پر جھک کر اس پر اپنا مکمل سایہ پھیلا دیا۔ حریم کی جان لبوں پر آ گئی۔ وہ دھیمے سے جھکا اور اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ حریم جو کہ اب اپنے باپ کے گھر تھی احتجاج کرنا چاہا مگر کر نا پائی کہ وہ اپنے جسم کی ایک انگلی تک نہیں ہلا پا رہی تھی۔ اب وہ پھر سے پاگلوں کی طرح دیوانہ وار اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوم رہا تھا۔ حریم کے

آنسو تکیے میں جذب ہونے لگے۔ وہ اب اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے گیا تھا۔ حریم بے جان ہونے لگی۔ اس پر جھکے اس شخص کی وجہ سے اندھیرا زیادہ ہو گیا۔ دباؤ بڑھنے لگا۔ ایک مرتبہ پھر وہ اس کی روح پر قبضہ کرنے کے درپے ہو گیا۔

سلمیٰ بیگم جو احتیاط سے اسے دیکھنے اس کے کمرے میں آئیں تھیں۔ اسے بند آنکھوں سے بستر پر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھ اور چیختے چلاتے سن صدمے سے بے حال ہوئیں تھیں۔

چھوڑ دیں مجھے،، میں نے کہا چھوڑیں مجھے،،، قریب مت آئیں،،، ایسے مت چھوئیں مجھے،،، میں مر جاوگی،، دور ہٹیں خدا کے لیے دور ہٹیں،، آہہہہہ،،،،

اس کی آہیں اور سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہیں تھیں۔ اور سلمی بیگم کو حقیقت جان کر ان کی سسکیاں بندھ گئیں کہ ان کی معصوم بیٹی کی معصومیت چھین لی گئی ہے۔ وہ سلیپ پیرالائز کا شکار تھی۔

حریم،،،، میری بچی،،،

سلمی بیگم نے اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑا۔تب وہ اپنے کسی ڈراؤنے خواب کے اثر سے باہر نکلی۔چند ساعتیں یونہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ارد گرد دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتی رہی کہ وہ کہاں ہے۔تب ساری صورت حال جاننے کے بعد وہ سلمیٰ بیگم کے سینے سے لگ کر بلک بلک کر رو دی۔

"مما مجھے بچا لیں،،وہ آ جائے گا،،پھر سے میرے قریب آ جائے گا،،،وہ بہت برا اور گندا ہے،،، مما سیو می،،،،پلیز سیو می،،،،

وہ بے ترتیب الفاظ ادا کرتی بری طرح رو رہی تھی۔۔۔

حریم چپ کرو،،کوئی نہیں ہے،،کوئی نہیں آئے گا،،یہ ہمارا گھر ہے،،،تم بلکل محفوظ ہو،،کوئی نہیں آئے گا،،،

سلمی بیگم اسے خود میں بھی بھینچ کر تسلی دیئے گئیں وہ جیسے ان کی گود میں چھپ گئی۔

سلمی بیگم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرے گئیں۔ وہ جیسے یہ مہربان لمس پاتے پر سکون ہوتی گئی۔ جیسے ہی وہ کافی دیر کے بعد پر سکون ہو کر خاموش ہوئی سلمیٰ بیگم نے اس کے ستے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے اسے دیکھا۔

"حریم اس نے زبردستی کی تمھارے ساتھ،،، سلمی بیگم کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔ حریم نے ان کی گود میں چہرہ چھپالیا۔۔۔ اور آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا۔ بھلا ماں سے بھی کوئی بات چھپانے کے قابل ہوتی ہے۔۔

وہ دھیرے دھیرے سلمی بیگم کو سب بتائے گئی۔

وہ سر خوشی سے پاگل اب انابیہ کے کمرے کے باہر کھڑا ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کومے سے باہر آگئی تھی۔۔ اور اب اس کا فائنل چیک جاری تھا۔

نیت کے ساتھ مراد ملتی ہے۔ سوچا نہیں تھے اپنے کیے کا ازالہ کرنے کی سوچ پر، اپنا معملا اپنے اللہ پر چھوڑنے اور عمل کرنے پر اسے اس قدر نعمتوں سے نوازا جائے گا کہ آج ہی اسے یہ خوشخبری

سننے کو ملے گی کہ انابیہ اب کومے سے باہر آچکی ہے۔۔وہ بار بار اپنے دل میں سجدہ شکر ادا کر رہا تھا۔

ڈاکٹر باہر آئیں۔۔

کونگریٹس مسٹر جائش،،آپ کی سسٹر اب بلکل ٹھیک ہیں،، کل صبح تک ہر قسم کے ٹیسٹ سے تسلی کر لینے کے بعد ہم انھیں ڈسچارج دے دیں گے،،،

ڈاکٹر نے اسے کہا اور چلی گئیں۔

انابیہ،،،وہ بے قراری سے کمرے میں داخل ہوا۔ مگر وہ اسے دیکھ کر رخ پھیر گئی۔ مگر جائش زبردستی آگے بڑھا اور اس کمزور سے وجود کو سینے میں بھینچ لیا۔

جو ہوا اس میں تمھارا کیا قصور تھا پگلی،،،

جائش کے کہنے کی دیر تھی جب وہ بلک بلک کر رو دی۔ جائش نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

تب وہ آہستہ آہستہ اپنے دل میں دفن اس دردناک راز سے پردہ ہٹاتی گئی۔

سٹاف روم بلکل خالی تھا۔ صرف انابیہ وہاں موجود تھی۔ چھٹی ہو گئی تھی۔ سکول کا رول تھا سٹاف کے آدھے گھنٹے پہلے بچوں کو چھٹی ہو جایا کرتی تھی۔ باقی کا آدھا گھنٹہ میٹنگز یا سٹاف کے ضروری کام وغیرہ نمٹانے کے لیے مختص تھا۔ اس کی کلاس بیس منٹ پہلے جا چکی تھی وہ ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی۔ دس ماہ ہو چکے تھے انابیہ کو سکول جوائن کیے مگر وہ کسی سے بھی اتنی فالتو گفتگو کرتی نہیں کرتی تھی۔ اپنے کام سے کام رکھتی۔ پرنسپل اس سے کافی خوش تھیں۔

فیضان ایک شیطان صفت انسان تھا جو دس ماہ سے اس کے نوخیز حسن پر آنکھ رکھے ہوئے تھا۔ حالانکہ وہ سکول میں کافی نیک صفت مشہور تھا مگر پہلے دن سے انابیہ کو ایسا دل میں بسایا کہ اسے پانے کو ہر طرح کا جال بچھانے لگا۔ اسے پرپوز کیا تو انابیہ نے یہ کہہ کر کے تعلیمی پاکیزہ ادارے میں اس قسم کی چیزوں کی گنجائش نہیں نکلتی۔۔ فیضان نے جب گھر رشتہ بھیجنے کی بات کی تو اس نے سختی سے انکار کر دیا ویسے بھی انابیہ کو کیونکہ وہ پرسنلی بھی پسند نہیں تھا تو فیضان کو کافی انسلٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ انابیہ نے سختی سے انکار کر دیا کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گی۔۔ اس بات کو دو ماہ ہو چکے تھے۔

وہ سٹاف روم تھی تو کچھ ہی دیر میں پیون اسے چائے دے کر گیا۔(انابیہ کو نہیں معلوم تھا کہ وہ چائے نہیں اس کی بربادی ہے) کیونکہ فیضان نے پیون کو پیسے کھلا کر اس چائے میں نشہ آور چیز ملوائی تھی۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس تک سٹاف روم میں آیا تھا۔

انابیہ کا سر چکرانے لگا۔

انابیہ آپ ٹھیک تو ہیں ناں،،، وہ نرمی سے بولا۔

انابیہ نے اسے نظرانداز کیا اور اٹھ کر چکراتے سر کے ساتھ ڈرائیور کے آنے سے پہلے ہی باہر نکل گئی۔ اور یہیں اس سے سب سے بڑی بھول ہوئی۔

وہ باہر نکلی تو رکشہ کو روک کر اس میں بیٹھ گئی۔ فیضان رکشے کے جانے کے بعد جان بوجھ کر دیر میں اندر سے نکلا۔ مگر بائیک پر بیٹھ کر اس نے بائیک دوڑائی اور رکشے کو رستے میں جا لیا۔ تب تک اس کے پلین کے مطابق انابیہ رکشے میں بیہوش ہو چکی تھی۔ اس نے رکشے کو اوورٹیک کیا۔ اور روک دیا۔ تب مکاری سے شور مچا دیا کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس سے ناراض ہے۔ اس نے مکاری سے رکشے والے پہ الزام لگانا شروع کر دیا کہ اس نے کچھ کیا اس کی بیوی کے ساتھ۔

رکشے والا بزدل تھا۔ رکشہ لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ فیضان انابیہ کو دوسرے رکشے میں ڈال کر اپنے گھر لے آیا۔ جانتا تھا آج گھر میں کوئی نہیں ہے۔

جب انابیہ کو ہوش آیا تو وہ پوری طرح برباد ہو چکی تھی اور پاس ہی وہ درندہ کھڑا اخباثت سے مسکرا رہا تھا۔

اب تو سہاگ رات بھی ہو چکی ڈارلنگ،،،، یقین کرو بے تحاشا سرور آیا،، اب بتاؤ اب بھی شادی سے انکار کرو گی،،، کیونکہ اب تو کوئی اور تمھارے اس لٹ چکے وجود پر تھوکے گا بھی نہیں،،،،

اس نے انتہائی حقارت اور مکروہ لہجے میں کہا۔

انابیہ گرتی پڑتی وہاں سے بمشکل نکلی۔ اب جینے کا کوئی فائدہ نہیں تھا تبھی موت کو گلے لگانا بہتر سمجھا۔ اس کے بعد وہ کومے میں رہی۔ اور اب جبکہ ہوش میں آئی تھی تو تب بھی اس کے اندر جینے کی امنگ بلکل ختم ہو چکی تھی۔ مگر جائش کی شفقت اور محبت نے اسے زندگی کی جانب آہستہ آہستہ کھینچ ہی لیا۔

وہ اپنے کمرے میں صوفے پر نیم دراز آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔ پورا کمرا اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ اس کی جدائی اسے پل پل اذیت سے دوچار کر رہی تھی۔ آج پورا ایک ماہ ہو گیا تھا انابیہ کو گھر واپس لوٹے اور حریم کو اپنے گھر گئے۔ اس دوران اس نے حریم سے کسی قسم کا رابطہ کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔ انابیہ کافی حد تک سنبھل گئی تھی۔ جائش اس کا بے حد خیال رکھ رہا تھا۔ خود کو جان بوجھ کاموں میں بری طرح الجھانے اور مصروف کرنے کے باجود اس دشمنِ جاں کا کا خیال ایک پل کے لیے بھی اس کے دل و دماغ سے نہیں نکل پاتا تھا۔ اب بھی وہ بس مسلسل اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جب دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر انابیہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"بھائی،،، ایسے اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے،،، وہ پریشان ہوئی۔ اور آگے بڑھ کر لائٹ آن کی۔ جائش جلدی اسے اٹھ کر صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔ آنکھوں میں در آنے والی نمی جلدی سے صاف کی۔ انابیہ جلدی سے اس تک پہنچی۔ مگر اکلوتے بھائی کی ایسی حالت دیکھ کر روح تک تڑپ اٹھی۔ نم سرخ آنکھیں اور بیقرار وجود۔

میں جانتی ہوں آپ کی ہر پریشانی، دکھ اور اس حالت کی زمہ دار میں ہوں،، بھائی آپ نے مجھے کیوں بچایا،، مر جانے دیا ہوتا،، تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا آپ کو،،،

وہ اس کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جائش بوکھلایا۔ وہ جائش کی اس حالت کا زمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی تو بلکل غلط تھی۔۔

"ارے گڑیا بلکل غلط سمجھ رہی ہو تم،، میرا چین قرار تو تمھاری بھابھی لے اڑی ہے،،، میرا سکون اور نیندیں چھین کر ناراض ہو کر اپنے میکے جا بیٹھی ہے،،،

وہ ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کو نم آنکھوں سے مسکرا کر بولتا انابیہ پر حیرتوں کے پہاڑ توڑ گیا۔

"بھابھی،،، مطلب آپ نے شادی کر لی تھی،،، او بھائی میں بہت بہت خوش ہوں،،، ابھی کے ابھی چلیں،، بھابھی کو لے کر آتے ہیں،،، وہ ناراض ہیں تو کیا ہوا میں ان کے پیروں میں گر کر انھیں منا لوں گی،،،

انابیہ بے تحاشا خوش ہوتے اس کے گلے میں جھول گئی تو وہ زخمی سا مسکرا دیا۔

"چلیں گے گڑیا مگر ابھی نہیں،،، اس نے مبہم سا کہا۔

"لیکن کیوں،، آخر ہوا کیا ہے،، مجھے سچ سچ بتائیں بھائی،،،

اس مضبوط اعصاب کے مالک شخص کے یوں شکستہ لہجے سے انابیہ کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ تبھی پوچھ بیٹھی۔

"کچھ نہیں گڑیا،، پھر کبھی بتاؤں گا،، ابھی،،،

"نہیں مجھے ابھی جاننا ہے،، آپ بتاتے ہیں یا میں رفیق کاکا سے پوچھوں؟

انابیہ نے اس کی بات بیچ میں اچک کر دوٹوک لہجہ اختیار کیا تو جائش نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا۔ مگر پھر اس سے نگاہیں چرا کر اسے اپنے ظلم کی ایک ایک داستان سنائے گیا۔ انابیہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھے گئی۔

"وہ مجھ سے خوف کھاتی ہے،،، نفرت کرتی ہے،، کرنی بھی چاہیے،، میں نے بلکل اچھا نہیں کیا اس کے ساتھ،،، مگر میں اب اپنے کیے کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں،، اسی لئے اب وہی ہو گا جو وہ اور اس کے گھر والے چاہیں گے،،،

بات کرتے کرتے جائش نے انابیہ کو دیکھا مگر اس کا سرخ بے یقین چہرہ دیکھ جائش کا دل کیا ڈوب مرے اسی لئے نگاہیں چرا گیا۔

"گڑیا،،،

"آئی ہیٹ یو بھائی،، آئی ہیٹ یو،،، میرے ساتھ ایسا ہوا تو کیا میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ بھی کسی کے ساتھ ایسا کریں،،، چلیں حریم بھابھی تو تھیں ہی سرے سے بے قصور،، اگر آپ اس درندے کی بہن کے ساتھ بھی ایسا کرتے تو میں آپ کو کبھی معاف نا کرتی،،، آخر آپ مرد لوگ اپنی مردانگی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک دوسرے سے انتقام کیوں نہیں لیتے،، انتقام یا بدلہ لینے کے لیے بے قصور عورتوں کو ہی کیوں اپنے مظالم کی بھینٹ چڑھاتے ہیں،،،

"ائم سوری گڑیا،، جائش کا سر شرمندگی سے جھکا تھا۔

"آئی ہیٹ یو،،، وہ چلا کر کہتے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ جائش نے اذیت سے تڑپتے اپنا سر تھام لیا۔

وہ سوگوار سی اپنے کمرے میں بند تھی۔ سلمی بیگم اس کے لیے کھانے کی ٹرے اٹھا کر اس کے کمرے میں آئیں تھیں۔ وہ ہنوز آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر نیم دراز تھی۔ سلمی بیگم اس کے پاس آ کر بیڈ پر بیٹھیں تو اس نے آنکھوں سے بازو ہٹایا۔

"کھانا کھالو حریم،،، انھوں نے لاڈ سے کہا۔

"مجھے زہر لادیں مما،،،

"یہ کیا بکواس ہے حریم،،

"سہی ہی تو ہے،، میں پورے خاندان میں آپ کے لیے رسوائی اور بے عزتی کا سبب بن گئی ہوں،،، سب کہہ رہے ہیں کہ یہ کہاں منہ کالا کر کے آئی ہے،،، ہے ناں مما،، وہ کہتی بلک بلک کر روئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے میری بچی،،، اور اگر ہے بھی تو ہمیں لوگوں کے کچھ بھی کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا،،، میری گڑیا بہت بہادر ہے،،،

"بہادر نہیں ہوں میں مما،، بہت بزدل ہوں،، اگر ہوتی تو اس درندے سے خود کو بچا پاتی،، اور آپ لوگوں کے لیے رسوائی کا سبب نا بنتی،، مما مجھے زہر دے دیں،، اگر بہادر ہوتی تو پرسوں یہ پتا چلنے پر کہ اس درندے کی اولاد میری کوکھ میں پل رہی ہے،، اسی وقت اپنی کوکھ اجاڑ دیتی،،، مما میں بہت بزدل ہوں،،، وہ کہتی پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور اس کی اسی حالت کی ٹینشن اور شدید قسم کے ڈپریشن کا اثر تھا کہ اسی رات سلمی بیگم کا بی پی شوٹ کر گیا۔ انھیں ہاسپٹل لے جایا گیا۔ تب عماد، اسما اور یوسف صاحب نے اسے بہت دیر تک سمجھایا کہ اگر وہ اپنی ماں کی زندگی چاہتی ہے تو اس میس سے باہر نکل کر بلکل نارمل ہو جائے۔ یہ سوچ کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔

اور پھر اس نے بھی ٹھان لیا کہ وہ اس منحوس وقت کو بھلا کر اپنوں کے لیے اس میس سے باہر آئے گی۔ یہ وہ خون کے رشتے تھے جنھوں نے اس انتہائی کٹھن وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا۔ اسے پلکوں پر بٹھا کر سہارا دیا۔ اسے اس دنیا میں اپنی ماں سے بڑھ کر کوئی بھی چیز عزیز نہیں تھی۔ اپنا وجود بھی نہیں اس لیے وہ سب کچھ بھلا کر ان کی جانب متوجہ ہو گئی۔ ان کے گھر آنے سے پہلے اس نے نے سب سے پہلے اپنا حلیہ درست کیا تھا۔

اور اب وہ دھیرے دھیرے سے ان کے کمرے میں ان کے بیڈ پر بیٹھی انھیں باؤل میں سے سوپ پلا رہی تھی۔ سب وہیں موجود تھے۔

"اگر آپ کو یہ لگتا ہے کہ آپ یوں بستر پکڑ کر مجھے اس گھر کے کام کاج پر لگا دیں گی تو یہ آپ کی بہت بڑی غلط فہمی ہے مما،، کیونکہ میں آپ کی نکمی بیٹی تھی،،، نکمی بیٹی ہوں اور نکمی بیٹی ہی رہوں گی،،،

حریم نے پہلے کی طرح کیوٹ سا منہ بناتے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔ سب متبسم ہوئے جبکہ سلمی بیگم نے سرخوشی اور حیرانی سے اپنی لاڈلی کو دیکھا۔

"مما آپ آرام کریں،،، اس نکمی کو تو میں سیدھا کروں گا،،، عماد نے اسے پھر سے چھیڑا۔

"پاپا دیکھے اس جیان کو کس نے بولا بیچ میں ٹانگ اڑائے،،، اس نے منہ پھلایا۔

"کام کرو گی تو گھس نہیں جاؤ گی نکمی،،، عماد اب بھی باز نا آیا۔

"ارے بھئی میری گڑیا کو تنگ نا کرو،،،اب کی بار سلمی نے مسکرا کر کہا تو عماد نے غمگیں منہ بنانے کی ایکٹنگ کی۔

"ہائے مما آپ نے بھی پارٹی بدل لی یہ اچھا نہیں کیا آپ نے،،اس کی جھوٹی دہائیوں سے سب ہنس دیئے۔

"ہاں تو ٹھیک ہے ناں،،اب تمھاری طرف داری کرنے کو ہماری بہو ہے ناں،،، سلمیٰ بیگم نے صلح جو لہجہ اختیار کیا۔

"جی نہیں،،میں تو پہلے ہی حریم کی طرف ہوں،،،اسما نے بھی فورا پارٹی بدلی تو غصے میں وہ منہ بناتا واک آؤٹ ہی کر گیا۔سب ہنس دیئے۔ سلمی بیگم تو بس حریم کو ہنستے ہوئے دیکھے گئیں۔

کچھ ہی دیر میں عماد واپس آیا تو سب کے لیے آئسکریم لے آیا۔خوشگوار ماحول میں سب نے آئسکریم کھائی بلکہ حریم نے پہلے کی طرح عماد سے چھین چھین کر اس کی آئسکریم بھی کھائی۔ سلمی بیگم اپنے بچوں کو دیکھ دیکھ مسکراتی رہیں۔یہی وجہ تھی کہ جب تک ان کے آرام کرنے کا وقت ہوا تب تک ان کی طبیعت کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔

جائش ابھی ابھی زمینوں سے واپس آیا تھا۔اور آکر لاونج میں بیٹھا۔امتیاز اس کے لیے بھاگ کر جوس کا گلاس لے کر آئی۔جو کہ اس نے آہستگی سے تھام لیا۔

تین ماہ ہو چکے تھے اسے پل پل تڑپتے۔معافیاں مانگتے۔ گزارش، منتیں کرتے۔ مگر اس ظالم کو اس پر رحم نہیں آیا تھا۔وہ تقریباً روز ہی حریم کے گھر جاتا۔اس سے ملنے کی گزارش کرتا۔مگر اس کے گھر والے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر حریم کو بلانے جاتے اور اس کا انکار آکر اسے سنا جاتے۔اور وہ چپ چاپ شرافت سے واپس گھر لوٹ آتا۔حریم کے گھر والوں کا رویہ اس سے بلکل نارمل تھا۔ناوہ اس پر غصہ کرتے نااس کو لعن طعن کرتے۔ حتی کے اب عماد بھی اس سے نارمل طریقے سے بات کرتا۔ مگر حریم کی مرضی کے خلاف اس کے کمرے میں جانے کی اجازت اسے اب بھی نہیں تھی۔تواس نے اصرار بھی نہیں کیا تھا۔شروع شروع میں حریم کے بابا اور عماد نے اس پر کافی دباؤ ڈالا کہ وہ حریم کو چھوڑ دے۔ مگر پھر کچھ دن گزر جانے کے بعد انھوں نے اس بات پر اصرار کرنا چھوڑ دیا۔ حتی کہ وہ اس بارے مثاب بات بھی نہیں کرتے تھے۔کیوں؟اسے نہیں معلوم تھا۔

ادھر انابیہ نے بھی دو ماہ سے اس سے کلام تک نا کیا تھا۔۔ جائش کے اعمال کی وجہ سے اس کی زندگی اس پر کس قدر تنگ ہو گئی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔اور اب جب یہ سب اس پر بیت رہا تھا تو وہ بے تحاشا اذیت اور تکلیف میں تھا۔ چین سکون، قرار اور نیندیں سب برباد ہو چکیں تھیں۔ زندگی بلکل بے رنگ اور بے مقصد لگنے لگی تھی۔ وہ ابھی بیٹھا ایک ایک سپ جوس کا لے رہا تھا کہ رفیق ہلکی دستک دے کر مگر پر جوش سا لاؤنج میں داخل ہوا۔

"سردار جی آپ سے ضروری بات کرنی ہے" اس نے دبے دبے جوش میں کہا تو جائش نے ایک نظر اس کے مسکراتے سرخ چہرے پر ڈالی۔

بولو رفیق سن رہا ہوں میں،،،

"سر اللہ تعالیٰ کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں،،، آپ نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑا تھا،، اللہ تعالیٰ کے انصاف کو پکارا تھا تو دیکھیں کیا انصاف کیا میرے سوہنے اللہ پاک نے آپ کے ساتھ،،،

اس کی بات پر جائش سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ادھر یہ باتیں سن کر لاونج کی جانب آتے ہوئے انابیہ کے قدم اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر ساکت ہوئے تھے۔

ہوا کیا رفیق،،بتاؤ بھی آخر،،،

سردار جی وہ درندہ فیضان اسی طرح کسی لڑکی کو بیہوش کر کے اپنے ساتھ کسی ویرانے میں لے گیا،،لڑکی کے گھر والوں کو کسی طرح سے اس کا اتا پتہ معلوم پڑ گیا،،خوش قسمتی سے لڑکی بچ گئی مگر عین اس رنگے ہاتھوں پولیس نے جالیا،،فیضان نے بزدلوں کی طرح موقع سے فرار ہونے کی کوشش کی مگر وہ پولیس کی فائرنگ سے موقع پر ہی تڑپ تڑپ کر مر گیا،،،

رفیق بول کر خاموش ہوا۔انابیہ کی آنکھیں نم ہو گئیں جبکہ جائش نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔

"اللہ تعالٰی کا شکر ہے،،اس نے ایک اور بہن کو برباد ہونے سے بچا لیا اور وہ درندہ بھی اپنے انجام کو پہنچا،،،

جائش نے پر سکون ہو کر اللہ تعالٰی کا شکر ادا کیا۔

"سردار جی،،،

"ہمم،،،

"ایک اور خوشخبری ہے آپ کے لیے،،،

"ہاں بولو،،،

"لیکن وہ خوشخبری دینے کے بعد میں مبارکی لوں گا آپ سے،،،

رفیق نے کہا تو جائش نے حیرت سے اسے دیکھا۔اب تو اسے اور باہر کھڑی انابیہ کو بھی تجسس ہونے لگا کہ آخر ایسی کیا بات ہے کہ رفیق یوں مبارکی مان رہا ہے۔

"لے لے لینا،،اب بولو،،،

"سردار جی،،،آپ بابا بننے والے ہیں،، سردارنی جی امید سے ہیں،،،رفیق نے دانت نکوس کر کہتے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

"واٹ،،،جائش اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔انابیہ بھی جیسے ہواؤں میں اڑتی لاؤنج میں داخل ہوئی۔ خبر تھی نہیں بلکہ اس گھٹن اور حبس زدہ حویلی کے ماحول میں ایک خوشگوار ہوا کا جھونکا چلا آیا تھا۔

"جی سردار جی،، یہ سچ ہے،،بی بی جی کو ہر مہینے جس ڈاکٹرنی کے پاس معائنے کے لیے لے کر جایا جاتا ہے،،اسی سے تفصیل پوچھ کر آرہا ہوں،،،

رفیق نے اطمینان سے کہا۔

"بھائی مجھے بھابھی سے ملنا ہے،،ابھی کہ ابھی مجھے ان کے پاس لے چلیں،،،انابیہ کہتی ہوئی رو ہی پڑی۔ جائش نے اسے سینے سے لگایا۔

"رفیق ہماری ادھر جانے کی تیاری کرو،، مطلب مٹھائیاں اور پھل وغیرہ کے آؤ،،
جائش نے کہا تو مسکراتے ہوئے لاونج سے باہر نکل گیا۔اب انابیہ تھی اور اس کی اپنے بھتیجے بھتیجی کو لے کر باتیں جو کہ ختم نہیں ہو رہیں تھیں۔ جائش نے پر سکون ہو کر ایک طویل سانس خارج کی کہ اتنے دنوں بعد اسے یہ خوشی کا پل نصیب ہوا تھا۔
مگر یہ کہاں معلوم تھا کہ ابھی عشق کے اور امتحاں باقی ہیں۔

شام کا وقت تھا۔ یوسف اور عماد صاحب اپنی اپنی جاب سے ابھی ابھی واپس آئے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ عماد نے دروازا کھولا۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ کر ہونٹوں پر آئی مسکان کہیں غائب ہو گئی اور اس کی جگہ گہری سنجیدگی نے لے لی۔

"اسلام و علیکم،،، کیا ہم اندر آسکتے ہیں،،! جائش نے اجازت طلب کی۔ وہ خاموشی سے ایک طرف ہو گیا۔ امتیاز اور رفیق سمیت اندر گارڈز داخل ہوئے اور چھوٹا سا صحن مٹھائیوں اور پھلوں کی ٹوکریوں سے بھر دیا۔ وہ باہر جاتے اور ٹوکریاں اندر لادتے گئے۔ جب یہ کام کر چکے تو سب گارڈز رفیق اور امتیاز باہر چلے گئے۔

جائش انابیہ کا ہاتھ تھامے آج بلا جھجک ڈرائنگ روم میں جانے کی بجائے اس کے ساتھ اندر چلا آیا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے،،، آخر یوسف صاحب باہر آئے مگر صحن کا منظر دیکھ کر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ جبکہ ان کے پیچھے ہی سلمی بیگم اندر سے باہر چلیں آئیں۔

اسلام و علیکم،،، جائش نے ان دونوں کو سلام کیا۔ "یہ میری بہن ہے،، دو ماہ پہلے ہی کوما سے باہر آئی،،،

جائش کو اور تو کچھ نہیں سوجھا جلدی سے انابیہ کا تعارف کروا دیا۔یوسف صاحب اور سلمی بیگم نے معصوم سی بچی کو ترحم بھری نگاہوں سے دیکھا۔انابیہ پرجوش سی خود ہی آگے ہوئی تو یوسف صاحب نے بلا جھجھک اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"جیتی رہو،،نیک نصیب ہوں،،،،

(اور بھلا ماں باپ بیٹی کی پیدائش ہونے پر کیوں ڈرتے ہیں؟وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر کچھ زیادہ تو نہیں کھا لیتیں،اسی لئے ان سے نہیں ان کے نصیب سے ڈر لگتا ہے)

"وہ ہمیں آج خوشخبری کے بارے میں پتہ چلا،،،کیا ہم بھابھی سے مل سکتے ہیں،،،انابیہ نے اس قدر چاہت اور معصومیت سے پوچھا کہ یوسف صاحب نا سلمی بیگم کوئی بھی انکار کر ہی نہیں پائا۔جبکہ عماد ایک طرف کھڑا یہ سب دیکھے گیا۔

"مل لو بیٹا،،اگر وہ ملنا چاہے تو،،،یوسف صاحب نے ہی اس کی مشکل آسان کی۔

"ان کا کمرا کس طرف ہے،،، انابیہ نے پوچھا۔ تو سلمیٰ بیگم نے ایک طرف اشارہ کر دیا۔ جائش آج اندر آ تو گیا تھا مگر اب اس کے کمرے تک جانے کی دیدہ دلیری دکھانے سے جھجھک محسوس کر رہا تھا۔ مگر انابیہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اس کے کمرے کی جانب کھینچتی چلی گئی۔ اتنے دنوں بعد اس دشمنِ جاں کا دیدار ہونے والا تھا تو دل پسلیوں کی بجائے جیسے کانوں میں دھڑکنے لگا۔ انابیہ ہلکی دستک دے کر خود شرارت بھرے انداز میں باہر ہی رک گئی۔ جائش نے مڑ کر اسے دیکھا۔ تو وہ مسکرا دی۔

"آپ اندر جائیں،، بھابھی کو لے کر باہر آئیں،، میں باہر مل لوں گی ان سے،، اس نے کہا تو جائش نے تشکر آمیز تاثرات سے اسے دیکھا۔

وہ خاموشی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرا خالی تھا۔ مگر واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ مطلب وہ باتھ لے رہی تھی۔

وہ شاور لے کر باہر آئی۔ گیلے لمبے ٹاول میں لپیٹ رکھے تھے۔ اور خود سادہ سا گرین کلر کا سوٹ زیب تن کر رکھا تھا۔ دوپٹہ بیڈ پر بکھرا پڑا تھا۔ بھیگے وجود پر پانی کے قطرے یوں چمک رہے تھے

گویا نور پیر کے وقت تازہ گھاس پر شبنم کے پاکیزہ قطرے سچے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ جائش مبہوت سادر وازے پر کھڑا اسے دیکھے گیا۔ حریم کی نگاہیں اچانک آئینے کے عکس پر پڑیں تو وہ پھٹی پھٹی نگاہیں لیے ایک جھٹکے سے پیچھے مڑی۔ اس نے تیزی سے دوپٹہ اٹھا کر اپنا وجود ڈھانپا تھا جو اس کی تیکھی نگاہوں کی زد میں آ کر بری طرح جھلسا تھا۔ وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔ مگر اب کسی قسم کی بزدلی دکھانے کی بلکل متحمل نا تھی نا اس کا ایسا کوئی ارادہ تھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو،،، ہمت کیسے کی یہاں آنے کی،،، وہ چلائی تھی۔ جائش خاموشی سے زرا سا آگے بڑھا۔

"معافی مانگنے آیا تھا،،، جائش نے عاجزانہ لہجہ اختیار کیا۔

"نہیں ملے گی،،، وہ انتہائی سرد لہجے میں بولی تھی۔

"بے بی کی مبارک دینے آیا تھا،،، اس نے تحمل سے کہا۔

نہیں چاہیے،، اب بھی لجہ کاٹ دار تھا۔ وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر آن رکا۔

"حریم،،، جائش نے منت بھرے لہجے میں پکارا۔ جائش اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ ابھی اس کی جانب دیکھنے سے گریز ہی کرے مگر جب اس کے منہ سے کچھ ناپسندیدہ الفاظ سنے تو اس نے بہت اچانک سرد سی نگاہیں اس کی جانب اٹھائیں۔ یہ اچانک ہونے والا عمل تھا جو جائش سے انجانے میں سرزد ہوا۔

"تمھاری ہمت کیس،،

حریم حسب معمول ان نگاہوں سے گھبرائی اور فوراً خاموش بھی ہو گئی۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی،،، وہ اب کی بار خود کو سنبھال کر دوبارا چلائی تھی مگر اب کی بار جائش کے گداز لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ مچل گئی۔

اس نے سر نیچے جھکا کر دانتوں تلے لب دبایا۔

"خوشخبری کا سن کر مجھے انابیہ یہاں لائی،،، جائش نے نرمی سے کہا۔ وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر اس کی جانب دیکھے گئی۔

"انابیہ میری بہن اور تمھاری اکلوتی نند،،ابھی دو ماہ پہلے ہی کوما سے باہر آئی،، گڈ نیوز کا سن کر رہانا گیا تو ہم یہاں چلے آئے،،،

"مجھے کسی سے بھی نہیں ملنا،، آپ کے حوالے سے تو کسی سے کوئی رشتہ ہو ہی نہیں سکتا میرا،، اسی لئے ابھی کے ابھی یہاں سے چلے جائیں آپ تو بہتر ہو گا،،، وہ اب کی بار پھر سرد ترین لہجے میں بولی تھی۔

"حریم پلیز مجھے معاف کر دو،،، اس سب میں انابیہ کا کوئی قصور نہیں تھا،،، پلیز اس سے تو مل لو،،،

"قصور تو میرا ابھی بلکل نہیں تھا مسٹر سردار جائش جہانگیر،،، مگر میں نے بھگتا ہے،، اسی لئے مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں،،، نا کسی سے کوئی سروکار ہے،،،

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔

"حریم وہ سب ہمارے نصیب میں تھا،، سوچو اس دن تم پارلر کیوں گئیں،،، اسی پارلر میں وہ دوسری لڑکی کیوں آئی،، اسی دن ہی تمھارے بھائی کی شادی کیوں تھی،،، تم تو گھر سے باہر بھی نہیں جاتیں تھیں ناں،، تو اسی دن تمھارا پارلر میں جانا کیوں اتنا ضروری تھا،،؟

وہ دو قدم کا فاصلہ بھی مٹا کر اس کے قریب آیا۔ بیقراری سے اس کے بازو تھامے، نم آنکھیں لیے اس کی انکھوں میں جھانکا۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے،،، وہ بری طرح اس کے ہاتھ جھٹکتی ہوئی چلائی۔

"نہیں لگا رہا،،، بس انابیہ سے مل لو،،،

"نہیں ملنا مجھے کسی سے،، میں آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی،، سن لیا آپ نے،،،، اب آپ جا سکتے ہیں یہاں سے،،، وہ دانت پیس کر بولی۔ جائش اس کی جانب دیکھے گیا۔

"اوکے، چلا جاتا ہوں،، سٹریس مت لو،، تمھارے اور بچے کے لیے یہ ٹھیک نہیں،،

"خبردار،اس بچے کی بات تو کرنا ہی مت،،،یہ صرف میرا بچہ ہے،،اور اس کی پیدائش کے بعد میں خلع لے کر پوری طرح اس رشتے کو اپنے پیروں تلے کچل دوں گی،،،آئی بات سمجھ میں،،،

وہ ابھی بلند آواز میں ہی بول رہی تھی جب انابیہ اس کی اونچی آواز سن کر مجبوراً کمرے میں چلی آئی۔

"بھابھی،،،انابیہ نے پکارا تو حریم اس کی جناب متوجہ ہوئی۔انابیہ نے لپک کر اس سے لپٹنا چاہا مگر حریم نے ہاتھ اٹھا کر اسے دور ہی روک دیا۔اور نفرت سے اسے بھی گھورا۔

"بھابھی،،پلیز بھائی کو معاف کر دیں،،یہ سب غلط فہمی میں ہوا،،،میں جانتی ہوں وہ بلکل غلط،،،،

"تم وہی ہو ناں،،جس کی بربادی کا بدلا تمھارے بزدل بھائی نے مجھ سے لیا،،حریم نے اس کی بات بیچ میں ہی اچک کر اسے شرربار نگاہوں سے گھورا۔"میں تم سے پوچھتی ہوں کیا تم اپنے مجرم کو معاف کر سکتی ہو،،،حریم نے اس کے تمام زخم ادھیڑ دیئے۔جائش کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ پڑ گیا۔اس نے سختی سے مٹھیاں اور جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

"میرے مجرم نے مجھ سے نکاح کر کے مجھے عزت نہیں دی تھی بھابھی،،،انابیہ نے آہستگی سے کہا۔

"وہ نکاح باطل تھا،،یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو گی ناں،،،حریم کسی صورت انھیں کہیں سے گنجائش دینے والی نہیں تھی۔

"پوری طرح نہیں تھا،،شاید یہ بات آپ کے علم میں ناں ہو یا اس وقت آپ ٹینشن میں تھیں اور غور نا کر پائی ہوں،،نکاح میں آپ کے سگے ماموں نے آپ کے ولی کے طور پر اس نکاح کی اجازت دی تھی،،آپ کی کڈنیپنگ کے دس سے بارہ گھنٹے کے بعد نکاح ہوا تھا،،تب رفیق پارلر کے قریب سے آپ کے ماموں کو زبردستی اپنے ساتھ لے آیا تھا،،وہ پارلر کے آس پاس آپ کے بارے میں پوچھتے پھر رہے تھے تب پتہ چلا کہ وہ آپ کے ماموں ہیں،،تب بھائی یہ ہر گز نہیں جانتے تھے کہ آپ کا یا آپ کے ماموں کا تعلق میرے مجرم سے نہیں ہے،،،وہ مان نہیں رہے تھے مگر جب بھائی نے انھیں کسی بھی طرح راضی کر لیا تو انھوں نے اس نکاح کی اجازت دی تھی،،دلہن کی جانب سے انھوں نے گواہ کے طور پر سائن بھی کیے تھے،،اب تک بھائی نے اس لئے کسی کو کچھ نہیں بتایا کہ مزید آپ کے خاندان میں کوئی چپقلش نا ہو،،،بھائی یہی چاہتے تھے کہ یہ نکاح پوری طرح قانونی اور اسلامی طریقے سے ہو،،،اس وقت بھائی نے آپ کے سامنے نکاح کی شرط رکھی تو کہیں نا کہیں آپ نے بھی دلی آمادگی سے یہ نکاح قبول کیا تھا،،،

انابیہ اسے نرمی سے سمجھائے گئی۔ وہ حیرت سے بے یقینی سے انھیں دیکھے گئی۔

"بہت خوب،، آپ کی بہن تو جھوٹ بولنے اور فریب دینے میں آپ سے بھی دو ہاتھ آگے نکلی،، اب یہ کونسا نیا کھیل کھیلنا چاہتے ہو تم لوگ میرے ساتھ،،، حریم نے حقارت سے کہا تو انابیہ کا خفت و دکھ سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔ جبکہ آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

"حریم،، جائش نے اسے ٹوکنا چاہا۔

"کیوں برا لگا،، بہن دکھی ہے تو برداشت نہیں ہو رہا،، جب مجھ سے غیر انسانی سلوک کرتے رہے تب آپ کی انسانیت کیوں نہیں جاگی،، جبکہ تم دونوں بہن بھائی اسی سلوک کے حق دار ہو،، اب جاؤ میرے گھر سے یا میں دھکے دے کر یہاں سے نکالوں آپ لوگوں کو،،

اس نے دوبارا غرا کر کہا۔ اب کی بار جائش نے بجھے دل اور شکستگی سے انابیہ کا بازو تھاما۔ اسے روتی ہوئی کو اپنے گلے لگایا۔ وہ اپنی اتنی بے عزتی پر بہت بری طرح رو رہی تھی۔ جبکہ اس سارے معاملے میں وہ بھی اتنی ہی بے قصور تھی جتنی کہ حریم خود۔

"چلو انابیہ یہاں سے،،، جائش اسے ساتھ لیے کمرے سے چپ چاپ کچھ بھی کہے بغیر باہر نکل گیا۔

وہ لوگ کمرے سے باہر نکل کر صحن میں آئے۔ یوسف صاحب، سلمی بیگم اور عماد نے انابیہ کو زارو قطار روتے ہوئے دیکھا۔ اس کو اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر سب کو ہی بے تحاشا افسوس ہوا۔ حتی کہ اسما بھی اب وہیں موجود تھی اور ترحم بھری نگاہوں سے اس چھوٹی سی لڑکی کو اتنا روتے ہوئے دیکھے گئی۔

الفاظ جیسے گم ہو گئے تھے۔ کسی کے پاس کچھ کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ جائش خاموشی سے انابیہ کے ساتھ وہ دہلیز پار کر گیا۔

رات تک اس کی حالت بہت زیادہ بگڑ گئی تھی۔ ابھی ابھی تو کوما سے باہر آئی تھی۔ پھر اس قدر ڈپریشن میں چلے جانے کا نتیجہ تھا کہ وہ نیم بیہوش ہو چکی تھی۔

"انابیہ کیا ہوا ہے،،، جائش بہت بری طرح گھبرایا تھا۔" چلو ہاسپٹل چلتے ہیں،، پھر دیر کیے بغیر وہ اسے گاڑی تک لایا۔ گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں بھائی،، اس نے نیم غنودگی میں اسے پکارا۔

"ہاں انشااللہ بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی،، جائش نے کہا اور اپنی توجہ ڈرائیونگ کی جانب مبذول کی۔
ابھی آدھا رستہ گزرا تھا کہ اسے عماد سڑک پر اپنی بیگم کے ہمراہ پریشان حال کھڑا دکھائی دیا۔
جائش نے اپنی پراڈو اس کے پاس آکر روکی۔

"کیا بات ہے،، کچھ پریشان لگ رہے ہیں،، میں کوئی ہیلپ کر سکتا ہوں،، جائش نے بے تاثر نارمل لہجے میں پوچھا۔

"اسما کی طبیعت بہت خراب ہے،، ہاسپٹل لے جا رہا تھا کہ بیچ رستے گاڑی خراب ہو گئی ہے،،، اور کوئی گاڑی یا ٹیکسی بھی نہیں مل رہی،،، اوپر سے فون بھی ڈیڈ ہے میرا،،

عماد نے بھی نارمل انداز میں اسے اپنی مشکل بتادی۔سچ تو یہ تھا کہ وہ جتنا پریشان تھا اسے اس وقت یہاں اس کی موجودگی سے کافی راحت محسوس ہوئی تھی۔اوپر سے لمحہ بہ لمحہ آسما کی خراب ہوتی طبیعت جو تھری منتھ پریگننٹ تھی۔

"آیئے،، میں لے چلوں،، ہم ہاسپٹل ہی جارہے ہیں،، جائش نے کہا تو عماد خاموشی سے اسما کو لئے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہاسپٹل کیوں جارہے تھے آپ لوگ،،، عماد نے بات کرنے کو یونہی پوچھ لیا۔

"انابیہ کی طبیعت بہت خراب ہے،،، جائش نے کہا تو عماد نے ایک نظر پچھلی سیٹ پر موجود نڈھال سے وجود پر ڈالی۔اسے اب حریم کے رویے پر سچ میں افسوس سا محسوس ہوا۔وہ اب خاموش تھے۔ہاسپٹل پہنچنے پر عماد نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"اس کی ضرورت نہیں،، یہ میرا فرض تھا،، جب فری ہوں تو گاڑی میں اکر بیٹھ جایئے گا،، ہم پہلے فری ہوئے تو آپ لوگوں کا ویٹ کریں گے،،، جائش نے کہا۔عماد اسما کو لے کر گائنی وارڈ کی جانب چلا گیا جبکہ وہ حریم کو لے کر اس کی ڈاکٹر کے پاس چلا آیا۔واقعی اس نے بہت زیادہ سٹریس

لیا تھا۔وہ دو گھنٹے انڈر آبزرویشن رہی۔ادھر اسما کو بھی ڈرپ لگی تھی تو انھیں بھی اتنا وقت ہو ہی گیا۔جب وہ فری ہوئے تو تقریباً اکٹھے ہی باہر نکلے۔

"آیئے،، بیٹھیں،، جائش نے عماد کی جھجھک محسوس کر کے خود ہی آگے بڑھ کر پھر سے گاڑی کا دروازا کھول دیا۔

"آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہو گی،، عماد شرمندہ ہوا۔

"جو تکلیفیں میری وجہ سے آپ لوگ جھیل چکے ہیں،،ان کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں،،

جائش نے دوسری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔عماد خاموشی سے اسما کو ساتھ لیے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔انابیہ نے سیٹ سے سر ٹکایا ہوا تھا۔۔

"انابیہ کچھ بھی سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں،،ڈاکٹر نے کیا کہا ہے اب بلکل کوئی ٹینشن نہیں لینی،،اب بھی نروس بریک ڈاؤن ہوتے بچا ہے،،،یہ ٹینشن تمھارے لیے کتنی خطرناک ہے تم جانتی ہو ناں،،انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا،،

جائش نے انابیہ کو نرمی سے سمجھانا چاہا۔ مگر وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"انابیہ،،، جائش نے اسے بے بسی سے پکارا۔

"اس سب کی زمہ دار میں ہوں بھائی،، سب کچھ میری وجہ سے ہوا،،، اگر میں ناں ہوتی تو یہ سب بھی نا ہوتا،، کاش میں بھی مما بابا کے ساتھ اس ایکسیڈنٹ میں مر جاتی تو آج یہ سب نا ہوتا،،،

وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔ عماد نے پہلو بدلا۔ حتی کے اس کے اس طرح رونے پر اسما بھی رو پڑی۔

عماد کے گھر پہنچنے تک گاڑی میں عجیب سے بے چین کر دینے والی مردنی چھائی رہی۔ گھر آجانے پر عماد نے اصرار کیا کہ وہ اندر آجائے۔ مگر اس نے انھیں شراب کر کے فوراً وہاں سے گاڑی نکال لی۔

یوسف صاحب، سلمی بیگم اور حریم اس وقت صحن میں موجود تھے۔ وہ بیقراری سے ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔ سلمی بیگم درود پاک پڑھ رہی تھیں۔ رات کے وقت اچانک اسما کی طبیعت

بہت زیادہ خراب ہوئی تھی۔ تو عماد اسے لے کر ہاسپٹل گیا تھا۔ مگر اب تین چار گھنٹے گزر جانے کے بعد رات کے دو بج چکے تھے اور اس کا کہیں اتا پتا نہیں تھا۔ حتی کے فون بھی بند جا رہا تھا۔ اب تو ان سب کا پریشانی سے برا حال تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ باہر گاڑی تک ے کی آواز آئی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں،،، یوسف صاحب باہر کی جانب لپکے۔ صد شکر کے چند لمحوں کے بعد ہی عماد اور اسما اندر آتے دکھائی دیئے۔

"عماد کہاں رہ گئے تھے،، جانتے ہو کس قدر پریشان تھے ہم لوگ،، کیسے کیسے وسوسے دل کو ہولا رہے تھے،،،

سلمیٰ بیگم نے اٹھ کر چٹاچٹ اس کا اور اسما کا چہرہ چوم ڈالا۔ تب عماد نے انھیں ساری تفصیل بتائی کہ کس طرح ان کی گاڑی بیچ رستے میں خراب ہو گئی۔ اور وہ کیسے ہاسپٹل سے اب اپنے گھر پہنچے۔

"کون تھا وہ نیک انسان جس نے اتنی مدد کی تمھاری، اللہ تعالیٰ اس کا بھلا کرے،، نیک نصیب ہوں،، سلمی بیگم نے دل سے دعا دی۔

"جائش تھا مما،،وہ اپنی بہن کو لے کر ہاسپٹل ہی جارہا تھا،،۔عماد نے سادگی سے بتایا تو سب چونک گئے۔اسما اداس سی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ارے کیا ہوا تھا اس بچی کو،،دن میں تو اچھی بھلی مسکراتی ہوئی یہاں آئی تھی،،۔سلمی بیگم کو حقیقتاً دکھ ہوا۔

"شاید ڈپریشن کی وجہ سے نروس بریک ڈاؤن ہونے والا تھا،،وقت پر جائش اسے ہاسپٹل لے گیا تو بچت ہو گئی،،عماد کے لہجے میں بھی افسوس تھا۔اس نے ایک نظر حریم کو دیکھا جواب بھی سرد و سپاٹ چہرہ لیے پاس کھڑی تھی۔جیسے اسے اب بھی کسی کے دکھ سے رتی برابر بھی کوئی فرق نا پڑ رہا ہو۔وہ جیسے پتھر کی بن گئی ہو۔

"گڑیا آرام کرو،،کافی تھک گئی ہو گی،،عماد نے اس کے سر پر نرمی اور محبت سے ہاتھ رکھا اور اندر چلا گیا کہ وہ بھی کافی تھک چکا تھا۔

"حریم چلو اندر،،کیا سوچ رہی ہو،،،

"مما بلکل اچھا ہوا اس کے ساتھ،،، اسے بھی تو پتا چلے کہ اپنوں کا دکھ کیسے سینوں میں آگ لگاتا ہے،،، حریم نے نفرت و حقارت سے کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سلمی بیگم اور یوسف صاحب ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر رہ گئے۔

..

وہ اپنے بستر پر نیم دراز تھی۔ حریم نے سونے کی کوشش کی مگر جیسے ہی آنکھیں بند کیں عجیب طرح سے دم سا گھٹنے لگا۔ اور ایسا اس کے ساتھ تقریباً آدھے گھنٹے سے ہو رہا تھا۔ اب کی بار وہ بستر پر اٹھ بیٹھی اور بہت بری طرح سے اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔ دراصل یہ ضمیر کی لعنت ملامت تھی جو اسے سونے نہیں دے رہی تھی۔ دو آنسو بہاتی آنکھیں اسے تصور میں آ کر بے چین کر رہی تھیں۔ آج اس نے کسی کا بہت بری طرح دل دکھایا تھا۔ آج اس سے وہ عمل سرزد ہوا تھا جو اس نے کبھی کرنے کا سوچا بھی نہیں تھا۔ دن میں تو اپنے اوپر بے حسی کا خول چڑھائے رکھا مگر اب وہ بری طرح چٹخا تھا۔

یہ سچ تھا کہ وہ شخص اس کا مجرم تھا اور حریم اسے کبھی بھی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر اس سارے قصے میں انابیہ کا سرے سے کوئی قصور ہی نہیں تھا جس سے حریم نے اس قدر بد سلوکی کی تھی کہ وہ بیمار ہو کر ہسپتال جا پہنچی۔ اسے اس کو اتنی بری طرح بے عزت ہرگز نہیں

کرناچاہیے تھا۔وہ کس قدر دکھی ہوئی ہوگی اس کا کتنا دل دکھا ہوگا۔اس کے الفاظ نہیں نشتر تھے جو سینا چیر گئے۔ ضمیر بار بار ملامت کرتا رہا۔

وہ بستر پر نیم دراز ہوئی تو اچانک نظر اپنی ممتا پر پڑی۔اس نے دونوں ہاتھوں اپنی کوکھ پر رکھے۔

ایک الگ ہی احساس تھا۔انوکھا۔اچھوتا۔

مگر وہ اس رات ساری رات بے چین رہی اور بلکل ڈھنگ سے سو نہیں سکی۔

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلا خیال اسی کا آیا۔حریم اٹھ بیٹھی۔

"آخر کیا کروں کے سکون آجائے،،وہ اپنے بال سمیٹتی بری طرح جھنجھلائی۔فریش ہوکر باہر آئی۔اور سیدھا اسما کے کمرے میں گئی۔وہ نڈھال سی اب بھی آرام کررہی تھی۔عماد شاید کچن میں تھا۔آج اتوار کا دن تھا اور عماد اور یوسف صاحب گھر پر تھے۔

"بھابھی،،اس نے پکارا۔تو اسما اس کی جانب متوجہ ہوئی۔وہ دھیمے سے اٹھ کر نیم دراز ہوئی۔
"ارے اٹھ کیوں رہی ہو،،لیٹی رہو پلیز،،،حریم نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں،،

ایک بات پوچھوں بھابھی،،،

"ہاں پوچھو،،،

"رات تم جب گھر واپس آئیں تو اتنی اداس کیوں تھیں،، شاہد روئیں بھی تھیں،، کیا ہوا تھا،،؟؟ حریم نے پوچھا تو اسما چپ سی کر گئی لیکن پھر بول ہی دیا۔

"انابیہ کی وجہ سے،،، وہ کافی بیمار تھی اور رو رہی تھی جانتی ہو وہ اپنے بھائی سے بول رہی تھی کہ کاش وہ بھی اپنے والدین کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں مر جاتی،،،، تب اس کے لہجے کی بے بسی نے مجھے بہت اداس کر دیا تھا،، اسما نے کہا تو حریم کا دل مزید بوجھل ہونے لگا۔ اسما اس کا اداس چہرہ دیکھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔ مگر حریم کے دھیان کی سوئی ادھر ہی اٹکی رہی۔

اور پھر پورا دن وہ لاشعوری طور پر کسی کا انتظار کرتی رہی۔ اس الجھن کا حل اسی کے پاس تھا شاید۔

لیکن جب پورا دن گزر گیا اور عصر کے بعد تیزی سے شام ڈھلنے لگی تو اس کے لبوں پر بار بار ایک طنزیہ سی مسکراہٹ رینگ جاتی۔ وہ شام تک یونہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑتی رہی۔

بس اتنا ہی دم خم تھا محبت میں کہ اپنی اور اپنی بہن کی ایک ہی بے عزتی برداشت نہیں کر سکا۔ یہ ہے اس آدمی کی دو کوڑی کی محبت؟؟

طبیعت پر چھائی بیزاری کی وجہ سے جانے کتنی منفی سوچیں وجود کو گھیرا ہوئے تھیں۔ وہ یونہی دنیا جہان سے بیزار صحن میں پودوں کو پانی دے رہی تھی جب باہر گلی میں گاڑی کے رکنے کی آواز پر چونک اٹھی۔ دل کانوں میں بجنے لگا۔ بیٹھک کے دروازے پر دستک ہوئی تو تمام حسیات اسی جانب متوجہ تھیں مگر وہ بظاہر اپنے کام میں مشغول رہی۔ یوسف صاحب نے جا کر بیٹھک کا دروازا کھولا تو جائش اندر آ گیا۔

ادھر باہر وہ پانی چھوڑ کر بیٹھک کے دروازے تک آئی۔

"اسلام و علیکم،، کیسے ہیں آپ،،

وعلیکم السلام،، بلکل ٹھیک،،

"میں دراصل آج کافی لیٹ ہو گیا،،دن میں بھی انابیہ کی طبیعت کافی خراب رہی،،،اسی لئے اسی کی دیکھ بھال میں مصروف تھا،،، لیکن مجھے احساس ہے کہ حریم اب بھی پوری طرح میری زمہ داری ہے،،اس کا نان نفقہ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرنا میرا فرض ہے،،اسی لئے اس کی طبیعت کا پوچھنے آیا تھا یہ بھی کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں،،،

جائش نے شرمندگی سے اپنے دیر سے آنے کی وضاحت پیش کی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا،،، یوسف صاحب کا لہجہ اس کی اچھائی اور نیک نیتی کے سامنے اس کی جانب سے نرم پڑ گیا تھا۔

کیا میں حریم سے مل سکتا ہوں،،،

جائش کے اندر کہنے کی دیر تھی جب باہر حریم اپنی جگہ پر بری طرح بوکھلائی تھی۔ فوراً قدم اپنے کمرے کی جانب لیے تھے۔ حریم نے اپنے کمرے میں ہی آکر سانس لیا تھا۔ کمرے سے باہر مخصوص قدموں کی چاپ سے وہ لاشعوری طور پر ہی گھبرائی تھی۔ کیونکہ بری طرح بوکھلاہٹ کا شکار جو تھی۔

ادھر وہ ہلکی دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا تو اسے کمرے کے بیچ و بیچ کھڑے دیکھا جو گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ وہ بے اختیار سارے فاصلے مٹا کر اس کے قریب آیا تھا۔

"کیا ہوا حریم،، تم ٹھیک تو ہو،، طبیعت ٹھیک ہے،،، جائش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ جو پہلے ہی بوکھلائی۔ اس لمس پر اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے اچھلی۔ اور کل کے رویے کے بعد اس کے اس نارمل بلکہ نرم لہجے پر جی بھر کر حیرت ہوئی تھی۔

"آپ سے مطلب،،؟؟؟ آپ اپنے کام سے کام رکھیں،،، اس کا لہجہ سرد تھا۔ مگر کل جیسی کاٹ نہیں تھی۔ جائش بے اختیار مسکرایا تھا۔

"سارے معنی و مطالب مجھے ہی تو ہیں جان من،،، جائش نے مخمور لہجے میں کہا اور بے باکی سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے تو اس کا چہرہ غصے اور شرم و حیاء کی آمیزش سے سرخ ہوتا بھانپ چھوڑنے لگا۔ جبکہ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ یہ شخص کس مٹی سے بنا تھا کہ کل اتنی انسلٹ کے بعد آج پھر اس کے چونچلے اٹھانے میں مصروف تھا۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،، دور ہٹیں مجھ سے،،، اس نے سخت مزاحمت کی۔

"اوں،ہنہوں کیوں ہلکان کر رہی ہو خود کو بیگم،، چھوڑ دوں گا،،بس جو پوچھ رہا ہوں وہ بتادو،، میرا بے بی ٹھیک ہے ناں بلکل،،، جائش نے اس کے کان میں سر گوشی کی۔

"ٹھیک ہے،،،اس نے جان چھڑانے کو دانت پیس کر کہا۔تو جائش نے مسکراتے اسے اپنے حصار سے آزاد کر دیا۔

"میں فروٹس وغیرہ لایا تھا،،وعدہ کرتا ہوں تم پر اب کبھی کوئی آنچ بھی نہیں آنے دوں گا،،بس اپنا بہت سارا خیال رکھنا،، منتھلی چیک اپ کے لیے بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تمھیں،،، منع کرو گی تو بھی نہیں مانوں گا،،،روز تمھیں منانے آؤں گا،،جب تک مانو گی نہیں تم سے معافی کی درخواست کرتا رہوں گا،،میری زندگی کا مقصد تمھیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کرنا ہے،،، تمھاری ہر زمہ داری اٹھانے کے لیے میں ہوں،، کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں،،،چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا،،،

وہ نرمی سے کہتا واپس مڑا تھا۔جبکہ اس سارے لیکچر کا اس پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ہاں مگر۔

"مجھے انابیہ کا نمبر چاہیے،،،اس نے اچانک کہا تو جائش کے قدم اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکے۔خود پر شادی مرگ کی کیفیت طاری کرتے وہ پیچھے مڑا۔

"کیوں چاہیے،،؟؟جوش جزبات میں انتہائی احمقانہ سوال پوچھا تھا۔

"بتانا ضروری نہیں سمجھتی،،اس نے بھی حساب بے باک کیا۔

"انابیہ کے بھائی کا نہیں چاہیے،،اس نے چھیڑا۔

"نہیں،،وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔تو وہ کھل کر ہنس دیا۔جائش نے اپنے فون سے اس کے نمبر پر انابیہ کا نمبر سینڈ کر دیا۔وہ وہیں جما کھڑا رہا تو حریم نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"اب تشریف لے جا سکتے ہیں آپ،،،

حریم نے کہا مگر وہ تیزی سے اس تک آیا۔اس کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر ایک شدت بھرا پر تپش لمس اس کے ماتھے پر چھوڑا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزاحمت کرتی جائش نے اس کی

نرم وگداز گالوں کو اپنے لمس سے بوجھل کر دیا۔اس کے حرف بھرے لمس کا اعجاز تھا کہ اس کے عارضے لال ٹماٹر ہو کر دہکنے لگے۔وہ یہ کارنامہ سرانجام دے کر فوراوہاں سے کھسکا تھا۔

حریم جو صدمے سے سکتے کی سی کیفیت میں تھی ہوش میں آکر اسے زیر لب کافی 'معتبر' القابات سے نوازا۔

انابیہ اپنے کمرے میں مغرب ادا کر رہی تھی جب امتیاز ہلکی دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

"انابیہ بے بی، کوئی مہمان آئے ہیں،، بول رہے ہیں سردار جی سے ملنا ہے،،

"تو انھیں کہو وہ گھر پر نہیں ہیں،،،

"بولا ہے جی،، کہتے ہیں انتظار کریں گے،، ملے بغیر نہیں جائیں گے،،

"ایسا کون ہے،،؟

"پتہ نہیں کہتے ہیں امریکہ سے آئے ہیں،،،

"اچھا،، میں خود دیکھتی ہوں،،انابیہ اپنی جگہ سے اٹھی۔اور آہستگی سے ڈرائنگ روم کی جانب آئی۔ ہلکے پیلے سوٹ پر سفید چادر نما دوپٹہ حجاب سٹائل میں لیے وہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔وہ جو کوئی بھی تھا بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس لمبا چوڑا شخص اپنے موبائل میں مصروف تھا۔

اسلام وعلیکم،،انابیہ نے دھیمے لہجے میں سلام کیا۔سامنے والے نے نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ (یہ نگاہ سامنے نہیں اٹھنی چاہیے تھی۔اگر اٹھ ہی گئی تھی تو واپس پلٹنے چاہیے تھی مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا)

"وعلیکم السلام،،

"آپ کون ہیں،،،؟؟؟اور کس سے ملنا ہے آپ کو؟؟؟

یہ سردار جائش جہانگیر کا ہی گھر ہے ناں،،اس نے سکون سے پوچھا۔انابیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ظاہر ہے،، باہر نیم پلیٹ نہیں دیکھی آپ نے،،انابیہ نے خائف ہو کر کہا تو سامنے والا متبسم ہوا۔ جبکہ انابیہ کو یہ مسکراہٹ بلکل سمجھ نا آئی۔

"بس پھر میں محمد افروز شیر ازی ہوں،، جائش کے کالج سے اس کا دیرینہ دوست،،امریکہ میں تھا کل ہی واپس آیا تو اسے سرپرائز دینے کے چکر میں ملنے چلا آیا،، مگر یہاں تو آکر میں خود ہی سرپرائز ہو گیا ہوں،،

وہ نرمی سے کہتا بولے گیا جبکہ اس کے آخری الفاظ انابیہ کے سر سے گزر گئے۔

"میں فون کرتی ہوں بھائی کو،، بلکہ وہ آتے ہی ہوں گے،،آپ ویٹ کریں،، میں آپ کے لیے کچھ بھجواتی ہوں،،وہ بول کر جانے لگی۔

"سنیں،،اس نے پکارا۔

"جی،،

"نام کیا ہے آپ کا،،،

"جی،،

"نام،نام پوچھا ہے میں نے کوئی اتنا مشکل سوال نہیں پوچھا،،افروز نے لاپروائی سے کہا۔

"میں اجنبیوں کو اپنا نام نہیں بتاتی،،وہ اس کے یوں بے تکلف ہونے پر تلملائی۔

"میں اجنبی نہیں ہوں،،اس نے پھر اس کی جانب دیکھا۔انابیہ تیزی سے اندر بھاگ گئی۔دو گہری نگاہوں نے اس کا دور تک پیچھا کیا۔

اسے کچھ ہی دیر گزری تھی انتظار کرتے۔جب جائش واپس حویلی چلا آیا۔وہ کافی دیر سے آپس میں بغلگیر رہے۔

کیسے ہو،،جائش نے اس کے سینے پر گھونسا رسید کیا۔

بلکل ٹھیک،،

تم تو منظر سے یوں غائب ہوئے کہ دوبارا تمھاری شکل دیکھنے کو ترس گیا تھا میں،، جائش نے اس سے شکوہ کیا۔

"بس امریکہ میں ہی جاب تھی تو امی ابا کے ساتھ ادھر ہی سیٹل ہو گیا،، لیکن اب میری شکل نظر آتی رہے گی تمھیں،، وہ بول کر خود ہی مسکرا دیا۔

"اور مجھے لگا یہ کہو گے تمھاری بھابھی اور بال بچوں کے ساتھ سیٹل ہو گیا تھا،"

"کہاں یار،، چار بہنوں کی زمہ داریاں، امی کے کینسر کا علاج،، بہت زمہ داریاں تھیں کندھوں پر،، امی نے سر توڑ کوششیں کی کہ میں شادی کر لوں مگر اپنی زمہ داریاں پوری کرنے سے پہلے میں اپنے لیے یہ قدم ہر گز نہیں اٹھانا چاہتا تھا،، دوسرا کوئی اس دل کو اس قدر بھائی ہی نہیں کہ اپنے مقاصد کو پس پشت ڈال کر بس اس کا ہاتھ تھامنے کی جلدی مچاتا،،،

افروز نے سادگی سے کہا۔

"اور اب،،اب کیا ارادے ہیں محترم کے،، جائش مسکرا دیا۔

اب اپنے تمام فرائض سے سبکدوش ہو چکا ہوں،، امی بلکل ٹھیک ہیں اور ماشاءاللہ امریکہ جانے سے پہلے ابا کے ساتھ حج بھی کر آئی ہیں،، کسی کام سے یہاں آیا تھا تو امی نے ایک لسٹ تھما کر بھیجا کہ امی اور ابا کے خاندان میں سے جو پسند ہوا سے بہو بنا کر ہی امریکہ قدم رکھوں،، اب تو کافی عرصے سے اس کی تلاش تھی جو دل کو بھا جائے،،

افروز کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو پا رہی تھی۔

" تھی '،، مطلب تلاش پوری ہو چکی ہے،، جائش نے اس کے فقرے سے من پسند لفظ اچک لیا تو وہ بھی ہنس دیا۔

"اب تک اتنے ہی زہین ہو جتنے پہلے ہوا کرتے تھے،،،

تمھیں کوئی شک ہے،،اور اب میری تعریفوں کے پل باندھ کر بات کو گھماؤمت،،سیدھی طرح بتاؤکہ کسی کو پسند کرتے ہو کیا؟؟؟جائش کے لہجے میں حسرت ہی حسرت تھی۔کاش سب کچھ برباد ہونے سے پہلے اتنا مخلص انسان اس سے ملا ہوتا۔مگراب بہت دیر ہو چکی تھی۔

"میں گھما پھرا کر بات نہیں کرنا چاہتا جائش،،اگر امی ابو یہاں ہوتے تو بات کرتے،،،ابھی ابھی تمھاری چھوٹی ہمشیرہ سے دعا سلام ہوئی،،مجھے لگتا ہے ایک عرصے کی تلاش پوری ہو گئی،،میں جلداب جلد انھیں اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں،،

افروز نے بول کر جائش کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔

وقت جیسے پر لگا کر اڑ گیا۔اسما کی بہت زیادہ طبیعت خراب تھی۔اور اسے ہاسپٹل لے جایا جارہا تھا۔سب بے تحاشا پریشان تھے۔جائش ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ عماد اور سلمی بیگم اسما کو تھام کر گاڑی تک لے جارہی تھیں۔

"میں بھی ساتھ چلوں گی،،،بے حال ہوتے حریم نے ضد کی جس کی خود کی طبیعت انتہائی حساس اور نازک موڑ پر تھی۔ کسی بھی وقت ،وقت آسکتا تھا۔۔

"بھابھی ضد مت کرو،،خود کی طبیعت ٹھیک نہیں چلو اندر،،،انابیہ نے اس کا بازو تھاما اور اندر کی جانب چل پڑی۔

"کتنی مرتبہ کہا ہے آپی کہ مجھے بھابھی مت بولا کریں،،اس نے بیزار سی شکل بنائی۔ چھ ماہ کا بھی عرصہ گزر جانے کے بعد اس کی اس سے نفرت میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا آج بھی وہ شخص اور اس کی جنونی محبت اس کے لیے نامعتبر ٹھہرے تھے۔ چھ ماہ سے وہ روز اس کے پاس آتا۔اس سے معافی مانگتا۔اس کا ماتھا چومتا اور چلا جاتا۔ مگر وہ اب بھی اس سے اتنی ہی بیزار تھی جتنی کہ پہلے۔ہاں مگر وہ انابیہ پر اعتبار کرتی تھی۔انابیہ نے ان چھ ماہ میں جو تحمل مزاجی سے اس کی دیکھ بھال کی تھی وہ تعریف کے قابل تھی۔۔

"اچھا نہیں کہتی،،لیٹ جاؤ اب آرام کرو،،

انابیہ نے نرمی سے کہا اور اسے بیڈ پر نیم دراز کیا۔ مگر ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حریم کی دلخراش چیخوں سے پورا گھر گونج اٹھا۔۔

حریم کیا ہوا،، ؟؟؟؟انابیہ گھبرائی تھی۔ جبکہ وہ ہنوز یونہی درد سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی۔

"حریم کیا ہو رہا ہے،، انابیہ اس کے اوپر جھکی اس کا چہرہ زور سے تھپتھپایا۔ جبکہ وہ اپنے لب بھینچے کچھ بول بھی نہیں پا رہی تھی۔ انابیہ نے اپنا موبائل فون اٹھایا۔ تب باہر سے جائش کی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ انابیہ باہر کی جانب بھاگی جب وہ گاڑی سے اتر کر اندر داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔

"میں عماد لوگوں کو ہاسپٹل چھوڑ آیا،، جانے کیوں مگر سکون نہیں مل رہا تھا،، عجیب سی ٹینشن ہو رہی تھی تو میں چلا آیا،،،

جائش نے اندر آتے ہوئے اپنے آنے کی وضاحت دی۔

تمھیں کیا ہوا،،، اس کا ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھ جائش پریشان ہوا تھا۔

حریم کی بھی طبیعت بہت بری طرح خراب ہو رہی ہے،، لگتا ہے وقت ہو گیا،، اسے بھی ہاسپٹل لے جانا ہو گا ابھی،،،

انابیہ نے کہا تو وہ پریشانی کے عالم میں اندر کی جانب لپکا۔

حریم،،، وہ دیوانہ وار اس کے کراہتے وجود کے اوپر جھکا۔

جائش،،،،، آج مہینوں بعد ان لبوں نے درد کے عالم میں اسے پکارا تو جائش نے نم آنکھیں لیے اسے نرمی سے بازوؤں میں اٹھایا۔

انابیہ چلو،،، جائش نے کہا تو انابیہ نے اس کے کمرے میں سے ضروری سامان کی تیار باسکٹ بھاگ کر گاڑی میں رکھی۔ وہ فورا باہر نکلا۔ انابیہ نے گھر کو لاک کیا۔ جائش نے حریم کو نرمی سے گاڑی میں لٹایا۔ وہ لوگ ہاسپٹل کے لیے فوری نکلے۔

وہ جب حریم کو لیے ہاسپٹل پہنچے تھے تو وہ جو پہلے ہی پریشان تھے حریم کی ایسی حالت دیکھ کر مزید ہاتھ پیر پڑ گئے۔ حریم کو لیبر روم لے جایا گیا۔ اسما کا تو کچھ کمپلیکیشنز کی وجہ سے آپریٹ ہی ہونا تھا۔ اسما کو خون کی ضرورت تھی۔ جو کہ کسی کے ساتھ میچ نہیں کر رہا تھا۔ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ بلڈ بینک میں بھی اسما کے میچ کا بلڈ دستیاب نہیں تھا۔ عماد کے ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے۔ اتنے میں انابیہ کے کہنے پر اس کا خون ٹیسٹ کیا گیا تو وہ اتفاق سے اسما سے میچ کر گیا۔

تب انابیہ نے اسما کو اپنا خون دیا۔ ادھر حریم کی حالت بگڑی جا رہی تھی۔ اس کی دلخراش چیخیں لیبر روم سے باہر تک گونج رہیں تھیں۔

جائش بھی باہر یہاں سے وہاں بیقراری سے چکر لگاتا اتنا ہی تڑپ محسوس کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر نے اسما کے ہاں بیٹی کی پیدائش کی نوید سنائی۔ ماں اور بچہ دونوں محفوظ تھے۔ سلمی بیگم اور یوسف صاحب انابیہ اور جائش کا بار بار شکر ادا کرتے رہے۔ عماد کے پاؤں زمین پر نا تک رہے تھے۔ مگر ابھی اپنی لاڈلی بہن کی وجہ سے ٹھیک طرح سے خوش نہیں ہو پا رہا تھا کہ اس کی فکر ہر خوشی پر بھاری تھی۔۔

سلمی بیگم اور یوسف آج ان کی نگاہوں میں انابیہ اور جائش کی قدر مزید بڑھ گئی تھی۔ان گزرے مہینوں نے جائش نے جس طرح اپنا ہر حق ادا کیا تھا۔ہر فرض پورا کیا تھا۔جس طرح ان کا خیال رکھا تھا۔۔عماد کی جگہ انھیں ان کا بیٹا بن کے دکھایا تھا۔حریم کے بار بار دھتکارنے پر بھی اس شخص نے جس قدر خندہ پیشانی سے اس کا خیال رکھا تھا۔اسے سہارا دیا۔سامنے کی ٹھوکروں پر بے آسرا نہیں چھوڑا۔وہ اور انابیہ جس طرح ان کے گھر کا ہی حصہ بن گئے تھے۔ سلمی بیگم اور یوسف صاحب کے دل میں اپنا گھر کر گئے تھے۔انھیں یہ اچھی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ اگر دنیا میں حریم کے لیے کوئی بہترین جیون ساتھی بننے کا حق دار ہے وہ صرف سردار جائش جہانگیر ہی ہے۔اب بھی وہ اسے بے تحاشا بے چین ادھر سے ادھر دیوانوں کی طرح چکر کاٹتے دیکھ رہے تھے۔

تبھی ہر طرف سناٹا سا چھا گیا۔کچھ ہی دیر بعد چوں چوں کی آواز کے ساتھ نرس مسکراتی لیبر روم سے باہر آئی۔

مبارک ہو مسٹر جائش،،آپ کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے،،،نرس نے اسے اس کی زندگی کی سب سے بڑی اور خوبصورت نوید سنائی۔

سسٹر میری وائف،،،اس نے بیقرار ہو کر پوچھا۔ جبکہ وہاں موجود ہر شخص اس کی اس بیقراری پر کھل کر مسکرایا۔

وہ بھی بلکل ٹھیک ہیں،،کچھ دیر تک روم میں شفٹ کر دیا جائے گا،، سسٹر کہتی پھر سے اندر غائب ہو گئی۔ سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

عماد، یوسف صاحب اور جائش نے ہاسپٹل کی مسجد میں شکرانے کے نوافل ادا کیے۔

وہ سب اسما کے پاس اس کے روم میں تھے۔ اسے ہوش آچکا تھا۔ اور سب کے خوشی سے کھلتے چہرے دیکھ وہ بھی نقاہت بھری مگر مسرور سی تھی۔

چھوٹی سی بے بی جو اسما کی کاپی تھی وہ سلمی بیگم کی گود میں تھی۔ عماد اسما کے سرہانے بیٹھا تھا۔

تم نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی دی ہے میری جان اس کے لیے بہت شکریہ،،،

عماد نے جھک کر دھیمے سے اسما کے کان میں سرگوشی کی۔

شرم کریں عماد،،وہ سب کے موجودگی میں لال ٹماٹر ہوئی تھی اوراس سے پہلے وہ کوئی اور شوشا چھوڑتا اسما نے جلدی سے آنکھیں موند لیں۔ عماد اس کے اس حفاظتی اقدام پر کھل کر مسکرایا۔ نرس نے اسے آرام کرنے کا کہا تو سب باہر چلے آئے۔ کسی کا بھی دل تو نہیں جاہ رہا تھا مگر باامر مجبوری بے بی کو ابھی سسٹر کے حوالے کر دیا۔۔ باہر جائش بھی اس بات کا بے چینی سے منتظر تھا کہ کب حریم کو روم میں شفٹ کیا جائے اور کب وہ اسے دیکھے۔ آخر سسٹر نے آکر بتایا کہ اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔اب وہ سب حریم کے روم میں داخل ہوئے تھے۔ وہ اپنے دائیں جانب ہلکا سا جھکی ہمک ہمک کر کاٹ میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ابھی تکلیف میں تھی تو اتنا موو نہیں کر پا رہی تھی۔ سب اس کی اس بے چینی پر مسکرا دیئے۔ سب کو اندر آتا دیکھ وہ نرمی سے سیدھی ہو گئی۔ گلابی رنگ میں زردیاں گھلی ہوئیں تھیں۔ آنکھیں رونے کے باعث سرخ تھیں۔

مبارک ہو بھئی ہم نانا نانی بن گئے،، یوسف صاحب نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو وہ کانوں تک سرخ ہو گئی۔ جائش آہستگی سے چلتا کاٹ کی جانب بڑھا۔ کاٹ پر پوری طرح جھکا اب وہ اپنے ہی چھوٹے سے عکس کو نرمی سے چوم رہا تھا۔ حریم نے کوئی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ انابیہ بھی کاٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے سرخوشی میں نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

بھائی بس بھی کریں،،اب مجھے پیار کرنے دیں،،،انابیہ نے جھنجھلا کر کہا تو وہ مسکراتا ہوا پیچھے ہٹا۔ عماد نے حریم کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا۔تب تک جائش بھی اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

تم ٹھیک تو ہو ناں،،، جائش نے اس کا زرد چہرہ ضا گہری بے چین نگاہوں سے دیکھا۔

ٹھیک ہوں،،، حریم نے بے تاثر لہجے میں کہا۔۔سب کافی دیر اس کے پاس بیٹھے رہے۔ حریم ان کے خوشی سے دمکتے چہرے دیکھ نگاہیں چراتی رہی۔ حتی کہ وہ دونوں بہن بھائی بھی پوری طرح بے بی کی جانب متوجہ تھے۔اور وہ خواہ مخواہ ہی جل کر پہلو بدل رہی تھی۔ان سات آٹھ ماہ میں اس شخص نے اس پر آپ ی اتنی عنایتیں، محبتیں اور چاہتیں عیاں ہیں تھیں اسے اپنے دل کی اتنی اونچی مسند پر بٹھایا تھا کہ وہ اب اس سب کی جیسے عادی ہو چکی تھی یا شاید تھوڑی مغرور بھی ہونے لگی تھی اسی لیے تو اسے قابل اعتناء نہیں گردانتی تھی۔۔عماد سلمی بیگم اور یوسف صاحب اس سے باتیں کرتے رہے۔پھر اس نے خود ہی سب کو کہا کہ وہ اسماء کے پاس چلے جائیں۔سب نے خوش دلی سے حامی بھری اور کمرے سے باہر نکل گئے۔۔سوائے اس شخص کو جو اطمینان سے وہیں بیٹھا رہا۔ حتی کہ انابیہ بھی بہانے سے وہاں سے کھسک گئی۔ حریم جو ان کی جانب متوجہ تھی فوری طور پر لاتعلقی اختیار کی۔۔بے بی کاٹ میں پر سکون ہو کر سو رہا تھا۔جائش اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔وہ اٹھ کر اس تک آیا۔ حریم نے اس کی جانب سے رخ موڑنا چاہا۔ مگر

جائش نے بیڈ پر اس کے انتہائی قریب بیٹھ کر اسے نرمی سے تھام کر ایسا کرنے سے قبل ہی اسے اپنی گرفت میں تھام لیا۔

اب بس بھی کرو جان من،،، تمھاری قید کے ان سات آٹھ دنوں کا خمیازہ میرے ساتھ آٹھ ماہ بھگت چکے ہیں میری جان،، خدا کے لئے اب تو مجھے معاف کر دو،، اب تو ہمارا بے بی اس دنیا پر آ چکا ہے،، پلیز اس کی خاطر ہی مجھے معاف کر کے حویلی چلی آؤ،،، جائش کے نرمی بھرے لہجے میں التجا تھی۔ جبکہ وہ اس بات کا کچھ اور ہی مطلب سمجھ کر سر تا پیر سلگ گئی۔

کیا مطلب ہے آپ کا،، آپ جیسے مردوں کی یہی پرابلم ہے،، یہی سوچ رکھتے ہیں ناں کہ اولاد دنیا پر آ گئی تو بیوی کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں،، بن گئی وہ ساری عمر کے لیے آپ کی غلام،،، اگر آپ کی یہی سوچ ہے سردار جی تو انتہائی،،،

تمھیں کس جاہل نے کہا کہ ہر مرد کی یہی سوچ ہوتی ہے،،، جائش نے اس کی بات تیزی سے کاٹی تھی۔ اب اس کے لہجے کی سختی حریم کو اپنی جگہ پر ساکت کر گئی تھی۔ "ہر مرد کی یہ سوچ نہیں ہوتی کہ اولاد عورت کی غلامی کا ذریعہ ہے،، کس جاہل نے کہا کہ اولاد عورت کے پاؤں کی بیڑیاں ہیں،، یہ اولاد ہی تو ہوتی ہے جو میاں بیوی کے رشتے کو پختہ کرنے کو ایک محبت بھری سبیل ہوتی ہے،،، میاں بیوی کا پاکیزہ رشتہ مضبوط ترین کرنے کا ایک ذریعہ،، میاں بیوی کے لیے اولاد اللہ

تعالٰی کی جانب سے عنایت کیا گیا کتنا خوبصورت تحفہ ہے اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کیا؟ اتنے ماہ ہو گئے،، مجھے لگا اب تو تم میری نیچر کو سمجھ ہی چکی ہو گی مگر افسوس،، تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو حریم ایسا کہ میں اس بے بی کو تم تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ بناؤں گا،،،؟؟؟ جائش نے اس کی چن تھام کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

آپ سب کچھ کر سکتے ہیں تو کیا میں بول بھی نہیں سکتی،،، وہ چیخ کر بولی۔ پتہ نہیں کہاں کا غم کہاں غلط کر رہی تھی جب آنسو آنکھوں سے قطار در قطار بہے۔ اس قدر نازک صورت درد و بے دریغ تکلیف کے باعث اسے جزباتی سہارے کی ضرورت تھی شاید جو اسے اب میسر آیا تھا۔

ایسا کیا کر دیا آخر میں نے کہ میری ہزار کوششوں اور ہزار منتوں پر بھی یہ تمھارا پتھر دل پگھلتا نہیں،، جائش نے نرمی سے اس کی چن پر اپنے لب رکھے تھے۔ جب کہ وہ فضول میں ہی روئے گئی۔

آپ نے زبردستی کی میرے ساتھ،،، حریم نے اس کا گریبان دبوچ کر اپنا سب سے بڑا دکھ بیان کیا وہ دھچکا جس سے وہ اب تک نا سنبھل پائی تھی۔ جو اس کی ذات کو ریزہ ریزہ کر گیا تھا۔

بس ایک مرتبہ مجھے معاف کردو میری جان،،اور میرے ساتھ حویلی چلو،،وعدہ کرتا ہوں آئندہ ہمیشہ اجازت طلب کر کے تمھارے قریب آیا کروں گا،،

جائش کا چہرہ بے تاثر جبکہ لہجہ انتہائی غیر سنجیدگی تھا۔وہ جو معافی والی بات سن رہی تھی باقی سب باتیں دماغ کے اوپر سے گزر گئیں۔مگر جب سمجھ آئی تو حریم چیخ گئی۔

دور ہٹیں مجھ سے،،اس نے مزاحمت شروع کی۔رونے کے درمیان اسے پتہ ہی نا چلا وہ کونسی اور کس سچویشن میں ہے اب تدارک ہوتے ہی اس کے اوسان خطا ہوئے تھے۔

ہٹ جاؤں گا،،پہلے قریب سے جی بھر کر دیدار تو کرنے دو،،جائش نے حسب عادت اس کے ماتھے پر اپنا دہکتا لمس چھوڑا۔

آئی ہیٹ یو،،سردار جائش جہانگیر،،وہ آنسو بہاتے ہوئے بے بسی سے بولی۔

بٹ آئی لو یو سو مچ،،جائش نے اپنا دل کھول کر رکھا۔اب اسے محسوس ہوا وہ ہلکے ہلکے کانپ رہی تھی۔تب جائش نے بنا کچھ کہے نرمی سے اسے سہارا دے کر تکیے پر لٹا دیا۔

آرام کرو میری جان،، تمھیں آرام کی سخت ضرورت ہے،، جائش نے اس پر چادر ڈالی۔وہ ڈھیٹ بنی چھت کو گھورنے لگی۔تب جائش نے جھک کر اس کی پلکوں کو اپنے لبوں میں قید کیا۔ حریم نے بے تحاشا گھبرا کر اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں۔اس کے پر تپش لمس کب سے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہے تھے۔اب بھی وہ گھرے گھرے سانس بھرنے لگی۔جائش مسکرا کر پیچھے ہٹا اور پھر سے اپنے بے بی کی جانب متوجہ ہو گیا۔

حریم اور اسما کو گھر آئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔اس دوران آج سے دو دن پہلے عماد اور جائش نے اکھٹے ملکر ایک ہی دن بچوں کا عقیقہ بڑی پیمانے پر کیا تھا۔۔عماد نے اپنی گڑیا کا نام ماورا رکھا تھا جبکہ جائش نے اپنے شہزادے کا نام سردار تیمور جائش رکھا تھا۔۔سب بے تحاشا خوش تھے۔ان سب کی خوشی اس وقت خاک میں ملی جب وہ لوگ سب اکھٹے بیٹھے تھے۔وہ سب حریم کے کمرے میں موجود تھے۔جاحش اور انابیہ بھی کمرے میں ہی تھے۔جائش نے اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا رکھا تھا جب حریم نے اپنے بابا کی جانب دیکھا۔

بابا،، بے بی کی پیدائش ہو چکی ہے،، اب تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ناں،، اب مجھے آزادی چاہیے،، اس شخص کو کیں مجھے ابھی اسی وقت ڈائیورس دے،،، حریم نے بے لچک لہجہ اختیار کیا تھا۔انابیہ

کو لگا وہ سانس لینا بھول گئی ہے جبکہ جائش نے بے یقینی سے پھٹی ہوئی نگاہوں سے اسے حضرت و صدمے سے دیکھا۔ اسے تو لگا تھا سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔ اب سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔ وہ مان جائے گی۔۔ اس نے اپنی دانست میں اپنی جان توڑ کوششیں کیں تھیں کہ وہ اسے منا لے گا مگر جائز لال بھبھو کا چہرہ اور پھولی ہوئی رگیں لیے اس کی جانب دیکھے گیا۔

حریم یہ کیا بچپنا ہے اب،، سب سے پہلے عماد نے اسے ٹوکا۔

یہ میری زندگی ہے بھائی،، تو فیصلے کا اختیار بھی مجھے ہی ہونا چاہیے،،

حریم نے سادگی سے کہہ کر اسے چپ کروا دیا۔ سلمی بیگم اور یوسف صاحب بھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔ جائش خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ بے بی کو سلمی بیگم کی گود میں دیا۔ وہ بہت خاموشی سے کچھ بھی کہے بغیر، کوئی سوال کیے بغیر اس کمرے کی دہلیز پار کر گیا۔ انابیہ نے بھی آنکھوں میں آنسو لیے اس بے حس لڑکی کی جانب دیکھا جس نے ایک پل میں اسکے اور اس کے بھائی کے خلوص، نیک نیتی اور خدمت گزاری کو آسمان سے زمین پر لا پٹخا تھا۔ وہ بھی خاموشی سے اس گھر کی دہلیز پار کر گئی۔ حتی کے کچھ بھی کہے بغیر فی الحال سب ہی اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ وہ آوازیں دیتی رہی۔ مگر ابھی کوئی بھی کسی قسم کی بات کرنے کا حوصلہ خود میں نہیں پاتا تھا۔

اگلے پندرہ دن یونہی انتہائی بوجھل، بیزار اور بے کلی لیے آ ہوئے گزرے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تیمور کو فیڈ کروا رہی تھی جب دستک دے کر یوسف صاحب، سلمی بیگم اور عماد اندر داخل ہوئے۔

وہ ان کی جانب متوجہ ہوئی۔ ان کے چہرے غیر معمولی حد تک سنجیدہ تھے۔

حریم،، جائش کا فون آیا تھا،، اس نے بولا کہ تم آزادی چاہتی ہو تو اب کی بار وہ تمھیں مکمل فیصلے کا اختیار دیتے ہوئے تمھاری ہر خواہش کا احترام کرے گا،، اسی لئے اس نے کہا کہ خلع کے پیپر بنوا کر سائن کر کے بھیج دو وہ سائن کر دے گا،، اب تم بتاؤ میرا دوست منیب وکیل ہے،، پیپر بنوانے کے لیے اسے فون کروں؟ عماد نے بے تاثر و سپاٹ لہجے میں اس سے پوچھا۔ حریم کی تو بے یقینی سے یوں آنکھیں پھٹی تھیں گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ جبکہ وہ دھونس بھرا لہجہ ذہن میں گونجا جب وہ کہا کرتا تھا کہ اسے کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ ساکت تھی۔ جب یوسف صاحب کی بھاری بوجھل دکھی آواز کمرے میں گونجی۔

"ایک بات یادر کھنا حریم،، جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں اس معصوم جان کا کوئی قصور نہیں تھا،، ہم جاہل نا تھے اسی لئے اسے ختم کرنے کا نہیں کہا،، اب بھی زندگی کے ہر قدم پر تمھارے ساتھ کھڑے ہیں،، ہر حال میں تمھارا ہی ساتھ دیں گے،، مگر اب جبکہ تم نے آزاد ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو تمھیں بے بی کو اس کے باپ کے حوالے کرنا پڑے گا،، بہت جلد ہم چاہے گے کہ تمھارا گھر دوبارا بس جائے،، لیکن کوئی تمھیں اس ایکسٹرا بوجھ کے ساتھ قبول نہیں کرے گا،، ویسے بھی جائش کی ہر ریاضت کے بدلے میں یہ کبھی نہیں چاہوں گا کہ سگا باپ ہوتے ہوئے اس کا بچا کسی اور در پر پڑا رہے،، میں ناانصافی نہیں کرتا،، اور انصاف کا یہی تقاضا کہ تم یہ بچہ اس کے سگے باپ کے حوالے کرو گی،،،

یوسف صاحب نے بے تاثر لہجے میں کہتے حریم کے پیروں تلے سے زمین سر کائی۔۔

شام کا وقت تھا جب وہ چہرے پر گہری سنجیدگی طاری کیے انابیہ کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔ جائش نے ہلکی دستک دی۔ اجازت ملنے پر وہ کمرے میں داخل ہوا۔ انابیہ ابھی مغرب ادا کر کے ہی اٹھی تھی۔

کیا بات ہے بھائی خیریت،، مجھے آواز دے دی ہوتی،،، چائے بنانی ہے،،،؟؟؟

انابیہ سات آٹھ ماہ سے تم نے افروز کو سولی پر لٹکایا ہوا ہے،، تمھارے مسلسل انکار نے اسے توڑ دیا ہے،، کل وہ دوبارا پاکستان آ رہا ہے اور پرسوں جمعہ کے دن میں نے تمھارا سربراہ، تمھارا ولی ہونے کی حیثیت سے تمھارا اور افروز کا نکاح طے کیا ہے،، خود کو ذہنی طور پر تیار رکھنا کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں اور اس فیصلے سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہلنے والا نہیں،،،

جائش نے دو ٹوک لہجہ اختیار کیا۔ جبکہ انابیہ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

آج سے کچھ ماہ پہلے افروز کے پرپوزل نے جائش کو بہت زیادہ پرسکون کر دیا۔ تب جائش نے اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا اسے تمام حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ لیکن اس انسان کی اچھائی اور نیک نیتی کے سامنے جائش کو اس وقت گھٹنے

-4-

ٹیکنے پڑے جب تمام حقیقت جان کر بھی وہ انابیہ کا خواہشمند رہا۔ ہاں مگر اس نے جائش سے وعدہ لیا تھا کہ وہ انابیہ کو نا بتائے کہ جائش اسے تمام حقیقت بتا چکا ہے تاکہ اس کا مان اس کا وقار مجروح نا ہو اس کے پندار کو ٹھیس نا پہنچے۔ افروز نے کہا کہ انابیہ نکاح کے بعد اگر کسی قسم کی تحفظات کا شکار رہی تو وہ اپنے طریقے سے اسے بتا دے گا

کہ وہ حقیقت سے واقف ہے۔ جائش کو انابیہ کے لیے افروز پرفیکٹ میچ لگا۔

اس نے کافی عاجزی سے انابیہ کا ہاتھ اپنے لیے مانگا تھا۔

اس کا مدعا جائش نے انابیہ کے سامنے پیش کیا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئی اور صاف انکار کر دیا۔ اس کا انکار افروز تک پہنچا تو اسے بے تحاشا دکھ ہوا۔ وہ دو ماہ تک انابیہ سے مثبت

نقش ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

جواب لینے کے چکر میں یہاں پاکستان میں خوار ہوا۔ پھر آخر

واپس امریکہ لوٹنا پڑا۔ مگر مسلسل جائش سے رابطے میں رہا

اس امید پر کہ کبھی تو اس ظالم لڑکی کا پتھر دل پگھلے گا۔

جائش نے بھی اتنے ماہ صبر و تحمل سے کام لیا اور اسے

سپیس دی یہ سوچ کر کے کہ تب شاید زخم تازہ تھا۔ اسے

سوچنے کے لیے وقت درکار تھا۔ مگر اس پتھر سے کوئی چشمہ

پھوٹتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ تب جائش نے خود سے ہی اس کی

زندگی کا یہ اہم فیصلہ لینے کا سوچا اور پھر فیصلہ کر بھی گزرا۔ اب انابیہ بے یقینی سے اس کا سرد و سپاٹ چہرہ دیکھ رہی تھی۔

بھائی آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ،، انابیہ ابھی تک صدمے کے زیر اثر تھی۔

میں نے جو کچھ بھی کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے،، اللہ

تعالیٰ پر اور مجھ پر بھروسہ رکھو انابیہ،، انشاللہ اب جو بھی ہوا

بہتر ہوگا،، ،، جائش نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

میں آپ کی یہ بات ہر گز نہیں مانوں گی،، وہ پھر ہتھے سے

اکھڑ گئی۔

انابیہ کوئی سوال نہیں میں فیصلہ کر چکا ہوں،،، ویسے بھی

ماں باپ بن کر تمھیں پالا ہے،، کیا میرا تم پر اتنا بھی حق

نہیں کہ تمھارے لیے کوئی اہم فیصلہ لے سکوں،،؟؟ جائش نے بے تاثر لہجے میں کہا۔ انابیہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ زبان لاجواب ہو کر تالو سے چپک گئی۔

ادھر جائش یہ سوچ رہا تھا کہ اب نرمی دکھانے کا مطلب تھا اسے اپنی زندگی خود برباد کرتے ہوئے دیکھنا جو وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا۔ انابیہ سسک پڑی۔

Unique Novels Hub

بھائی رحم کریں مجھ پر،، میں شادی کرنا ہی نہیں چاہتی،،،

تو ٹھیک ہے،، انکار کرنے کا حق رکھتی ہو،، مگر پھر جو چاہے

کرتی پھرنا،، پھر میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا،، میں حویلی

سے فارم ہاؤس یا ڈیرے پر شفٹ ہو جاؤں گا،،، جائش کا

لہجہ چٹانوں سا سخت تھا انابیہ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

بھائی،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ "میں کسی کے

قابل،،،،

شٹ اپ انابیہ،،آئندہ یہ غیر اخلاقی لفظ میں تمھارے منہ

سے نا سنوں،،، کسی انسان کی اوقات ہی کیا ہے کہ وہ

دوسرے کو غلیظ کر دے،، وہ خود گند کا ڈھیر تھا جو کیفر

کردار تک پہنچ چکا ہے،، اب تم یہ تمام منفی سوچیں اپنے

دماغ سے نکال باہر کرو تو بہتر ہے،،

جائش نے پھر نرمی سے کہا۔

-12-

انابیہ اب بتاؤ،، میرا فیصلہ منظور ہے تمھیں،، جائش نے پھر حتمی لہجے میں پوچھا۔ انابیہ نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو وہ گہرا مسکرایا۔ اسے تھام کر اپنے ساتھ لگایا۔

جیتی رہو،، ہمیشہ خوش رہو،، میری دعائیں تمھارے ساتھ ہیں،،

آپ بلکل اچھے بھائی نہیں ہیں بھائی،،، اس نے برا سا منہ بنایا۔

میں تو اچھا شوہر بھی نہیں ہوں،، پر کیا کرہں اس نکمے بندے سے اب خون کا رشتہ جو ہے تمھارا جو بدلا نہیں جاسکتا،،،، اسی لئے گزارا تو کرنا پڑے گا،، وہ بظاہر لہجے میں بشاشت لیے بولا مگر آنکھوں کا کرب صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اندر سے کس قدر ٹوٹ چکا ہے۔

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

چلو آؤ شاپنگ پر چلیں،،، جائش نے اپنے دل پہ چھائی کثافت کو دور کرنے کو اسے آفر دی کہ کسی طرح تو دھیان بٹ جائے۔

بھائی، مجھے ڈر لگ رہا ہے،، میں کسی کو کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی،، میں انھیں حقیقت،،،

جلدی سے تیار ہو کر باہر آؤ،، میں گاڑی تیار کروں،، جائش نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے اسے تھپکی دے کر دلاسہ دیا

مگر اس کی بات جلدی سے کاٹ دی۔ جائش کمرے سے باہر نکل گیا تو وہ بری طرح اپنے لب کاٹتی جھنجھلاتے ہوئے چادر سکارف لیے باہر نکل گئی۔

آج بہت خوشی کا دن تھا پورے گھر میں کیک حلوے کی میٹھی اور سوندھی سوندھی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اسما اور حریم دونوں چلہ نہائیں تھیں تو سلمی بیگم نے حلقہ بنا کر سب کا

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

منہ میٹھا کروایا تھا۔ گھر میں غیر معمولی رونق سی تھی۔۔ تیمور کے رونے پر حریم اسے لئے کمرے میں آئی تھی۔ اسے فیڈ کروایا تو وہ گہری نیند سو گیا۔

اسے بے بی کیری میں لٹا کر وہ کیری باہر اٹھا لائی۔ چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں آئی تو سب ادھر ہی موجود تھے۔ سلمی

بیگم اور اسما نے چیزوں اور فینسی کپڑوں کا ڈھیر سامنے لگایا ہوا تھا۔ حریم حیران ہوئی

"یہ کدھر جانے کی تیاری ہو رہی ہے بھئی،،، حریم نے کیری سلمی بیگم کے پاس رکھی اور خود صوفے پر یوسف صاحب کے پاس بیٹھ گئی۔

نقش ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

"کل حویلی میں انابیہ کا نکاح ہے،، تو اسی میں شرکت کے لیے تیاریاں ہو رہی ہیں،، یہ میری جھلی بہو فیہ ہی نہیں کر پا رہی کہ کونسے کپڑے پہنے گی،،

سلمی بیگم نے سادگی سے کہا تو حریم کی سانس سی تھم گئی۔ اس نے سب کے چہروں کی جانب دیکھا جو نارمل سے تاثرات لیے ہوئے تھے۔ وہ لب بھینچ کر رہ گئے۔ (جب یوسف صاحب نے اس سے بچے کی بات کی تو اسے تو

سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔ اس دن کی حریم نے خاموشی

اختیار کیے رکھی۔ وہ دراصل اب کچھ بھی نہیں چاہتی تھی۔

خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا یا تمام اختیار اپنے

والدین کو دینے والی تھی۔ وہ جو مرضی اس کی زندگی کا

فیصلہ کریں۔ وہ بہتر جانتے تھے اس لیے کیا صحیح ہے کیا

Unique Novels Hub

غلط۔ ہاں مگر خلع کی بات کر کے حریم نے اس شخص کے

تاثرات اور رد عمل ضرور جاننا چاہا تھا۔۔)

وہ انھیں باتوں میں مشغول تھے کہ یوسف صاحب اس کی

جانب متوجہ ہوئے۔

"تم نے بتایا نہیں گڑیا کہ کیا فیصلہ کیا،، ہم منتظر ہیں،،،،

ہم اس لیے تمھارا فیصلہ جاننا چاہتے ہیں کہ جلد تمھارے

بارے میں کوئی بہتر فیصلہ کر سکیں،،

یوسف صاحب نے کہا۔(اس دن عماد نے جائز کی جانب

سے خلع کی بات یوسف صاحب کے کہنے پر کی تھی جبکہ

جائز نے فون پر ایسا کچھ بھی نہیں کہا تھا وہ اب بھی اپنی

بات پر روز اول کی طرح اسی طرح قائم تھا جیسے پہلے دن کہ

وہ حریم کو کچھ بھی نہیں چھوڑ سکتا)

حریم لمحہ بھر کو خاموش ہوئی۔

بابا آپ جو بھی میری زندگی کے بارے میں فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا،، لیکن میں اپنا بچہ کسی کو بھی نہیں دوں گی،،،

حریم نے حتمی لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے پھر ہم نے مشترکہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ کل انابیہ کے ساتھ تمھارا اور جائز کا نکاح دوبارا ہوگا اور ہم تمھیں اپنی پوری دلی رضامندی کے ساتھ سردار جائش جہانگیر کے

ساتھ رخصت کریں گے،، ہم یہ فرض جلدی اس لیے پورا کرنا
چاہتے ہیں کہ تیمور کو پورا حق ہے کہ وہ اپنے بابا کی محبتوں
بھرے سائے میں رہے،، اور اس کے باپ کا بھی پورا حق
ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنا پیار دے سکے،، گڑیا تم سمجھ رہی
ہو ناں میں لیا کہنا چاہتا ہوں تم سے،،،

یوسف صاحب نے کہا تو وہ تو یوں بیٹھی گویا سانپ سونگھ گیا ہو۔ اب اس پاگل آدمی کا والہانہ پن اور جنون کون برداشت کرتا۔ وہ تو اتنے ماہ سے اس کی دیکھنے کے انداز سے خائف ہوتی رہی تھی کجا کہ اب رخصت ہو کر پھر اس کی دسترس میں چلی جاتی۔

حریم،، ہمارا فیصلہ منظور ہے ناں،، یوسف صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جی بابا،،، بمشکل ہی حلق سے آواز نکل پائی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگی۔ سینے میں جو اب تک دل بلکل خاموش اور ساکت تھا وہ اس کی دھمک اب کانوں میں بجنے لگی تھی

اونہہ،،،، منہ کون لگائے گا اس آدمی کو ،، اس نے اپنے دل کو تسلی دینی چاہیے کہ اب تو وہ بلکل اس کی مٹھی میں تھا تو اس کی خود کی من مرضیاں ہی چلنی تھیں۔

وہ شاپنگ کے لیے مال جا رہے تھے جب جائش کا فون رنگ ہوا۔ اس نے فون اٹینڈ کیا تو عماد کی کال تھی۔ اس نے فون یس کر کے کان کو لگایا۔

سلام کے جواب کے بعد اس کو جو خوشخبری سننے کو ملی تھی جائش کے ہاتھ تو جیسے ہفت اقلیم کی دولت لگ گئی تھی

سچ،،؟؟ تم سچ کہہ رہے ہو نا یار،،، کہیں میرے کان تو نہیں بج رہے،، جائش نے سر خوشی سے کہا۔ انابیہ نے حیرت جائش کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔

Unique Novels Hub

دلہا تو کب سے دل وجان سے تیار ہے سالے صاحب،،،

جائز نے زندہ دلی سے کہا تو سامنے عماد قہقہ لگا کر ہنس پڑا

ٹھیک ہے،، حریم کا تمام سامان آج شام تک ہماری جانب سے پہنچ جائے گا آپ کے گھر،،،، جائش نے کہتے فون رکھا۔

کونسا خزانہ ہاتھ لگ گیا بھائی،،،؟؟؟

جس دن تمھاری بھابھی نے میرے سر پر بم پھوڑا اس دن مجھے انکل کا فون آیا تھا، انھوں نے مجھے کہا کہ میں خاموشی

اختیار کر کے رکھوں،، وہ خود اپنی جلادنی بیٹی کو میرے لیے

منا لیں گے،، ابھی عماد کا فون آیا تمھاری چڑیل بھابھی مان

گئیں ہیں،، عماد اور انکل نے اسے منا لیا،، اب کل

تمھارے نکاح کے ساتھ ہمارے نکاح کی تجدید بھی کی جائے

گی،،، جائش نے مسکرا کر اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا

انابیہ کا چہرہ بھی کھل گیا۔

میں آپ کے لیے بہت بہت خوش ہوں بھائی،،، وہ پرجوش انداز میں اس کے بازو سے لپٹ گئی۔

اور اپنے لئے،،،

جائش کے پوچھنے پر وہ چپ سی کر گئی۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ اندر ہی اندر بہت زیادہ خوفزدہ تھی۔ اتنے میں وہ مال پہنچ گئے تھے۔

جائش نے حریم اور انابیہ کے لیے ہر چیز اپنی پسند کی لی تھ
ی کیونکہ انابیہ ساتھ ہوتے ہوئے بھی انتہائی غیر دلچسپی کا
مظاہرہ کر رہی تھی۔۔

یہ دن اپنے ساتھ بہت ہی زیادہ خوشیوں بھرے ہنگامے
لے کر طلوع ہوا تھا۔ صبح سے گھر میں عجیب طرح سے
افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی۔ پہلے جائش نے اسے رخصت

کر کے لے کر جانا تھا بعد میں حویلی سب کو لے جا کر انابیہ کی رخصتی کی جانی تھی۔ افروز نے یہاں انابیہ کو جب تک اس کے پیپرز نہیں بن جانے تھے تب تک چند دن اپنے اس گھر میں رکھنا تھا جس میں وہ اور اس کی فیملی پہلے رہتے تھے۔

وقت کی کمی تھی۔ تیمور اسما کے پاس تھا کہ وہ تیار ہو چکی تھی۔ سلمیٰ بیگم اسے فریش ہونے کے لیے بول کر گئیں

تھیں۔ رات انھوں نے اس کی کہنیوں تک بھر بھر کر
مہندی بھی لگائی تھی۔ اور اس کے دلہے کا اس میں نام
بھی لکھا تھا۔ وہ ابھی ابھی فریش ہو کر باہر آئی تو قدم خود بخود
ادھر ہی ٹھٹھک کر رک پڑے۔ بیڈ پر کافی سارا سامان بکھرا
پڑا تھا۔ ایک بڑے سے باکس میں اس کا برائیڈل ڈریس تھا۔
اور وہ اس ڈریس اور اس کے کلر کو ہی دیکھ کر اپنی جگہ پر

ساکت ہوئی تھی۔ وہ لیمن کلر میں ایک انتہائی نفیس اور بھاری کامدار لونگ ٹیل میکسی تھی۔ جس پر ملٹی کلر کے نگینے چمچما رہے تھے۔ اس لباس کو کو دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ ظالم شخص آخر ثابت کیا کرنا چاہتا تھا۔ یہ وہی رنگ تھا جس میں مہینوں پہلے اس دن وہ ملبوس تھی اور وہ اسے کسی چیل کی طرح چھپٹ کر اپنوں سے دور لے کر گیا تھا۔

اسے زیادہ سوچنا نہیں پڑا جب اس کے موبائل فون پر میسج رنگ ہوا۔ جانے کیوں اسے لگا کہ یہ میسج اسی نے اس وقت اسے بھیجا ہوگا۔ اس نے دھڑکتے دل سے میسج کھول کر دیکھا۔

میری جان،

Unique Novels Hub

یہ وہ رنگ ہے جس میں میں نے تمھیں اپنی روح کی گہرائیوں سے اپنا کر دل جان میں بسایا،، اس دل سے میری روح کی نگاہوں سے وہ منظر، وہ لرزتی کانپتی، اٹھتی گرتی پلکیں، وہ صندلی مہکتا وجود،، ان حسین زلفوں کی سوندھی سی مہک اب تک نا نکل پائی،، اپنی زندگی کے قیمتی ترین پلوں کو دوبارا جینا چاہتا ہوں،، وہ بھی سب کی دلی رضامندی اور خوشی سے،،

صرف تمہارا پاگل سردار،،،

حریم کے ہاتھ کانپے تھے۔ اس نے جلدی سے موبائل فون بند کر کے ایک جانب اچھالا۔ دل عجیب طرح سے بوجھل ہوا تھا۔ وہ اب تک اس کے اس والہانہ پن سے خوفزدہ تھی۔ ابھی سوچ کر مزید الجھتی کہ سلمی بیگم کمرے میں چلی

Unique Novels Hub

آئیں۔ ان کے ساتھ وہی بیوٹیشن تھی جس نے ایک مرتبہ پہلے بھی اسے تیار کیا تھا۔

حریم میری گڑیا،،، چینج کیوں نہیں کیا ابھی تک،، جلدی سے چینج کر کے آؤ،، تیمور سو گیا ہے،، انابیہ لوگ بھی نکلنے والے ہیں ادھر سے تو جلدی سے تیار ہو جاو میری بچی،،،

سلمی بیگم نے اس کا ماتھا چوما۔ اور اسے جلدی کرنے کو کہا۔ وہ سر جھٹک کر فورا وہ لباس لے کر واش روم چلی

گئی۔ کچھ دیر بعد واش روم سے باہر آئی تو وہ آنکھوں کو
چندھیا دینے والے قیمتی اور خوبصورت لباس میں تھی۔

واؤ،، بہت خوبصورت لباس ہے،، اور یہ کلر جیسے تمہارے
لیے ہی بنا ہے حریم،، پارلر والی آپی نے بھی تعریف کی۔ وہ
خاموشی سے آ کر ڈریسنگ کی چیئر پر بیٹھ گئی۔ بیوٹیشن جلدی
سے اپنا ہاتھ چلانے لگی۔ تیار کر کے ابھی وہ اسے جیولری

وغیرہ پہنا رہی تھی جب باہر سے آتش بازی اور بینڈ کی آواز

سے اندازہ ہوا کہ بارات پہنچ چکی ہے۔ حریم کے احساسات

بلکل عجیب سے ہو رہے تھے۔ وہ نا خوش تھی نا غمگین۔

ہاں مگر اپنا گھر چھوڑنے کی عجیب سی بے چینی نے پھر

سے آن گھیرا تھا۔ لیکن اب کی بار یہ بھی تسلی تھی کہ وہ

جب چاہے اپنے گھر آ جا سکتی ہے۔

وہ پستہ کلر کی میکسی میں انتہائی خوبصورتی سے سجی سنوری دلہن کے روپ میں جائش کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

ہاتھ میں کُلا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو وائٹ کلر انتہائی خوبصورت شیروانی میں وہ شہزادوں سی آن بان شان لئے اس کے سامنے تھا۔

ماشاءاللہ نظر نا لگے،،

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

Unique Novels Hub

آمین،،، جائش کہتے مسکرا کر پلٹا۔

بہت خوبصورت لگ رہے ہیں بھائی،، انابیہ صدقے واری گئی۔

تم سے زیادہ نہیں،، مجھے تو ڈر ہے افروز کہیں آج بیہوش ہی نا ہو جائے،، جائش نے اس کے سر پر چپت رسید کرتے اسے چھیڑا تو اس نے غصے سے اسے گھورا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

ساری تیاری مکمل ہے اب چلیں،، جائش نے اس کے
سامنے اپنا بازو پھیلایا جسے اس نے نرمی سے تھام لیا اور وہ
ایک نئی منزل کی جانب گامزن ہونے لگے۔

تھوڑے سے سفر کے بعد جائش اور انابیہ چند رشتے داروں اور امتیاز اور رفیق کے ساتھ حریم لوگوں کے دروازے پر کھڑے تھے۔ اندر یوسف اور سلمی بیگم بھی شاداں و فرحاں اپنے ہاتھوں میں پھولوں اور نوٹوں کے ہار لیے بارات کے استقبال کو کھڑے تھے وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔۔

- 2 -

بارات کا پرجوش استقبال کیا گیا۔۔آج وہ دن آہی گیا جس

کا ہر بیٹی کے ماں باپ کو انتظار ہوتا ہے۔۔

کہ کوئی شہزادہ آلئے اور انکی بیٹی کو عزت سے اپنے سنگ

لے جالئے۔۔۔ حریم کے اغوا ہونے کے بعد انھوں نے کیا

کیا باتیں نہیں سنیں تھیں۔ کیا کیا نہیں سہا تھا۔ کتنا

برداشت کیا تھا۔ لوگ تو حریم کو یہ تک کہنے لگے کہ وہ گھر

سے بھاگ گئی ہے۔ مگر پھر بھی یوسف صاحب اس پرخار

Unique Novels Hub

راہ پر چٹانوں کی طرح ثابت قدم رہے۔ ان سب گھر والوں نے اپنی بچی پر بھروسہ کرتے کسی ایک کی بھی بکواس پر کان نا دھرے۔ پھر وہ جب مل گئی تو اس کا ہر طرح سے سپورٹ کیا۔ اس کا ساتھ دیا۔ اگر وہ حریم کا ساتھ نا دیتے تو وہ پاگل ہو کر خود کشی کر چکی ہوتی۔ آج اگر خوشیوں کے بہار ان کے آنگن میں اتری تھی تو ان کے صبر و تحمل،

Unique Novels Hub

استقامت، ہمت ، بھروسے اور ثابت قدمی سے -- اگر والدین اپنے بچوں پر اعتبار بنا کر ان پر بھروسہ کریں ان کی ہمت بنیں تو انھیں زمانے کے سرد و گرم سے محفوظ رکھ سکتے ہیں --

یوسف صاحب کی آنکھوں میں بھی خوشی کے آنسو آگئے آج انکا سر بھی فخر سے اونچا ہوگیا تھا کہ انکی نازوں پلی بیٹی کو سر آنکھوں پہ بٹھانے والا شہزادہ آج زمانے کو گواہ بنا کے

لینے اسے آیا ہے-- جائش جب کمال صاحب کے سامنے پیار

لینے کو جھکا تو انھوں نے اپنی باہیں وا کیں--

"بیٹے باپ کے سینے سے لگتے ہیں تو انکا سینہ فخر سے چوڑا

ہوجاتا ہے،،،،

یوسف صاحب نے اس سے کہا--- تو سب کے سامنے اتنی

عزت دینے پہ جائش کا دل اپنے رب کے حضور سجدہ ریز

-6-

ہوگیا۔۔ اور کہیں نا کہیں افسردہ بھی کہ انھوں نے اس کی
وجہ سے کتنا کچھ سہا تھا۔۔ جائش نے کچھ کہنے کو منہ کھولا
ہی تھا کہ یوسف صاحب نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگا
لیا۔۔
انکل میں،،،،،
"بابا" جائش چونک کر ان کی جانب دیکھے گیا۔ "بابا بولو گے
آج سے تم مجھے،، اپنے جگر کا ٹکڑا تمھیں سونپ رہا ہوں،،

میں یہ تو نہیں کہونگا کہ اسے خوش رکھنا۔،،، کیونکہ وہ تو آج مجھے اپنی بیٹی کے نصیب پہ رشک ہورہا ہے،،،جو ہوا اسے بھول جاؤ،،،،

جائش نے عقیدت سے انکے ہاتھ چومے۔۔ اور اپنے دل کا مدعا بیان کیا "ان شاللہ بابا آپکو کبھی شکایت کا موقع نہیں

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

دونگا،، جو ہوا اسے میں مٹا تو نہی سکتا ،،، مگر حریم کو اپنی

پلکوں پہ بٹھا کے رکھونگا،،،

"ارے سب باتیں یہی پہ کر لیں گے یا بارات کو اندر بھی

آنے دیں گے،،،

سلمی بیگم نے آگے بڑھ کر کہا۔۔اور جائش کو پیار دیا۔۔

بارات کا انتظام گھر میں ہی کیا گیا تھا۔۔ کیونکہ چند معزز

لوگوں کی موجودگی میں دوبارہ تجدید نکاح ہونی تھی۔۔ سب

لاؤنج میں لگے صوفوں پہ بیٹھ گئے-- جائش کی بے قرار

نظریں اپنے دشمن جاں کی راہ تک رہی تھی--

بھائی صبر رکھیں،،، بھابھی آتی ہی ہونگی،، انابیہ نے اسے

چھیڑا-- جس کے انگ انگ سے ہی خوشی پھوٹ رہی تھی--

انابیہ نے دل سے اپنے بھائی کی سدا خوش رہنے کی دعا کی

"نکاح کا وقت ہوگیا ہے،، حریم کو باہر لے آئیں،،

- 10 -

یوسف صاحب نے سلمی بیگم سے کہا "آنٹی میں بھی آؤں،،،

انابیہ بے چین ہوئی۔

ارے بیٹا اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔ تو وہ مسکراتی

حریم کو لینے اندر کی جانب بڑھی۔۔

اندر حریم کے دل میں اچانک سے جائش کا سامنا کرنے

سے پہلے ہی پکڑ دھکڑ شروع ہوچکی تھی۔۔ اسکا سامنا کرنا آج

اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔۔ کہ دوپٹہ سیٹ

کرتی بیوٹیشن سے اپنا گھونگٹ نکالنے کو کہا۔۔ فلحال جائش کی نظروں سے بچنے کا یہی طریقہ سمجھ آیا۔۔ تو بیوٹیشن نے اسکی ہدایت پہ عمل کرتے ہوئے دوپٹہ گھونگٹ کی طرح سیٹ کر دیا۔۔

نقش ملال از قلم واہبہ فاطمہ Unique Novels Hub

انابیہ اور سلمی بیگم اندر آئیں۔۔تو اپنی پری کو دلھن بنے دیکھ بے اختیار آنکھیں نم ہو گئیں۔۔ حریم نے اپنی ماما کی موجودگی محسوس کرتے گھونگٹ الٹایا۔۔

واؤ بھابھی،،، انابیہ بے اختیار چیخی۔۔ یو آر لکنگ سو پریٹی،، بھیا تو گئے آج کام سے،،

Unique Novels Hub

اپنی ماما کے سامنے انابیہ کی بات سن کر حریم کے کان کی لوئیں سرخ پر گئی۔۔ سلمی بیگم اسکے قریب آئیں اور اسکی پیشانی چومی۔۔

"سدا سہاگن رہو میری بچی،،،

حریم ایک دم اٹھ کے انکے سینے سے لگی کہ دل بھر بھر آرہا تھا۔۔

-14-

Unique Novels Hub

چلو بیٹا نکاح کا وقت ہوگیا ہے سب انتظار کر رہے ہیں،،،

سلمی بیگم نے خود پہ قابو پاتے ہوئے اسکا دوبارہ سے گھونگٹ نکالتے ہوئے کہا اور اسے لئے باہر کی اور بڑھیں---

وہ حریم کو لئے لاونج میں آئیں اور جائش کے پہلو میں بٹھا دیا-- جائش کی مخمور نظریں اس پہ سے ہٹنے کا نام نہی لے رہی تھی-- جو اسکے لائے گئے ڈریس میں پور پور سجائی گئی تھی-- آج جائش کو حریم کا یہ گھونگٹ اپنا سب سے بڑا

رقیب لگ رہا تھا۔۔ مگر وہ حریم کے معصوم سی حفاظتی

اقدامات پہ اپنی ہنسی دبا گیا۔۔

"سہی ہے بیگم اپنے دیوانے کو تڑپانے کے سارے گر جانتی

ہیں،،

جائش نے اسکے کانوں میں سرگوشی کی۔۔ اسکے دھیمے لہجے کی آنچ گھونگٹ میں بھی محسوس کرتے حریم کانپ اٹھی۔۔ مگر بظاہر خود کو مضبوط کیئے بیٹھی رہی --

مولوی صاحب نکاح شروع کیجئے۔۔ جیسے ہی یوسف صاحب نے کہا۔۔ اچانک سے خاموش ماحول میں چھوٹے سردار کا بھونپو آن ہوا۔۔

"ارے لگتا ہے کہ چھوٹے سردار بھی اپنے ماما بابا کے نکاح میں شریک ہونا چاہتے ہیں،،

عماد نے شوشا چھوڑا تو محفل زعفران بن گئی--

انابیہ فٹ سے تیمور کو اٹھا کے لے ائی-- اور حریم کی گود میں ڈال دیا--

"لیں بھابھی سنبھالیں،،"اب یہ چھوٹے سردار کبھی پکس دیکھتے روئیں گے نہی،،کہ ماما میں آپکی شادی میں کہاں تھا،،،

انابیہ کی بات پہ جہاں جائش کا قہقہہ سب سے بلند تھا وہیں حریم کے گال شرم سے تپ گئے،،،

"لاو بھئی بیگم،،،جونئر کو ہمیں دے دو،،،

جائش اچانک حریم کی گود سے تیمور کو لینے جھکا تو حریم کے

ہاتھوں کو ٹچ کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔۔ جس پر حریم نے

اسے دل میں ہزار صلواتیں سنائیں۔سب گواہان کی موجودگی

میں دوبارہ نکاح پڑھوایا گیا۔۔ سائن کرتے وقت حریم کے

ہاتھ کانپ رہے تھے۔بائیں جانب بیٹھے یوسف صاحب نے

اسکے گرد بازو پھیلایا ۔۔ تو حریم نے حوصلے مجتمع کر کے اپنا

آپ جائش کو لکھ دیا۔۔ نکاح کے بعد مبارک باد کا سلسلہ
شروع ہوا۔۔ اور پھر بہت خوشگوار ماحول میں لنچ کیا گیا۔۔
وقت کی کمی کے باعث جلد ہی رخصتی کی گئی۔۔۔ کیونکہ
ابھی انابیہ کی بارات آنی تھی۔۔۔

جائش نے اب بڑے حق سے سب کے سامنے حریم کا ہاتھ
مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

بابا میں گاڑی لایا تھا آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ چلیں،،،

جائش نے یوسف صاحب سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا۔

بیٹا تم لوگ خیر خیریت سے پہنچو،، ہم زرا یہ پھیلاوا سمیٹ کر وقت پر پہنچ جائیں گے،،، یوسف صاحب نے کہا تو جائز نے اثبات میں سر ہلایا۔ جبکہ حریم کے لرزتے ہاتھ دیکھ اس

نے سرد سی سانس کھینچی۔ وہ یوسف صاحب سے لپٹی بری طرح رو دی تھی۔

بابا آپ مجھے خود سے دور کر کے کہ یہ ٹھیک نہیں کر رہے میرے ساتھ،، گھونگھٹ سے اس کی بسورتی آواز سنائی تو جائش کے لب خوبصورتی سے متبسم انداز میں پھیلے۔

سدا ہنستی مسکراتی رہو،،، یوسف صاحب بھی اس کی بے وقوفی پر مسکرائے۔ وہ عماد، اسما اور سلمی بیگم سے بھی

لپٹ کر یونہی اموشنل ہونے لگی تب یوسف صاحب اسے

خود باہر گاڑی تک لائے اور گاڑی میں بٹھا دیا۔

انابیہ لوگ دوسری گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جبکہ تیمور انابیہ اور

امتیاز کے پاس تھا۔ جائش گاڑی میں اس کے پہلو میں بیٹھا

تو وہ تو جیسے خود میں ہی سمٹ گئی۔ جائز اس کی احتیاط پر

پھر مسکرا دیا۔ مگر اس کی نازک کمر کے گرد بازو حمائل کر

کے اسے اپنے بے حد قریب کیا تو وہ گھونگھٹ میں ہی بری طرح جھنجھلا کر تلملائی۔

اپنی حد میں رہیے،،،، وہ دانت پیس کر ڈرائیور کا لحاظ کرتی دھیمے لہجے میں غرائی۔

اب جبکہ بابا نے مجھے اپنی پرنسز کے حوالے سے تمام اختیارات سونپ دیئے ہیں تو ان حدود کا تعین بھی اب میں خود ہی کروں گا،،،

وہ سنجیدگی سے انتہائی غیر سنجیدہ بات بولا تو حریم تلملا کر رہ گئی۔ اسی وقت گھونگھٹ سے ہی اس نے اپنے لمبے ناخن اپنے پہلو سے لپٹے اس کے ہاتھ کی پشت پر گاڑھ دیئے تو وہ الٹا گہرا مسکرایا۔ اور اپنی انگلیوں سے مزید گستاخی کی۔

ان چھوٹی موٹی تخریب کاری کی کارروائیوں سے تم میری جنون خیزیوں کو ہوا دے رہی ہو میری جان اور اپنے لیے مزید

مشکلات پیدا کر رہی ہو،،، بھاری بوجھل سرگوشی میں اس قدر معنی خیزی اور گھمبیرتا تھی کہ حریم کا وجود کرز اٹھا۔ جبکہ اس کے وجود کی یہ لرزش اسے کے لبوں کی مسکراہٹ مزید گہری کر گئی۔

پورے رستے اس نے اس کی یونہی جان جلائے رکھی۔ آخر حویلی کے ڈرائیو وے پر گاڑی رکی تو حریم نے سکھ کا سانس لیا۔

سالوں بعد حویلی میں جیسے جگنوؤں کی بارات اتر آئی تھی۔۔

پوری کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔گیٹ کی اینٹرس سے

لے کر حویلی کے پچھلے حصے تک فل کارپٹ بچھایا گیا تھا۔۔

کیونکہ رات کو انابیہ کی بارات کا انتظام پچھلے حصے میں کیا

گیا تھا۔۔ ادھر ادھر دوڑتے ملازم کام میں مصروف نظر

آرہے تھے۔۔ حویلی میں حریم کا پرجوش استقبال کیا

Unique Novels Hub

گیا۔۔لاؤنج کی اینٹرس سے ہی پھولوں کی دبیز تہہ بچھائی گئی تھی۔۔لاؤنج کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ دیواروں پہ برقی قمقموں کی لڑیوں اور پھولوں سے بڑا سا۔۔

"ویلکم جونئیر سردار،،، لکھا ہوا تھا۔

اور یہ رفیق کی محنت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔رفیق اور امتیاز اپنے سردار اور سردارنی کو دیکھ کے خوشی سے پھولے نہیں

سما رہے تھے-- امتیاز نے تیمور کو انابیہ کی گود سے لے لیا

اور بے تحاشا پیار کرنے لگی--

"ایک منٹ ایک منٹ،،،

جیسے ہی جائش اور حریم نے پاؤں آگے بڑھایا--

انابیہ نے اپنے دونوں بازو وا کر کے انکے آگے آکر راستہ

روکا--

نقش ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

کیا ہوا؟؟ جائش نے حیرت پوچھا۔۔

"اتنی آسانی سے آپکو اینٹری نہی ملے گی بھیا،، پہلے قیمت چکانی پڑے گی،، کیونکہ ما بدولت اکلوتی بہن ہے آپکی،، اسلئے جیبیں ہلکی کریں اپنی،،

"جہاں تک مجھے پتا ہے،،، یہ دروزاہ رکائی کی رسم غلط جگہ پہ نہی ہورہی ،،ہے نا" جائش نے معنی خیزی سے آبرو اچکائی۔

رسم تو رسم ہوتی ہے بھیا،، چاہے پھر روم کا دروازہ ہو یا لاونج کا،،، اور ویسے بھی آج تو میں نے رخصت ہوجانا ہے اسلئے پہلے ہی یہ رسم کر رہی ہوں،،، لاپروائی سے بولتے ہوئے نا چاہتے ہوئے بھی انابیہ کا دل بھر آیا۔۔ جیسے ہی حریم نے تسلی دینے کو انابیہ کا ہاتھ پکڑا۔ ٹھیک اسی ٹائم جائش نے بھی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ حریم نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ

کھینچا۔۔ اور تھوڑا سرک گئی ۔۔۔جائش اگنور کرتے ہوئے

آگے ہوا اور انابیہ کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔۔

"ہیئے ڈونٹ بی سیڈ گڑیا،، افروز تمھیں ہمیشہ خوش رکھے گا،،

حریم نے ان دونوں بہن بھائیوں کی محبت دیکھی تو انابیہ کے

کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"ہم نند بھابھی بعد میں پہلے ہمیشہ بہنیں رہیں گی

____کیونکہ مجھے ہمیشہ ایک بہن

کی کمی رہی ہے،،

انابیہ نے فرط مسرت سے حریم کو گلے لگا لیا۔۔

"لو یو سو مچ بھابھی" اب پلیز میرے بھیا پہ بھی تھوڑا رحم

کرنا،،، انابیہ نے یہ بات آہستگی سے سرگوشی کی۔۔ جسے سنتی

حریم اپنی ہنسی دباتی پیچھے ہوئی اور جائش سے نظر بچا کر اسے

آنکھ ونک کی۔۔ مطلب حریم جائش کی ابھی واٹ لگا کے ہی

اس کی جان بخشے گی-- انابیہ نے اپنے بھائی کی حالت پہ

ترس کھاتے ہوئے بیچارگی سے سر ہلایا--

جسے دیکھتی حریم کی مسکان گہری ہوئی---

اب اگر دونوں بہنوں کے مذاکرات پورے ہوگئے ہوں تو کیا یہ

ناچیز اندر آسکتا ہے،، اور جہاں تک بات ہے رسم کی،،تو یہ

لو،،،

جائش نے کہتے ساتھ ہی اپنا والٹ انابیہ کے ہاتھ پہ رکھ دیا،،

اب خوش،،

"اوہ بھیا لو یو سو مچ،،،،،، انابیہ بھی اسکے گلے سے جھول گئ

"آئیے آئیے تشریف لائیے آپ کا ہی گھر ہے،،

انابیہ کھلکھلائی۔۔۔جائش نے اپنا ہاتھ حریم کے آگے پھیلایا۔

"ویلکم ٹو مائی ڈریم لینڈ مائے بیوٹی،،

Unique Novels Hub

سب کے سامنے جائش کے اس انداز نے حریم کے چھکے

چھڑا دیئے۔۔۔اسنے لرزتا ہاتھ جائش کو پکڑایا۔۔۔جسے جائش

نے مضبوطی سے تھام لیا اور قدم آگے بڑھالئے۔۔ جائش

کے ہاتھ کے پر حدت لمس نے حریم کی دھڑکنیں بڑھا دی

تھی۔۔اسکی حالت دیکھ کے جائش زیر لب مسکرایا۔۔۔۔اندر

آکر اس سے پہلے جائش امتیاز کو حریم کو روم میں لے جانے

کا کہتا۔۔۔

"بیوٹیشن آگئی کیا؟؟ جائش نے امتیاز سے پوچھا

"نہیں صاحب ،،فون کردیا ہے بس پہنچنے والی ہے،،، جونئیر کو بے بی روم میں لٹا آؤ،،،

کیونکہ وہ ننھی سی جان اب تھک ہار کر مزے سے خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔۔

"بے بی روم میں کیوں،، وہ اتنا چھوٹا سا بچہ اکیلے کیسے رہے گا،،؟؟ حریم نے سنجیدگی سے کہا

"میں نے نینی کا انتظام کروا رکھا ہے،، فنکشن تک وہ اسے سنبھال لیں گی،، اس کے بعد تم جانو تمہارا گھر، تمہا جونئیر سردار،، اور سب سے اہم تمہارا سنئیر سردار،، جیسے چاہے سنبھالنا،، نو پرابلم،، اس نے آخری بات اس قدر معنی

Unique Novels Hub

خیزی سے کہی تھی حریم کی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئیں--

نہیں،،، حریم اچانک بولی--"میں اور تیمور انابیہ کے روم میں جائیں گے،، امتیاز تم تیمور کو انابیہ کے روم میں لے کر چلو،،، انابیہ ہم نے زیادہ وقت ایک ساتھ نہی گزارا،، تو یہ چند گھنٹے میں تمھارے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں،،

حریم نے اس سے اپنا دامن بچانا چاہا جسے محسوس کر کے

جائش اب سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔

"اوہ شیور بھابھی،،، یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے،،، مجھے

بھی آپکی موجودگی سے ڈھارس رہے گی،،

اوکے بھیا،، تھوڑے ٹائم کے لئے آپکی وائف کو ادھار لے

کر جارہی ہوں،،، انابیہ نے حریم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے روم کی

طرف چل دی۔۔

اتنی آسانی سے میں تمھارے ہاتھ نہیں آؤں گی سردار جی،،

جب تک اپنی شرائط نا منوا لوں،، حریم نے جائش کی پتلی

حالت کا مزہ لیتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔اور انابیہ کے روم

میں چلی گئی۔

جائش جو ہونقوں کی طرح منہ کھولے حریم کو جاتے دیکھ رہا

تھا۔۔۔ رفیق کی کھی کھی پہ اسکا سکتا ٹوٹا۔۔۔

Unique Novels Hub

"کیوں ہنس رہے ہو،،، چلو آؤ میرے ساتھ میں انتظامات دیکھ لوں،، ٹائم کم ہے،، کوئی کمی نا رہ جائے،،،

جائش نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے حویلی کے پچھلے باغ کی طرف قدم بڑھائے۔۔

افروز فون کر چکا تھا۔ وہ گھر سے نکلا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے چند معزز رشتے دار تھے۔ جن میں زیادہ تر بڑی عمر کے انکل اور آنٹی ہی تھے۔ ان کے گھر کا فاصلہ جائش کی

حویلی سے تقریباً آدھے گھنٹے کا تھا۔ جائش نے تمام انتظامات

مکمل کروائے۔ اس شیروانی میں وہ ان کمفرٹیبل تھا۔ اسی

لئے اس نے چینج کرنے کا فیصلہ کیا۔ جائش روم میں آیا

تاکہ وہ شام کے فنکشن کی مناسبت سے چینج کر سکے ۔۔ اس

سے پہلے وہ ڈریسنگ روم میں جاتا۔۔ڈور ناک ہوا۔

"یس،،

"سردار جی،،، اجازت ملنے پہ امتیاز اندر آئی۔۔

"ہاں کہو امتیاز،،،

"وہ سردار جی، حریم بی بی کہہ رہی ہیں انکا کوئی ڈریس لے آؤں الماری سے،،، انھوں نے چینج کرنا ہے،،،

"کیا،،،؟؟

جائش نے تیوری چڑھائی۔۔ یہ بھی خوب تھا وہ خود تو چینج کرنا چاہتا تھا مگر یہ چاہتا تھا کہ حریم آج کی خاص رات کو اسے

اسی عروسی لباس میں نظر آئے۔ جس میں وہ اسے چاروں

شانے چت کر چکی تھی۔

" ہمممم تو اب میری سردارنی ایسے بدلہ لے گی مجھ سے ہپتا

بھی ہے کہ ابھی میں نے اسے جی بھر کے دیکھا بھی نہی

۔۔۔جائش نے دل میں سوچا۔۔۔اور امتیاز سے کہا۔۔۔

"اپنی بی بی جی سے کہو کہ اگر انھوں نے چینج کرنا ہے تو خود ہی آکر اپنی پسند کا ڈریس چوز کریں،،، نہی تو ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی ٹائم کم رہ گیا ہے بارات کا،، وہ لوگ اب تو پہنچنے ہی والے ہوں گے،،،

"اچھا صاحب جی،،

امتیاز روم سے گئی تو جائش نے سر جھٹکا----

اب دیکھتا ہوں کہ مجھے تڑپانے کے لئے کیا کرے گی میری شیرنی۔ جائش نے الماری سے بلیک شلوار قمیض نکالا اور فریش ہونے باتھ روم میں گیا۔

امتیاز نے من و عن جائش کا پیغام حریم تک پہنچا دیا تھا۔۔۔جسے سن کے انابیہ اور اسے تیار کرتی بیوٹیشن کے چہرے پہ معنی خیز ہنسی آگئی۔۔۔

"جائیے پیاری بھابھی،،، آپ کو روم میں بلانے کا اچھا بہانہ ہے ویسے،، انابیہ نے حریم کو چھیڑتے ہوئے کہا۔۔۔

حریم جز بز ہوئی اور لال بھبھوکا چہرہ لیے انابیہ کی جانب متوجہ ہوئی

"ہاں تو کیا ہوا میں کوئی ڈرتی تھوڑی ہوں تمھارے بھائی سے،،

مگر اتنی آسانی سے تمھارے بھائی کو چھوڑون گی بھی نہیں،،

وہ پھر اکڑ گئی۔

"ارے ظالم تو کس نے کہا ہے کہ میرے بھائی کو

چھوڑی،، وہ بیچارے تو جان و روح سے ویسے بھی خود کے

نہی آپ کے ہو گئے ہیں،،، اب کیا کریں گی

بھابھی،،،،،،،،

کرنا کیا ہے،،،، اتنی آسانی سے تو میں روم میں نہیں جاونگی،،، آپ انابیہ کو تیار کر کے میرے دوپٹے کا سٹائل چینج کر دینا،،، حریم نے بیوٹیشن سے کہا تو اس نے سر ہلایا۔۔۔ اتنے میں امتیاز کے ساتھ کوئی خاتون اندر ائی ۔۔۔

بی بی جی یہ راشدہ ہے تیمور بابا کی گورنس،،

آج سے یہ تیمور بابا کی دیکھ بھال کریں گی،،،

آپ بابا کو اسے دیں اور تھوڑا آرام کر لیں،،، سردار جی کا حکم ہے،،،

امتیاز نے دانت نکالتے ہوئے معنی خیزی سے کہا۔ انابیہ اور بھی ہنس دی۔ وہ امتیاز کو گھور کر رہ گئی۔ تبھی کمرے میں سلمیٰ بیگم اور اسما داخل ہوئے تھے۔ مطلب وہ لوگ گھر

سمیٹ کر وقت پر پہنچ گئے تھے۔ حریم ماں سے لپٹ گئی۔

1 سلمی بیگم نے جلدی سے تیمور کو اپنی آغوش میں چھپا لیا۔

بھئی میں تو اتنی سی دیر میں بابا کو مس کرنے لگ گئی

تھی،، کیسے رہیں گے اس کے بغیر،، سلمی بیگم نے کہا تو

حریم کی بھی آنکھیں نم ہو گئیں۔

ارے آنٹی،، اداس بلکل مت ہوں،، آپ کا جب جی چاہے

آپ تیمور سے ملنے آجایا کرئیے گا کیونکہ اب تو اس کی نانی

بھی آپ ہی ہیں اور دادی بھی،،،

انابیہ نے آگے بڑھ کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جیتی رہو،، سدا سہاگن رہو،، سکھ پاؤ اور شوہر کی محبت پاؤ،،،

ن ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

سلمیٰ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دل سے دعا دی۔

یہ سن کر انابیہ نے جو خود پر ایک خول سا چڑھا رکھا تھا وہ بری طرح چٹخا وہ اندر سے کرنی خوفزدہ تھی یہ تو وہی جانتی تھی۔

بیوٹیشن نے حریم کا دوپٹہ کندھے پر آور اس کا ایک پلو سینے پر پھیلا کر اسے اچھے سے سیٹ کر دیا۔ اتنے میں برات آنے کا پیغام ملا تو انابیہ کو لگا وہ بے جان ہو جائے

گی۔ سب بارات کی آمد پر لان میں چلے گئے جبکہ حریم انابیہ
کے پاس کھڑی تھی۔

حوصلہ رکھو،، کچھ نہیں ہوگا ،، ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو
جائے گا،، حریم نے انابیہ کے کانپتے بدن کو دیکھ کر اسے
خود سے لگا کر تسلی دی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی رو دی۔

Unique Novels Hub

پورے لان کو سیاہ و سفید ٹینٹ اور برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ افروز کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ سب موجود تھے سب کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ جائش کے ساتھ مل کر عماد اور یوسف صاحب نے بارات کا استقبال بڑے شاندار طریقے سے کیا تھا۔ اور اب بس دلہن کا انتظار تھا۔

پھر جلد یہ انتظار بھی ختم ہوا۔ جب وہ حریم کے ساتھ دھیمے دھیمے قدموں سے چلتی اندر سے باہر آتی دکھائی دی۔ اس کے

ناک تک گھونگھٹ نکلا ہوا تھا صرف سرخ رنگ میں رنگے مخملیں ہونٹ دکھائی دے رہے تھے۔ افروز کی نگاہیں پھر بھی اس کے نازک و دلکش سراپے سے ہٹ نہیں رہیں تھیں۔

اہممم اہمممممم،،، جائش نے ہی گلا کھنکار کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ حریم نے اسے لا کر افروز کے پہلو میں

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

بٹھایا مگر وہ اس طرح سمٹ کر بیٹھی کہ اس کے اور افروز

کے بیچ ایک فاصلہ قائم ہو گیا۔ افروز اس کی پتلی ہوئی حالت

دیکھ مسکرایا۔ ادھر جائش نے اسے گھونگھٹ کے بغیر اب

قریب سے جی بھر کر دیکھا۔ لیمن کلر لونگ ٹیل میکسی میں

نیٹ کا دوپٹہ سینے پر سیٹ کروائے وہ بجلی بن کر اس

کے حواسوں پر گر رہی تھی۔ ادھر خود پر اس کی دہکتی

نگاہوں کی تپش محسوس کر وہ جو اپنا کونفیڈینس بحال کر کے

آئی تھی اب سٹیج پر کھڑے ہوئے ہتھیلیاں پسینے سے تر ہونے لگیں تھیں۔ حریم نے نوٹ کیا تھا اس شادی میں اس کی کوئی فی میل کزنیں بھی آئی ہوئیں تھیں۔ جن سے وہ کافی ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ حریم نے لاپروائی سے کندھے جھٹکے۔ اگر وہ ایسا جان بوجھ کر کر رہا تھا اسے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا تھا۔

ارم واسبہ فاطمہ Unique Novels Hub ں ملال

نکاح خواں آچکے تھے۔

کچھ ہی دیر میں نکاح جیسا پاکیزہ فریضہ سر انجام پایا تو انابیہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر اس کی ہتھیلیاں بھگونے لگے جو کہ پاس بیٹھے شخص کی زیرک نگاہوں سے مخفی نا رہ سکے۔ تبھی نکاح کی مبارک باد اور سب کے منہ میٹھا کروانے کے بعد جب خوشگوار ماحول میں ڈنر کیا جانے لگا تو افروز نے سب

سے نگاہیں بچا کر دھیمے سے اس کی بھیگی ہتھیلی پر اپنا مضبوط و توانا ہاتھ رکھا۔ تو انابیہ بری طرح خوفزدہ ہوئی۔

ڈونٹ یو ڈئیر بیوی،،، یہ آنسو بس رخصتی کے لیے بچا کر رکھو،،، دھیمے سروں کی سرگوشی نے انابیہ کے حواس مختل کر دیئے۔ اس نے زور لگا کر اپنا ہاتھ اس شدت بھری گرفت سے نکال لیا۔ افروز نے سرد سی سانس کھینچی۔ کھانے کے

بعد مختلف رسمیں ہوئیں۔ دودھ پلائی کی رسم کے لیے حریم ملٹی کلر نگینوں سے سجے ہوئے فینسی گلاس کو تھامے ہوئے آگے بڑھی۔ تب جائش بڑی چالاکی سے پارٹی بدل کر افروز کی جانب ہو گیا۔ سب سٹیج کے آس پاس موجود تھے۔ حریم نے گلاس افروز کی جانب بڑھایا جو کہ جھٹ سے جائش نے تھام لیا۔ اس نے حریم کی جانب دیکھتے گلاس لبوں سے لگا لیا۔ سب کے سامنے ان حرکتوں پر وہ بری طرح

تلملائی۔ سب دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔ آدھا دودھ افروز نے پیا۔ مگر حریم کی کچھ ڈیمانڈ کرنے سے پہلے ہی جائش نے شوشا چھوڑا۔

تو پھر مانگیے محترمہ کیا مانگنا ہے،،، ویسے یہ حویلی،، پچاس ایکڑ زمین، اور یہ پورا کا پورا سردار تو آپ کا ہے ہی،، ان کے علاؤہ آپ کو کچھ چاہیے تو آپ مانگ سکتیں ہیں،، جائز کا

لہجہ شاہانہ تھا۔ حریم کا دل کیا اس چھچھورے آدمی کا سر پھاڑ دے کہ سب اس کی اس لوفرانہ بات پر ہوٹنگ کرنے لگے تھے۔

افروز بھائی،، اپنے دوست سے کہیں زیادہ حاتم طائی نا بنیں،، اور آپ بھی منہ کیا دیکھ رہے ہیں،، جیب ڈھیلی کریں،،، حریم جائش کی جانب سرخ چہرہ لیے دیکھتی دانت پیس کر بولی۔

افروز نے شرافت سے اپنا والٹ نکالا اور جائش کو تھما دیا۔

حریم کا صدمے سے برا حال تھا مطلب یہ افروز بھائی بھی اپنے دوست کی طرح گھنے اور میسنے تھے۔

بتائیے محترمہ دلہے کی سالی صاحبہ کیا ڈیمانڈ ہے آپ کی،،،

میری ڈیمانڈ ہے کہ دلہا اپنے دوست کے منہ پر ٹیپ لگا دے،،، وہ تلملا کر کہتی اٹیک سے نیچے اترنے لگی۔ سب

Unique Novels Hub

قہقہہ لگا کر ہنس پڑے جبکہ جائش نے تیزی سے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ تب پانچ پانچ ہزار کے کافی سارے نوٹ اس نے حریم کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ حریم نے تیزی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکال لیا۔۔

بیٹا لیٹ ہو رہے ہیں آپ جلدی سے بچی کی رخصتی دے دیں،،، افروز کی جانب سے آئے ایک بزرگ نے جائش کو کہا تو وہ خوشدلی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ انابیہ کا دل کیا کہیں

جا کر چھپ جائے۔ مگر کاش ایسا کر پاتی۔ رخصتی کے وقت

وہ سب سے ملکر بے تحاشا آنسو بہانے لگی۔ مگر جائش نے

بھاری ہوتے دل سے اسے دعاؤں تلے رخصت کر دیا۔

تمام سفر میں وہ گاڑی میں خوفزدہ سی ایک طرف سکڑی سمٹی

بیٹھی رہی۔ افروز کا دل کیا اسے بولے کے وہ ریلیکس رہے۔

مگر ابھی تمام الفاظ بے معنی تھے۔ تبھی وہ خاموش رہا۔۔

Unique Novels Hub

جب وہ گھر پہنچے تو محلے کی کچھ خواتین نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ مگر جلد ہی اسے اس کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔۔

انابیہ اس اجنبی سے کمرے میں موجود تھی۔ دل بہت بری طرح خوفزدہ تھا۔ باہر سے خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ افروز اپنے رشتے داروں کے ساتھ انکے احترام میں باہر ہی بیٹھا باتوں میں مصروف رہا۔ کہ کتنی بری بات ہوتی اگر وہ

سب کے سامنے اٹھ کر یوں اپنے کمرے میں چلا جاتا۔ مگر

پھر آہستہ آہستہ کر کے سب رخصت ہونے لگے۔

ادھر اندر وہ کانٹوں پر گھسیٹ لی گئی تھی پھولوں کی سیج

میں بھی جیسے کانٹے آگ آئے تھے۔ اس کا دم گھٹنے لگا۔

وجود پسینے سے شرابور ہو گیا۔ خوف ، گھبراہٹ، پریشانی ٹینشن

سب نے مل کر س کے زہن پر بہت برا اثر ڈالا۔ گھبراہٹ

سے اس نے گھونگھٹ الٹ دیا تھا اسے عجیب سی وحشت
ہونے لگی تھی ان پھولوں سے ۔ ان سرخ و سفید گلابوں
سے انکی دل پر چھا جانے والی خوشبو سے تیز تیز سانس لیتے
اس نے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی لیکن یوں
لگنے لگا تھا جیسے دم گھٹ جائیگا اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی وہ
کمرے میں حواس باختہ سی کچھ تلاش کرنے لگی۔ مطلوبہ
چیز ملنے پر اس نے جلدی سے اے سی کی کولنگ بڑھا دی

کمرہ ہر گزرتے پل کے ساتھ مزید سرد ہونے لگا۔۔ اس کے باوجود اسکا دم گھٹ رہا تھا آنسو آنکھوں کی باڑ توڑ باہر نکلنے لگے اس نے سر سے گھونگھٹ نوچ زمین پر پھینک دیا جب پھر بھی کچھ سمجھ نہ آیا تو ایک ایک کر کے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا پھولوں کا گلدستہ اٹھاکر دروازے کی جانب پھینکا جہاں سے افروز کمرے میں داخل ہورہا تھا۔۔ وہیں اسکے قدم ٹھہر گئے

Unique Novels Hub

اس نے افسوس اور نرم نظروں سے دلہن بنی اپنی بیوی کو دیکھا جس پر وہ دل و جان سے فدا تھا اسے کچھ ایسی ہی توقع تھی وہ جانتا تھا اسے نئے سرے سے اسے اپنی جانب راغب کرنا مشکل امر تھا۔ جبکہ وہ اسکی موجودگی سے نظر انداز اب بیڈ پر لگے پھولوں کو نوچ رہی تھی۔ جب تھک گئی تو وہیں بیڈ پر بیٹھی سسکنے لگی۔ ابھی اپنے غم میں سسکتے کچھ لمحے ہی گزرے تھے کہ اپنے برابر کسی کی موجودگی

Unique Novels Hub

محسوس کر وہ سانس تک روک گئی ۔ رخ موڑ کر دیکھا تو افروز تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیوں رو رہی ہو،،،" افروز کے پوچھنے پر وہ ایک مرتبہ پھر سسکنے لگی۔

"کیوں رو رہی ہو ؟بتاؤ" اب کے نرمی سے اسکے گرد بازو پھیلاتے پوچھا۔

ل ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

"آپ جانتے ہیں کیوں رو رہی ہوں میں۔۔" لہجہ جتاتا ہوا تھا۔

"میں کیا جانتا ہوں ؟"

حیرت سے پوچھا۔ انابیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

" انجان بن رہے ہیں،،" وہ بولی تو فیروز مسکرایا۔ جانے کیوں اسے اس کے دل نے بتا دیا تھا یا اپنے بھائی کے رویے

ان ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

نے کہ یہ شخص تمام سچائی جانتا ہے۔ مگر جان کر بھی انجان بن رہا ہے۔

"میں جانتا ہوں آج تمہاری رخصتی ہوئی ہے،، رخصتی پر لڑکیاں روتی ہیں پر اتنا بھی کیا رونا"

شرارت سے کہا۔

"میں اس وجہ سے نہیں رورہی،،، آپ جانتے ہیں میں کیوں رو رہی ہو آپ سچ جانتے ہیں،، ہے ناں؟؟؟"آنکھیں نم تھیں۔

"ہاں میں جانتا ہوں میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں پر اس میں رونے والی کونسی بات ہے؟؟؟"

تعجب سے پوچھا جب یکدم انابیہ چلاتی ہوئی کھڑی ہوگئ۔

"آپ انجان کیوں بن رہے ہیں ایسے کیوں ظاہر کررہے ہیں جیسے کچھ نہیں جانتے ؟ جب کے آپ ساری حقیقت جانتے ہیں افروز عورت اگر اپنے ساتھ ہوئی زیادتی بھول بھی جائے تو اسکا شوہر نہیں بھولتا یہ اسکی انا پر اس کی غیرت پر کاری ضرب ہوتی ہے،،،"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی ۔ فیروز افسوس سے سر ہلاتا کھڑا ہوا یکدم اسے شانے سے تھاما۔

"میں بھی یہی پوچھنا چاہتا ہوں انابیہ جب میں یہ بات بھول سکتا ہوں تو تم کیوں نہیں،،،"

وہ بولا تو انابیہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ کیا وہ اچھا ہونے کا ڈھونگ کررہا تھا۔

"آپ کیسے بھول سکتے ہیں؟ کیا اتنا آسان ہے ایک ایسی لڑکی کو اپنانا جو برباد ہو چکی ہو،، جس کے پاس آپ کو دینے کو کچھ نا ہو،، "

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی--

"جی بہت آسان ہے اس لڑکی کو اپنانا جو پاکباز ہو،، نیک کردار کی ہو،، اچھے اخلاق ہوں،، خوبصورت دل کی مالک ہو،، اور پھر اس پر متضاد اس سے محبت بھی بلا کی ہو۔"

وہ بولا تو انابیہ کی آنکھوں میں آنسو جگمگانے لگے۔۔

اس نے دیوانوں کی طرح نفی میں سر ہلایا۔۔

"میں پاکباز نہیں ہوں میرے ساتھ،،،" اسکا جملا منہ میں ادھورا رہ گیا تھا جب فیروز نے اسے قریب کھینچا۔

"تم جانتی بھی ہو خود کو؟ بالکل نہیں جانتی،،، جاننا چاہتی ہو تو میری نظروں سے دیکھو،، جو تمہارے ساتھ ہوا اس میں تمہارا قصور کہاں تھا۔؟ تم اب بھی ویسے ہی ہو بلکہ اس سے زیادہ پاکیزہ ہو،، لیکن میں اب تمہیں قبول کرنے سے انکاری ہوں۔" انابیہ جو اسکی سحرانگیز باتیں سن رہی تھی ساکت

Search on Google (Urdu Novels Ghar) urdunovelsghar.pk

Unique Novels Hub

ہوگئی۔ پتھر بنتے سانس روکے اسے دیکھنے لگی کہ کیا ایک بار پھر وہ برباد ہونے لگی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں نے تم سے نکاح کرتے ہوئے صرف تمہیں قبول کیا تھا تمہارے زہن میں بھرے کسی اور کے برے فعل کو نہیں جب میں بھول سکتا ہوں تو تم کیوں کوشش نہیں کرسکتی ؟" اسکے سوال پر وہ روتے ہوئے سر جھکا گئی۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ ہم ایک اچھی زندگی گزاریں تو سب بھول کر میری طرف قدم بڑھاؤ،، میرے پاس آؤ،،"

اسکا کہنا تھا کہ کچھ لمحے سوچنے کے بعد انابیہ نے قدم اسکی جانب بڑھائے اور اسکے برابر میں بیٹھ گئی۔ فیروز نے فتح یابی سے مسکراتے اسکے گرد بازو پھیلائے۔۔

"شادی مبارک،،،" کان میں سرگوشی کی انابیہ خود میں سمٹ گئی۔

"ایک بار انابیہ سے افروز بن کر دیکھو پھر خود کو دنیا کی پاکیزہ لڑکی محسوس کروگی مسز افروز"

اسکے ماتھے پر شدت سے بوسہ دیتے کہا۔ پھر انابیہ آسودگی اور اطمینان سے اسکے سینے پر سر رکھ گئی اسکے بعد ہر گزرتے لمحے میں اس نے خود میں انابیہ نہیں بلکہ فیروز کو محسوس کیا

گزری شب اسے حقیقتاً بتا گئی وہ کتنی معتبر تھی۔۔

سب مہمان جا چکے تھے۔ انھوں نے سب کو رخصت کیا۔

سب سے آخر میں حریم نے نم آنکھیں لیے اپنے گھر والوں

کو رخصت کیا۔ وہ اسے ڈھیروں دعائیں دیتے رخصت ہوئے

تھے۔ تیمور اس کی گود میں تھا اور اب لان میں وہ ، جائش،

تیمور اور جائش کی چچا زاد کزن فضا رہ گئے تھے۔

Unique Novels Hub

اتفاق سے فضا اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان آئی ہوئی تھی۔ اس کے پاس ابھی بچے نہیں تھے اس کا شوہر کسی ضروری کام سے نکلا تھا اور اب تک اسے لینے نا آسکا۔ حریم یہ بات نہیں جانتی تھی۔ جب کہ وہ دونوں اب ہلکی پھلکی ملکی حالات پر سیاسی گفتگو میں مصروف تھے۔ کہ اچانک فضا کو جانے کیا سوجھی۔

جانتی ہو بھابھی،، میں تم سے بہت جیلسی محسوس کر رہی ہوں،، شاید تم نہیں جانتی پہلے جائش میرا منگیتر تھا،، لیکن قسمت کے کھیل کہ میری اور اس کی شادی نا ہو سکی،، مگر اب سوچتی ہوں کہ اگر اس سے شادی ہو جاتی تو یہ سب کچھ میرا ہوتا جو اب تمھارا ہے،، کیوں سردار،،

فضا جو حریم کو جائز سے کھچا کھچا محسوس کر رہی تھی اسے جیلسی فیل کروانے کو جان بوجھ کر کہا۔ جائش فضا کی اس بے وقت کی بے پرکی پر بہت بری طرح گڑبڑایا اور حریم کا سپاٹ چہرہ دیکھا۔ اس نے فضا کو خونخوار نگاہوں سے دیکھا تو اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر جان بوجھ کر قہقہہ لگایا۔ حریم کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔ یہ تو بھلا ہو اس کے

شہزادے کا جو وہ رونے لگا۔ وہ چپ چاپ اٹھ کر تیمور کو

لیے اندر کی جانب چلی گئی۔

فضا شیم آن یو،، یہ کیا بدتمیزی تھی،

جائش دانت پیس کر بولا۔

تمھاری بیوی کو محسوس کروانا چاہ رہی تھی کہ اس کے دل

میں تمھارے لیے کیا فیلنگز ہیں،، یقیناً وہ بری طرح جیلس

ہوئی ہے،، لو فراز آ گئے،،، اب اس بیوی نام کے طوفان کو

سنبھال لینا،، میں تو چلی،، وہ لاپروائی سے بولی۔ اور بیگ اٹھا

کر ٹک ٹک کرتی وہاں سے غائب ہو گئی۔ جائش نے اپنے

ہاتھوں میں اپنا سر تھاما۔

جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو حسب توقع وہ خالی منہ

چڑھا رہا تھا۔ وہ الٹے پیروں انابیہ کے کمرے کی جانب گیا۔

دروازا لاک تھا۔ یہ بھی وہ سوچ کر ہی آیا تھا تبھی ڈوبلیکیٹ

چابی سے دروازا کھولا۔ وہ دوپٹہ بیڈ پر رکھے تیمور کو کاٹ میں لٹائے ہوئے تھپک رہی تھی۔ آہٹ پر بھی پیچھے مڑ کر نا دیکھا۔ جائش اب بلا جھجھک اس کے قریب اس کے بلکل پیچھے کھڑا ہوا۔ کاٹ پر دائیں بائیں ہاتھ رکھے۔ حریم کی پشت اس کے سینے سے ٹکرائی۔ دل میں طوفان برپا ہوا مگر پھر بھی وہ پتھر بنی رہی۔

حریم،، ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو،، اس نے نرمی سے کہا مگر وہ اب بھی پتھر کی طرح ساکت تھی۔ جائش نے دیکھ تیمور سو چکا ہے۔ تبھی اب حریم کی کلائی جکڑ اسے لے کر باہر نکلا۔ باہر نینی کو تیمور کے پاس جانے کا اشارہ کرتے وہ چھپاک سے حریم کو کچھ کہنے سننے کا موقع دیئے بغیر کمرے میں داخل ہو کر اسے لاک کر گیا۔ حریم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ غصے سے پاگل ہو گئی۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ جائش،،،"

وہ غصے سے چلائی اس کے اتنے بری طرح چلانے پر جائش حیرت سے اسے دیکھنے لگا وہ ڈری سہمی سی ہرنی اب شیرنی بن اس کے سامنے کھڑی تھی

Unique Novels Hub

"جائیں یہاں سے اور کر لیں شادی جس سے کرنی ہے کہ کوئی حسرت دل میں باقی نا رہے،، جا کر دیکھیں اس کا سڑا ہوا منہ اور،،اور۔،،،"

وہ بولتے بولتے ضبط سے سرخ پڑتی رخ پھیرے رو دی۔

عجیب سی آگ بھڑکی تھی جو اس کا خون کھولا گئی تھی ۔

جائش آسودگی سے مسکرایا۔ تو نفرت کا دعوی کرتے کرتے حریم جائش جھانگیر محبت کی دیوار پھلانگ گئی تھی۔۔

"حریم،،" تڑپ کر پکارا لیکن آج شاید وہ اسکی ایک نا سننے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"تیمور چاہیے نہ آپ کو،، اسکی وجہ سے آپ مجھے برداشت کرتے ہیں ظاہر ہے اپنا وارث تو چھوڑ نہیں سکتے نسل ہے آپکی،،، عورت کا کیا ہے ؟ حریم کیا میری جیسی دس اور مل جائینگی آپ کو بلکہ گھر تک میں میسر آجائیں گی۔۔"

وہ یکدم جائش جھانگیر کا گریبان دبوچ گئی۔ جائش اسے خاموشی سے دیکھے گیا۔ پہلے روز جائش نے اسکا یہ روپ دیکھا تھا جب وہ اسے اٹھوا لایا تھا اس وقت اس نے ایک بہادر حریم دیکھی تھی اور آج ایک مرتبہ وہ پھر جوالہ شعلہ بنے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"تمہارے سر کا سائیں کوئی سڑک چھاپ نہیں جو جگہ جگہ منہ مارتا پھرے،،،، میں وہ بادشاہ ہوں جو اپنی رانی کے سوا

کسی کو کنیز کا درجہ دینا بھی پسند نہیں کرتا۔" حریم کی گردن میں ہاتھ لپیٹنے اس نے یکدم شدت سے حریم کے گال پر بوسہ دیا۔ حریم کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا دل میں اطمینان اترنے لگا یہی چیز تو اسے کھا رہی تھی کہ پہلے جو وہ اسکے قریب آنے کی کوشش کرتا تھا اب اس پر کٹی لڑکی کزن کے آنے کے بعد اسکی ذات وہ کب سے سرے

سے نظر انداز کر رہا تھا۔ لیکن پھر بھی اپنی انا کے مینار کو
اونچا رکھنے کے لیے وہ جھٹپٹائی لیکن دل کے کسی کونے
سے خواہش ہوئی کہ وہ زبردستی اسے خود میں سما لے جیسے
پہلا سما لیا کرتا تھا۔ اسکے دل میں بھرے غبار کو اپنی محبت
سے نکال دے اسکو بتائے وہ کتنی اہم ہے ۔ اسے اسکے
حال پر نہ چھوڑے کے وہ بچپن سے ہی توجہ کا مرکز بنی
رہنے والی شہزادی تھی تو اسکا شہزادہ جو زبردستی اسکی زندگی میں

نقش ملال Unique Novels Hub از قلم واہبہ فاطمہ

گھس کر اسکی زندگی خراب کر چکا تھا تو اب کیسے کسی

دوسرے کی جانب مائل ہوسکتا تھا۔ ۔

"پیچھے ہٹیں۔" شدت سے روتے وہ جائش کے سینے پر مکے

مارنے لگی مسکراتے جائش نے اسکی کمر تھامتے اسے خود

کے بے حد نزدیک کرلیا حریم بنا پلک جھپکائے اسے دیکھنے

لگی۔

"تم شور بہت کرنے لگی ہو۔ منہ بسورنے کی جگہ اب منہ

توڑنے کی کوشش میں رہتی ہو

شرارت سے اسکی ناک کو لبوں سے چھوا۔

"چھوڑیں مجھے،،، جائیں اسی کے پاس جس کے آگے پیچھے

بھنورے کی طرح منڈلا رہے تھے" وہ بولی تو جائش قہقہ لگا کر

ہنسا۔ اسکا ہنسنا حریم کو مزید تکلیف سے دوچار کرگیا۔

" نہ چھوڑوں تو،،،،،" اسکے آنسو دیکھ وہ سنجیدہ ہوا۔

Unique Novels Hub

"آپ کی تو عادت ہے زبردستی کرنے کی،،،" زہریلا تیر پھینکا جو ہر بار جائش کے دل کو زخمی کر جاتا تھا لیکن اس بار جائش نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"کب کی میں نے زبردستی ؟"

وہ سوال گو تھا۔ حریم نے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔

"زبردستی میں انسان اپنی ہوس کے آگے مجبور ہوتے حواس ہار دیتا ہے،، درندگی پر اتر آتا ہے،،، لیکن میں ہر بار حواس میں تھا حریم،،، کیونکہ وہ میری ہوس نہیں تھی بس تم پر اپنی ملکیت کا سرور تھا،، تمہارے وجود نے تمہاری محبت نے بہکایا تھا مجھے،، وہ میری ہوس نہیں میری محبت تھی،، جس میں تمہیں دیکھتے ہی میں گرفتار ہوگیا تھا،، چلو ایک سوال میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم کہہ سکتی ہو میں نے

تمہارے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کیا تھا؟" اسکے سوال پر نا چاہتے ہوئے بھی حریم نے نفی میں سر ہلایا۔ جائش مسکرایا "تمہیں چھوتے ہوئے یہ ڈر تھا کہ کہیں تم ٹوٹ نہ جاؤ اس لیے تمہیں خود میں سمیٹا تھا پر تم نے کیا کیا ؟"مجھے توڑ کر چلی گئیں،،، کیا اس کے بعد میں نے ہر پل کوشش نہیں کی تمہیں منانے کی ؟" تمہیں تمہارے حال پر بھی

Unique Novels Hub

تمہارا خیال کر کے چھوڑا لیکن کیا ہر رات تمہیں میری نظروں کی حدت اپنے وجود پر محسوس نہیں ہوتی تھی؟"

حریم روتے ہوئے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

"میں آپ سے محبت نہیں کرتی سنا آپ نے"

اسکا شرٹ مٹھی میں دبوچتے وہ اسکے دل میں چھپ جانے کی کوشش کررہی تھی جائش نے مسکراہٹ روکی۔

"نہیں بلکل نہیں کرتی تم بلکہ میں کرتا ہوں اور بے پناہ کرتا ہوں۔" اقرار کیا۔

"میں جیلس بھی نہیں ہورہی تھی آپ کی کزن سے سنا آپ نے،،،" ویسے ہی جائش کا شرٹ تھامے چہرہ اوپر اٹھاتے غصے سے جتایا۔۔

Unique Novels Hub

" بالکل نہیں ہورہی تھی،، بلکہ میں ہورہا تھا کہ میرے اتنی کوشش کے باوجود تم کیوں جیلس نہیں ہورہی --"

مسکراہٹ کامیابی سے چھپاتے بتایا۔ حریم نے پھر سسکتے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔

"میں آپ کے قریب بھی نہیں آنا چاہتی سنا آپ نے،،"

ایک نئی بات نکالی ۔ جائش مسکرایا ۔ وہ جانتا تھا وہ ہر بات الٹ کہہ رہی ہے بس قبول کرنے سے ڈر رہی ہے--جائش نے اسے گود میں اٹھایا۔ وہ ہکا بکا سی اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن میں قریب آنا چاہتا ہوں۔ اتنا قریب کے حریم حریم نہ رہے بلکہ جائش بن جائے،،"

بولتے ساتھ وہ اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔ حریم بنا کچھ
بولے نم آنکھوں سے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گئ۔ کیا تھا
وہ شخص واقعی یہ رشتہ قدرت کی طرف سے تھا ورنہ بھلا اس
جیسی عام سی لڑکی کو کیسے ملتا ایسا شہزادہ جس کے دنیا کی
لڑکیاں خواب دیکھتی ہیں۔

جائش نے اسے نرمی سے بیڈ پر اتارا۔ خود لمحے بھر کو اس

سے دور ہوا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ ہی لمحوں بعد

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ننھی جان اس کی گود میں تھی۔

اس نے تیمور کو انتہائی نرمی سے کاٹ میں لٹا دیا۔ وہ گھری

نیند میں تھا۔ تھوڑا سا کسمسایا اور پھر سو گیا۔۔ وہ اطمینان

سے کمرہ لاک کرتا اب کمرے کی لائٹ آف کر گیا۔ زیرو پاور

لائٹ آن کر کے وہ اس کے انتہائی قریب آ کر بیٹھا تو حریم فورا ہوش میں آئی۔

"جائش۔۔۔" وہ پکارنے لگی تھی پر جائش نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔

"تم اب خاموش رہنا حریم اور جب تک میں مصروف ہوں تم میری فیوچر میں ہونے والی بیٹی کا نام سوچو"

اسکے ماتھے پر مہر ثبت کرتے وہ محبت سے چور لہجے میں بولا

حریم لرزتے ہوئے اسکے سینے سے لگتی رو دی۔

"آپ بدل جاؤ گے،،"

وہ روتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی جائش نے گہری سانس لی۔۔

" اور میں کیوں بدلوں گا حریم،،،"

ن ملال Unique Novels Hub از قلم واھبہ فاطمہ

اسکا سر اپنی گود میں رکھتے اسکے بال پیار سے سہلاتے پچکارا۔

"وہ کزن اچھی لگتی ہے آپ کو میں نے محسوس کیا ہے"

وہ اپنا غم بتا رہی تھی۔

" او ہیلو مس کھڑوس،، وہ اپنے شوہر کے ساتھ حویلی سے کب کی جا چکی ہے وہ سب یہ بکواس صرف تمھیں چڑانے کے لیے بول رہی تھی اور تم چڑ بھی گئیں،، کہو تو میں اس

کی شکل بھی نہیں دیکھوں گا باقی ساری زندگی" وہ مضبوط
لہجے میں عاجز آ کر بولا حریم فورا اٹھ بیٹھی۔

جائش نے نیم اندھیرے میں اسے دیکھا۔

"نہیں ایسے نہیں،، بلکہ آپ اسے اسپیشل دعوت دے کر
چاہئیں گے اور اس سے کہیں گے کہ آپ کو حریم پسند

Unique Novels Hub

ہے،، آپ صرف حریم سے محبت کرتے ہیں، صرف اسی کے ہیں،،،۔" اسکی ڈیمانڈ پر وہ ہنسا۔۔

"اور کچھ۔" اپنی جانب کھینچتے پوچھا۔ حریم نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر اجازت دو،،،،"

شرارت بھری آواز۔۔

نہیں۔۔ " حریم نے فورا کہا۔

"تمہاری نہیں کا مطلب ہاں ہوتا ہے،،،، وہ بول کر حریم کو گدگدی کرنے لگا۔ وہ اب قدرے بلند آواز میں ہنسنے لگی جب حریم کی سانس پھولنے لگی جائش نے اسے چھوڑ دیا۔ کمرے میں حریم کی کھلکھلاہٹ گونجنے لگی ۔ سسکیوں کے بدلے اپنی قربت پر اسکا ہنسنا جائش کو روح تک سرشار کرگیا۔

ختم شد

Urdu Novels Ghar